بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن محمد قاسم العاصی رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء تالیف

الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ

کے آٹھویں جزء کتاب الجھاد کا اردو ترجمہ بنام

جہاد

اور اس کے تقاضے

مؤلف

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن محمد بن قاسم العاصی النجدی رحمہ اللہ

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ عبداللہ طارق خان حفظہ اللہ

ادارہ مرکز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website:http://www.muwahideen.tk

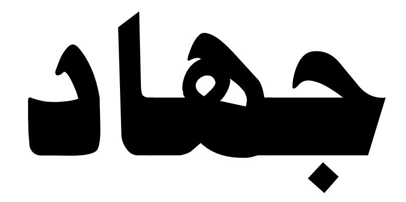


بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن محمد قاسم العاصی رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء تالیف

الدرر السنیة فی الاجوبة النجدیة

کے آٹھویں جزء کتاب الجہاد کا اردو ترجمہ بنام



جہاد اور اس کے تقاضے

مؤلف

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن محمد بن قاسم العاصی النجدی رحمہ اللہ

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ عبداللہ طارق خان حفظہ اللہ

ادارہ مرکز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website:http://www.muwahideen.tk

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كتاب الجهاد

محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''الجهاد ماض الى يوم القيامة''

''جہاد تا قیامت تک جاری رہے گا''

زیر نظر کتاب فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سے لے کر عصر حاضر تک کے علماء نجد کے مختلف احکام وعقائد شرعیہ سے متعلق فتاویٰ ورسائل پر مستقل کتاب ''**الدرر السنية فى الاجوبة النجدية**'' جو کئی اجزاء پر محیط ہے سے منتخب کردہ ''کتاب الجہاد'' کا ترجمہ ہے جس میں لوازم واقتضایات جہاد اسلامی مثلاً امر بالمعروف ونہی عن المنکر وہجرت وقطع رحمی از مشرکین اور منافقین وفاسقین سے متعلق بہت سے باطل نظریات کی بیخ کنی کی گئی ہے اور منہج حق وسلف کا بھرپور دفاع کیا گیا ہے۔ وللہ الحمد

فتنوں کے اس دور میں امن وسلامتی کا واحد راستہ بلاشبہ دین اسلام کی ان ''روشن تعلیمات'' پر ہی چل کر معلوم کیا جاسکتا ہے جو ہر دور کے تقاضوں سے مکمل ہم آہنگی رکھتی ہیں نہ صرف یہ بلکہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں اور پہلوؤں پر ہر اعتبار سے روشنی ڈالتی ہیں اور تمام اندھیروں کی نشان دہی کر کے ان سے بچنے کی ترکیب بتاتی ہیں چنانچہ ہم برملا کہتے ہیں کہ دین اسلام ہی وہ حق ہے جو انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرتا ہے اور ہر باطل اور ظالم کو اس کے عبرتناک انجام سے دوچار کرتا ہے۔

جہاد اسلامی بھی اسی سلسلے کی ایک مضبوط کڑی ہے جسے ہمیشہ سے توڑنے کی کوشش کی گئی اور کی جارہی ہے لیکن اس جہاد کا ایک رب ہے جو اس کی حفاظت وحمایت کرتا ہے اور ہر دور میں ایسے افراد پیدا کرتا

ہے جواس کے پرچم حق کوتھام کر باطل کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے ہیں اور ایک کے پیچھے کئی تیار رہتے ہیں کہ کہیں علم جہاد سرنگوں نہ ہونے پائے جہاد اسلامی کا مقصد فساد فی الارض نہیں بلکہ امان وسلام ہے اسلامی تاریخ اس پر زندہ دلیل ہے۔

جہاد اسلامی ہمیشہ ہی اہمیت کا حامل رہا ہے عصر حاضر میں اس کی اہمیت اس لئے دو چند ہو جاتی ہے کہ باطل رفتہ رفتہ اپنے ویران سائے دراز کرتا چلا جا رہا ہے اور حق کا دائرہ سمٹ رہا ہے چنانچہ ضروری ہے کہ اب حق اور باطل کا فیصلہ کن معرکہ ہو جائے جس میں یقینی شکست باطل اور حقیقی فتح حق کو ہی حاصل ہونی ہے۔**وللہ عاقبة الامور**

آیئے جہاد اسلامی کی اس سرسبز وشاداب وادی میں داخل ہو کر اپنے ایمان کی روح کو تر وتازہ باد جہاد سے روشناس کرالیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

از مترجم: عبداللہ طارق خان حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی جانب سے بھائی عبداللہ بن عبدالرحمٰن کی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد، مجھے ابن زیدان نے بتایا کہ آپ احمد سے ناراض ہیں کہ انہوں نے منافقین سے متعلق کچھ کہا تھا آپ جانتے ہیں کہ بعض امور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہوتے ہیں:

وَّ تَحۡسَبُوۡنَهٗ هَيِّنًا وَّ هُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمٌ. (النور:15)

تم اسے معمولی سمجھتے ہو جبکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔

بات یہ ہے کہ غربت (جب حق اور اہل حق اجنبی ہو جائے) کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے بڑھ کر اور کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے قریب نہیں کر سکتا پھر اگر اس پر کفار اور منافقین کے خلاف جہاد بھی ہو تو یہ کمالِ ایمان ہے۔ جب مومن جہاد کرنا چاہتا ہو تو اس کے پاس اس کا کوئی عزیز آ کر کہتا ہے کہ تم دنیا کے طالب ہو میرے خیال میں یہ کہنے والے ان لوگوں میں سے ہیں جو مومنین کے صدقات میں عیوب نکالتے تھے۔ آپ اس آیت کی تفسیر پر غور کرنے کے بعد اسے اس واقعہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ ابوسفیان، بلال، سلمان اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرا تو وہ کہنے لگے کہ اب تک اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن کی گردن کو نہیں پکڑا ہے'' یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: ''تم ایک قریشی شیخ اور سردار کے متعلق اس طرح کہتے ہیں ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: ابوبکر تو نے انہیں (صحابہ) ناراض کیا تو گویا اپنے رب کو ناراض کیا''۔ غربت کے دور میں منافقین کے خلاف جہاد ہی افضل جہاد ہے اگر آپ اپنے کسی ساتھی کے برے ارادے کا اندیشہ رکھتے ہوں تو اسے اللہ کے لئے اخلاص اور نرمی سے سمجھائیں ریاکاری اور برا ارادہ نہ ہو نہ ہی جہاد سے متعلق اس کے عزم کی حوصلہ شکنی کریں نہ ہی اس کے متعلق بدگمان ہو کر اسے کسی برائی کی طرف منسوب کریں میری اس نصیحت کا برا مت منائیں اگر مجھے معلوم ہو کہ آپ برا منائیں

گے تو میں ایسا نہ کروں میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو چند غلطیوں پر نصیحت کر دی۔ والسلام

شیخ ابراہیم اور شیخ عبداللہ اور شیخ علی رحمہم اللہ

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بیٹے شیخ ابراہیم اور شیخ عبداللہ اور شیخ علی رحمہم اللہ نے فرمایا: مال سے جہاد کرنا نفس کے ذریعے جہاد کرنے سے پہلے ہے جس کے پاس مال ہو اور جان سے بھی جہاد کر سکتا ہو اس پر دونوں واجب ہیں اور اگر جان سے نہ کر سکتا ہو تو مال سے واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَيۡسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لاَ عَلَى الۡمَرۡضٰى وَ لاَ عَلَى الَّذِيۡنَ لاَ يَجِدُوۡنَ مَا يُنۡفِقُوۡنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوۡا لِلّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ مَا عَلَى الۡمُحۡسِنِيۡنَ مِنۡ سَبِيۡلٍ وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ(التوبۃ:91)

کمزور، بیمار اور جو خرچ نہ کر سکتے ہوں ان پر کچھ حرج نہیں جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خیر خواہ ہوں اور احسان کرنے والوں پر بھی کچھ نہیں اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

امام کو اس بات سے منع کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں پر ان کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے ورنہ وہ اس کی نافرمانی کریں گے اور غریب پر بھی استطاعت سے زیادہ بوجھ ڈالنا گناہ ہے اور اگر امام اس سے منع کرتا ہو اور پھر بھی اس کی نافرمانی ہو تو یہ مزید گناہ ہے۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے شدید وعید بیان کی ہے جو جہاد سے بے رغبت ہو کر دنیا کی طرف مائل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَكُمۡ اِذَا قِيۡلَ لَكُمُ انۡفِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَى الۡاَرۡضِ اَرَضِيۡتُمۡ بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيۡلٌ، اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا وَّ يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَ لاَ تَضُرُّوۡهُ شَيۡـًٔا وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ.(التوبۃ:۳۸۔۳۹)

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں نکلو تو تم زمین کی طرف مائل ہوتے ہو کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی پر خوش ہو تو دنیاوی

زندگی کا فائدہ آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے اگر تم نہ نکلے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا، اور تمہارے بدلے دوسری قوم لے آئے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ.

(الانفال:24)

اے ایمان والو! تمہیں رسول ایسی چیز کی طرف بلائے جو تمہیں جلا بخشے تو اللہ اور اس کے رسول کی مان لیا کرو۔

تمہاری اصلاح کرے اللہ تعالیٰ نے جہاد کو لوگوں پر اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز اور زکاۃ کو فرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

(البقرہ:216)

تم پر قتال فرض کر دیا گیا حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے اور ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز ناپسند رکھو جبکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز پسند کرو جبکہ وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

تو جب مسلمان اپنے دشمن سے جہاد کے حکم کو قائم کریں تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں اپنے اسباب وقوت کی طرف نہ دیکھیں نہ ان پر اعتماد رکھیں یہ شرک خفی ہے اور دشمن کے سامنے کمزوری اور بزدلی کا اظہار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سبب اختیار کرنے اور صرف اللہ وحدہ پر توکل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (المائدۃ:23)

اور اللہ ہی پر تم اعتماد رکھو اگر تم مومن ہو۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ. (آل عمران:160)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ، وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى. (الانفال:9-10)

جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے اس نے تمہاری فریاد قبول کر لی اور (کہا) میں تمہاری مدد کر رہا ہوں ایک ہزار یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتوں کے ذریعے اور اسے اللہ نے تمہارے لئے خوشخبری بنا دیا۔

تو جب مسلمانوں نے اللہ کے حکم پر عمل کیا اور اس پر کما حقہ توکل کیا تو اللہ نے اپنے فرشتوں سے ان کی مدد کی جیسا کہ ہر زمان و مکان میں وہ اپنے مومن بندوں کی ایسی ہی مدد کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ،اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ، وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ . (الصافات:171-173)

ہمارا حکم اپنے رسول بندوں کے لئے گزر چکا کہ یقیناً وہ مدد کئے جاتے ہیں اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب ہوتا ہے۔

وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا، سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا. (الفتح:23.22)

اور اگر کفار تم سے قتال کریں تو پیٹھ دکھائیں گے پھر وہ کوئی ساتھی یا مددگار نہ پائیں گے اللہ کی یہ سنت اس سے پہلے سے جاری ہے اور آپ اللہ کی سنت میں ہرگز تبدیلی نہ پائیں گے۔

الشیخ کے ایک بیٹے نے جواباً فرمایا کہ ہر صاحب استطاعت پر مال و جان سے جہاد واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (التوبة:41)

نکلو ہلکے یا بوجھل اور جہاد کروا اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

البتہ اگر جو جان و مال سے جہاد کی طاقت نہ رکھے اس پر یہ لازم نہیں اس لئے کہ اللہ نے اسے معذور قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ...... وَّ لاَ عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ. (الفتح:17)

نابینا اور مریض پر حرج نہیں۔

عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ

عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کی طرف سے تمام بھائیوں کی طرف۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد، اللہ مجھے اور آپ سب کو اپنی نعمتوں خصوصاً نعمت اسلام کے شکر اور اسی پر مجتمع ہونے کی اور اس سے نکلنے والے جاہل اور مفسد جو کہ زمین پر فساد مچاتا ہے اور اصلاح نہیں کرتا کے خلاف جہاد کی توفیق دے یہ اللہ نے ان کے خلاف جہاد واجب کیا ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کی جماعت سے نکل کر ان سے بغض وعناد رکھتے ہیں سو ان کے عناد کو دور کرنے کی خاطر جہاد واجب ہے اور مسلمانوں کے امراء کی اطاعت بھی واجب ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَ لَوْ لاَ دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ. (البقرہ:251)

اگر اللہ لوگوں کو کچھ کو کچھ کے ذریعے دور نہ کرتا تو زمین پر فساد ہو جاتا لیکن اللہ تمام جہانوں پر فضل کرنے والا ہے۔

یہ تم پر اس کا فضل ہی ہے کہ اس نے تمہیں اکٹھا کر دیا اور تمہیں مفسدین کے خلاف جہاد کی توفیق دی اور اگر جہاد نہ ہوتا تو وہ تمہارے دین و دنیا دونوں کو بگاڑ دیتے حالانکہ تم مسلمان ہی اپنے رب کی عبادت کرتے ہو اسے ایک مانتے ہو اس کی مقرر کردہ فرائض کا علم رکھتے ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو

جہاد ہی وہ سب سے بڑا شکر ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں واجب قرار دیا ہے۔ارشادفرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُم. (البقرہ:216)

تم پر قتال فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ. (النساء:84)

(اے محمد ﷺ) اللہ کی راہ میں قتال کر آپ اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں ہے۔

وَ لَوْ لا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ (الحج:40)

اور اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو بے شک گرادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت یاد کیا جاتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور فی سبیل اللہ جہاد بالمال والنفس ہی وہ تجارت ہے جو دنیا وآخرت کے شر سے نجات دے سکتی ہے اور دنیا وآخرت کی بھلائی کی ضامن ہے۔جیسا کہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ، تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ،يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ،وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ. (الصف:10-13)

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور فی سبیل اللہ جہاد کرو اپنے اموال اور جانوں کے ذریعے یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل بسائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور پاکیزہ گھروں میں جو

جنت عدن میں ہوں گے یہ ہی بڑی کامیابی ہے اور تمہیں دوسری نعمت سے بھی نوازے گا جسے تم چاہتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح ہے اور آپ مومنوں کو خوشخبری سنا دیں۔

تمہیں تمہارے رب سے خوشخبری دی ہے اس کو قبول کرو اس کا حکم مانو اور مفسدوں سے جہاد کرو اور جہاد فی سبیل اللہ کے ثواب کے امیدوار رہو حدیث میں ہے ''صبح یا شام اللہ کی راہ میں دنیا و مافیہا سے بہتر ہے'' اس صبح و شام میں کوتاہی نہ برتو کہیں وہ تم سے رہ نہ جائے حدیث میں ہے: ''جہاد خیر کے دروازوں میں سے ایک دروازوں ہے اللہ اس کے ذریعے غم و تکلیف سے نجات دیتا ہے'' بلکہ بہترین مال وہ ہے جو اس میں خرچ کیا جائے اور بہترین دن جہاد کے ہیں مجاہد نیکیوں میں رہتا ہے سویا ہو یا جاگا اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں خواہ کھڑا ہو خواہ چلتا ہو اس خیر میں رغبت رکھو جس کی تمہارے رب نے ترغیب دی ہے اس میں مال اور جان خرچ کرو افضل مجاہد وہی ہے جو جان و مال سے جہاد کرے ہمارے رب نے جہاد سے معذور صرف اندھے، لنگڑے اور بیمار کو قرار دیا ہے ایسے ان لوگوں کو بھی جو خرچ نہ کر سکتے ہوں بشرطیکہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین کے لئے خیر خواہی کرنا معذور و غیر معذور دونوں پر واجب ہے۔

شیخ عبداللہ بن عبداللطیف رحمہ اللہ

شیخ عبداللہ بن عبداللطیف رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی معرفت و عبادت کے لئے پیدا کیا اور ہمیں اپنی توحید و اطاعت کا حکم دیا اور ہمیں بے کار نہیں بنایا بلکہ ہماری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور ان کی اتباع میں ہمیں کامیابی کی ضمانت دی اور ہم پر ان کی نافرمانی حرام کردی لہٰذا ہمارے لئے یہ کسی صورت جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ. (آل عمران:31)

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا.

(النساء:174)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کے ہاں سے دلیل آئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور اتارا ہے۔

قُلْ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ لَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُـوَ يُحْىٖ وَ يُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ. (الاعراف:158)

کہہ دیجئے! اے لوگوں یقیناً میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے وہ مارتا ہے تو تم اللہ اور اس کے اس رسول پر ایمان لاؤ جو امی نبی ہے جو اللہ اور اس کے احکام پر یقین رکھتا ہے اور اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

اللہ نے ان کے ذریعے دین مکمل کیا اور واضح طور پر پہنچادیا اور ان کی امت کو اس پہنچانے پر گواہ مقرر کیا اور اپنی امت کو پہنچانے پر اللہ کو گواہ کیا اور ارشاد فرمایا:

میں تمہیں روشن حجت پر چھوڑ رہا ہوں جس کی رات اس کے دن کی مانند روشن ہے میرے بعد اس سے وہی منہ موڑے گا جو ہلاک ہوتا ہو۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اس حال میں فوت کئے گئے کہ آپ نے ہمیں ہر پھڑ پھڑانے والے پرندے کے متعلق علم دیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایک جگہ کھڑے ہوئے اور اس جگہ ابتدائے خلق سے جنتیوں کے جنت اور جہنمیوں کے جہنم میں دخول تک سب کچھ بتادیا جس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا بھول گیا''۔

اس کا مقصد یہ ہے اکثر مسلمان باوجود بہترین امت ہونے کے اپنے دین اور مقصد حیات (جس پر

قرآن وحدیث کے دلائل قائم ہیں) اسلام کی پابندی اور اس کی معرفت ،اس کی مخالفت سے بیزاری ،اس کے حقوق کی ادائیگی سے اعراض کرنے لگے ہیں حتیٰ کہ وہ کفار سے نفرت تک نہیں کرتے نہ ان سے جہاد کرتے ہیں بلکہ ان کی اطاعت کرنے لگے ہیں اور اس پر مطمئن ہیں اپنے دین کو ضائع کر کے ان سے دنیاوی بہتری کے طالب ہیں جبکہ قرآن کے اوامر و نواہی کی ذرا پرواہ نہیں جبکہ پڑھتے اسے دن رات ہیں یہ بلاشبہ بہت بڑا ارتداد اور دین اسلام سے بیزاری اور عیسائیت میں دخول ہے العیاذ باللہ گویا کہ تم زمانہ فترات وحی (وہ دور جس میں رسالت نہ ہو) میں یا کسی ایسے علاقے میں رہتے ہو جہاں اب تک نور رسالت پہنچا نہ ہو کیا تم اللہ تعالیٰ کا فرمان بھول گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ وَ مَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ. (المائدة :51)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو انہیں دوست رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہوگا یقیناً اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

تَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ يَتَوَلَّوۡنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ اَنۡ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَ فِى الۡعَذَابِ هُمۡ خٰلِدُوۡنَ، وَ لَوۡ كَانُوۡا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِىِّ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مَا اتَّخَذُوۡهُمۡ اَوۡلِيَآءَ وَ لٰـكِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ.

(المائدة:80-81)

آپ ان کی اکثریت کو دیکھیں گے کہ وہ کفار سے دوستیاں لگاتے ہیں البتہ وہ جو اپنے آگے کر رہے ہیں بڑا ہی برا ہے کہ اللہ ان پر ناراض ہو گیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر وہ اللہ اس کے نبی (ﷺ) اور نبی (ﷺ) پر نازل شدہ وحی پر ایمان رکھتے ہوتے تو انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔

وَ لَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ قُلۡ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِىۡ جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَكَ مِنَ

اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لاَ نَصِیۡرٍ. (البقرہ:120)

یہود ونصاریٰ اس وقت تک آپ سے راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے دین پر نہ چلنے لگیں کہہ دیں کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور اگر آپ اپنے پاس علم آجانے کے باجود ان کی خواہشات پر چلے تو آپ کے لئے اللہ کی طرف نہ کوئی دوست ہوگا نہ ہی مددگار۔

ان کی اطاعت میں دخول ان کے مذہب پر چلنا اور دین اسلام سے کنارہ کش ہوجانا ہے۔فرمایا:

یٰۤاَیُّھَا الَّـذِیۡـنَ اٰمَنُوۡا لاَ تَتَّخِذُوا الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَکُمۡ ھُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُـوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ الۡکُفَّارَ اَوۡلِیَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ، وَ اِذَا نَادَیۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوۡھَا ھُزُوًا وَّ لَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَعۡقِلُوۡنَ.

(المائدۃ:57-58)

اے ایمان والو! ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کفار کو جو تمہارے دین کو مذاق اور کھیل سمجھتے ہیں دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو اور جب تم نماز کی طرف بلاتے ہو تو وہ اسے مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ قوم عقل نہیں رکھتی ہے۔

بَشِّـرِ الۡـمُنٰفِقِیۡنَ بِاَنَّ لَھُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمَا، الَّـذِیۡنَ یَتَّخِذُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَیَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَھُمُ الۡعِزَّۃَ فَاِنَّ الۡعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا،وَقَدۡ نَزَّلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الۡکِتٰبِ اَنۡ اِذَا سَمِعۡتُمۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکۡفَرُ بِھَا وَ یُسۡتَھۡزَاُ بِھَا فَلاَ تَقۡعُدُوۡا مَعَھُمۡ حَتّٰـی یَـخُـوۡضُـوۡا فِـیۡ حَـدِیۡثٍ غَیۡرِہٖۤ اِنَّکُمۡ اِذًا مِّثۡلُھُمۡ اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَالۡکٰفِرِیۡنَ فِیۡ جَھَنَّمَ جَمِیۡعًا. (النساء:138-140)

منافقین کو آپ خوشخبری دیں کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے جو مومنوں کے سوا کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا وہ ان کے ہاں عزت کے طالب ہیں تو عزت ساری اللہ

کی ہے اور اس نے تم پر کتاب میں نازل کر دیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کیا جا رہا ہو اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھو تا آنکہ وہ اس کے سوا اور بات میں لگ جائیں (اور اگر تم بیٹھے رہے تو) تم اس وقت انہی کی طرح ہو گے یقیناً اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکھٹا کرنے والا ہے۔

یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالاً وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ط قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ. (آل عمران:118)

اے ایمان والو! اپنے سوا کسی کو جگری دوست نہ بناؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں سستی نہ برتیں گے وہ چاہتے ہیں تم تکلیف میں رہو ان کے مونہوں سے بغض ظاہر ہو ہی چکا اور جو ان کے دل چھپائے بیٹھے ہیں وہ اس سے کہیں بڑا ہے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں ظاہر کر دی ہیں اگر تم عقل کرو۔

کفار سے دوستی اور ان کی اتباع کے حرام ہونے پر بہت سی قرآنی آیتیں ہیں جو قرآن میں غور کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور پھر اسی سے نور وہدایت حاصل کرے اور اس کے بیان کردہ دین کے مطابق اپنے معاملات حل کرے وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم پر قرآن لازم ہے یقیناً وہ رات میں روشنی اور دن میں راہنمائی ہے تم اس پر عمل رکھو خواہ فقیر وفاقہ ہو پھر اگر کوئی مصیبت آن پڑے تو اپنی جان کے بجائے اپنا مال آگے کر پھر اگر مصیبت ٹل جائے تو اپنے دین کو بچا کر اپنی جان آگے کر کیونکہ جنگ کا مارا وہ ہے جو اپنے دین سے جنگ کرے اور لٹا پٹا وہ ہے جو اپنے دین کو لوٹے جنت میں جانے کے بعد فاقہ نامی کچھ نہیں اور آگ سے چھوٹ جانے کے بعد کچھ پرواہ نہیں آگ فقیر سے بے پرواہ ہے اور اس کا قیدی چھوٹتا نہیں اور یہ ملعون جماعت ہے عیسائی جماعت بھی تمہارے برآمدے میں گھس آئی اور تمہارے دین کے متعلق تم سے جھگڑا کیا اور تم سے اپنی اتباع کا مطالبہ کیا یہی وہ گروہ ہے جس کا نام لے کر اللہ نے قرآن میں فرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ. (المائدہ:73)

یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ نہیں کوئی معبود سوائے ایک معبود کے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ. (المائدہ:72)

البتہ کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا، لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا، تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا، اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا، وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا، اِنْ كُلُّ مَّنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا، لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا، وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا.

(مریم:88-95)

اور انہوں نے کہا کہ رحمٰن نے اولاد پکڑی ہے یقیناً تم نے بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین چر جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے اولاد کا دعویٰ کر دیا جبکہ رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد پکڑے آسمان و زمین میں جو بھی ہے سب رحمٰن کے غلام بن کر آنے والے ہیں سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور انہیں گن بھی رکھا ہے اور وہ سب بروز قیامت اس کے پاس اکیلے حاضر ہونے والے ہیں۔

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا. (النساء:171)

اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے متعلق صرف حق کہو درحقیقت مسیح عیسیٰ

بن مریم اللہ کے رسول اور اس کا ایسا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم کی طرف القاء کیا اور اس کی پھونک ہیں تو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور تثلیث نہ کہو تم باز آ جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے درحقیقت اللہ ہی اکیلا معبود ہے وہ پاک ہے اس سے کہ اس کی اولاد ہو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے اور اللہ کافی ہے کارساز۔

اس وضاحت، دھمکی اور ڈراوے کے بعد کوئی سلیم الفطرت اور عقل وسمع وبصر رکھنے والا شک کر ہی نہیں سکتا البتہ جو دنیا کا طالب دنیا پرست اور آخرت سے غافل ہو اس کے لئے اس میں کچھ عبرت کا سامان نہیں وہ دل کا اندھا اور آنکھ کا اندھا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عیسائیوں سے کہیں کہ:

قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ. (آل عمران:64)

اے اہل کتاب! آؤ ایسی بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں گے اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں گے اور نہ ہمارا بعض ہمارے بعض کو اللہ کے سوا رب بنائے گا پھر بھی اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں۔

تو اللہ کے فرمان میں یہ بات کہ ''تم گواہ رہو ہم تو ماننے والے ہیں'' ان کے دین سے اظہار براءت ہے اور ان کی اطاعت کرنے کی مذمت ہے۔ شیطان اکثر مخلوق سے کھیل رہا ہے ان کی فطرت بدل رہا ہے انہیں ان کے رب اور خالق کے متعلق مشکوک کر رہا ہے حتیٰ کہ وہ کفار کی طرف مائل ہونے لگے ہیں اور مسلمانوں کی راہیں ترک کر کے ان کی راہیں اپنانے لگے ہیں اور ہم ان فتنوں اور ان کے بعد مشکلات کے آنے سے پہلے ہی یہ سمجھ چکے تھے کہ ان زاویوں سے ہلاکتیں ہیں اور کچھ لوگ اب بھی اپنے دین پر غیور ہیں اور اس دین کی حمایت میں اپنی جانوں اور مالوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں سارے مومن یکجا ہو کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں تاکہ کامیاب ہو جائیں اپنے کفار اور مشرک دشمنان کے خلاف جہاد

اپنا کر اپنے کی دین کی طرف پلٹ آ ؤ اللہ ان کے ذریعے تمہارا امتحان کر رہا ہے انہیں تمہارے ملکوں سے قریب کر کے تمہیں آزما رہا ہے ارشاد فرمایا:

الٓمّٓ،اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْآ اَنْ یَّقُوْلُوْآ اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ،وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ.(العنکبوت:1-3)

کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں کہ ہم مومن ہیں اور انہیں آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ان سے پہلے لوگوں کو ہم نے آزمایا پس اللہ ضرور سچوں کو ظاہر کرے گا اور ضرور جھوٹوں کو الگ کرے گا۔

اس نے تمہیں اپنا بندہ بنایا تمہیں ان سے جہاد کا حکم دیا اور جہاد کو تم پر فرض کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَ ھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ وَ عَسٰۤی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ عَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

(البقرہ:216)

تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے اور ممکن ہے کہ تم کسی شئے کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی شئے کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰھِدِیْنَ مِنْکُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَکُمْ.

(محمد:31)

اور البتہ ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے تا کہ تم میں مجاہدین اور صابرین کو ہم معلوم کر دیں اور ہم تمہاری حالتوں کو پرکھیں گے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ،تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ یُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ، وَاُخْرٰی

تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ.

(الصف:10-14)

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور فی سبیل اللہ جہاد کرو اپنے مالوں اور جانوں سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں بسائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاک گھروں میں جو جنت عدن میں ہیں یہ ہی بڑی کامیابی ہے اور ایک اور نعمت بھی جو تم چاہتے ہو اللہ کی مدد اور جلد فتح اور آپ مومنوں کو خوشخبری سنا دیں ۔ اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ جس طرح عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا کون ہے جو اللہ کی طرف میرا مددگار بنے حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں تو بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لے آئی اور دوسری نے کفر کیا تو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی وہ غالب ہو گئے ۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ.(التوبة:111)

یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں وہ فی سبیل اللہ قتال کرتے ہیں قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں یہ اللہ کا سچا وعدہ تورات اور انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون وعدہ وفا کرنے والا ہو سکتا ہے تو تم اپنے اس سودے پر جو تم نے کیا خوش ہو جاؤ۔

اس میں اللہ نے ان لوگوں کوفرمانبرداری کی طرف راہنمائی کی ہے جن سے اس نے ان کی جانوں کا سودا کیا ہے اور انہیں بڑے فائدے اور عظیم فضل کی ترغیب دی ہے جو کہ ان کے لئے بہتر ہے اور جو لوگ اس سے سودے کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن فرمانبرداری اور اسے نبھانے میں ٹال مٹول کرتے ہیں انہیں ڈانٹتے ہوئے۔فرمایا کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ.(التوبة:38)

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو تم زمین کی طرف مائل ہوتے ہو کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی پر خوش ہو تو نہیں ہے دنیاوی زندگی بمقابلہ آخرت مگر بالکل کم۔

پھر اللہ نے انہیں اس ٹال مٹول اور سستی سے ڈراتے اور اس پر وعید بیان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.(التوبة:39)

اگر تم نہ نکلے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور قوم لے آئے گا اور تم اسے کچھ نقصان نہ دے سکو گے اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔

ہر شہر و قریہ کے قائدوں و رہنماؤں پر اس دین پر متحد ہونا اور اپنے دشمنوں کے خلاف قتال کرنا اور اس میں بھرپور مستعدی دکھانا اور معاندین کی طرف پیش قدمی کرنا اور لشکر اور ٹولیاں تیار رکھنا اور اسباب ووسائل مہیا کرنا اور اموال بطور قرض دینا ان لوگوں کو جو اس کے طالب اور ضرورت مند ہوں اور خریداران جہاد وقتال کو جہادی ساز وسامان سے لیس کرنا یہ سب فرض ہے اور یہ بھی کہ تم فی سبیل اللہ نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور پیادہ ہو یا سوار دشمنان الٰہ سے جہاد کی دعوت قائم کرو اور مشرکین اور کفار کے خون سے اپنے گناہوں کو دھوڈالو۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لاَيُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَ لاَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لاَ يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ لاَ يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صَاغِرُوْنَ. (التوبۃ:29)

جولوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اسے حرام نہیں کرتے اور نہ ہی دین حق اپناتے ہیں ان اہل کتاب کے خلاف اس وقت تک قتال کرو جب تک یہ ذلیل ورسوا ہوکر اپنے ہاتھوں جزیہ نہ دینے لگیں۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ. (التوبۃ:36)

تم سب مشرکین سے قتال کرو جس طرح وہ سب تم سے قتال کرتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔

اور اللہ کے اس فرمان کا خوف رکھو کہ:

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُوْلِ اللهِ وَكَرِهُوْآ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ قَالُوْا لاَ تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ، فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلاً وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (التوبۃ:81-82)

اللہ کے رسول کے خلاف پیچھے رہنے والے اپنے بیٹھے رہنے پر نازاں ہیں اور انہوں نے اپنے اموال اور جانوں کے ذریعے جہاد فی سبیل اللہ کو ناپسند کیا اور کہا کہ گرمی میں مت نکلو آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ زیادہ گرم ہے اگر وہ سمجھیں تو انہیں کم ہنسنا اور زیادہ رونا چاہئیے یہ ان کے کرتوتوں کی سزا ہے۔

پھر ان کی سزا کی سختی بیان کرتے ہوئے اور ان کے عذر قبول نہ کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا اِنَّکُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ. (التوبۃ:83)

پھر اگر اللہ آپ کو ان کے کسی گروہ کی طرف واپس لے آئے تو وہ آپ سے نکلنے کی اجازت چاہتے ہیں تو آپ کہہ دیں کے میرے ساتھ تم ہرگز نہ نکلو اور نہ میرے ساتھ ہرگز دشمن سے لڑو تم تو بیٹھے رہنے پر خوش تھے تو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اللہ کے قہر سے ڈرو حقیقت میں دینی معاملہ نبھانا ہے اور راہ یقین فضیلت کی راہ ہے اور جو توفیق سے محروم کردیا جائے اس کی مصیبت دو چند اور ہلاکت شدید تر ہے مسلمانو تم جانتے ہو کہ وقت تو آکر ہی رہنا ہے اور رزق کی تقسیم متعین ہے اور جو ہو کر رہنا ہے وہ چوکے گا نہیں موت کا تیر تو سب کو ہی لگنا ہے ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے جبکہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے اور موت کا جام پینا ہی سب سے بڑی حقیقت ہے اور جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اللہ انہیں آگ پر حرام کردیتا ہے اور جو ایک دینار خرچ کرے اس کو ''۷۰۰'' دینار اور ایک روایت کے مطابق ''۷ لاکھ'' دینار لکھے جاتے ہیں اور شہداء اللہ کے نزدیک زندہ ہوتے ہیں ان کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ڈال دی جاتی ہیں اور جنت میں اُڑتے پھرتے ہیں شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اس کے ۷۰ اہل خانہ کے متعلق اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے اور وہ قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اسے موت کی تکلیف نہ ہوگی اور نہ حشر کا خوف قتل کی تکلیف چیونٹی کے برابر ہوگی جبکہ بستر پر موت کی سختیوں کا کیا اندازہ......راہ جہاد میں کھانے اور سونے والا بھی راہ جہاد کے علاوہ تہجد اور روزے کے پابند سے افضل ہے جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دے دیا اس کی آنکھ جہنم کی آگ نہ دیکھ پائے گی اس کے عمل صالح کا اجر تا قیامت جاری رہے گا اس کے ہزاروں ایام اس کے اس ایک دن کے برابر نہیں ہو سکتے اور شہید کی حیثیت سے اس کا رزق ہمیشہ کے لئے جاری کردیا جاتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا صرف ایک دن کا پہرہ دینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل ہیں جو جہاد کی نسبت کتاب وسنت سے ثابت ہیں چنانچہ ہر ہوشمند کے لئے ضروری ہے کہ ان مراتب کا دلدادہ بن جائے انہیں حاصل

کرنے میں لگ جائے ان کی طرف دوڑ پڑے اس راہ پر چلنے کا انتظام واہتمام کرے۔اس اخروی تجارت میں ہی تم فائدہ حاصل کر سکتے ہواور اپنے دین کومحفوظ کر سکتے ہو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم بیع عینہ (ایک قسم کا سودا جس میں سود اور دھوکہ ہوتا ہے) کرنے لگو گے اور کھیتی باڑی پر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دو گے اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اسے اس وقت تک نہ ہٹائے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف نہ پلٹ جاؤ''۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:''جو فی سبیل اللہ ایک دفعہ جہاد کرے اس نے اپنی تمام اطاعت اللہ کے سپرد کر دی جو چاہے مان لے جو چاہے انکار کر دے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ: اس گفتگو کے بعد کون ہے جو جہاد ترک کرے اور بیٹھا رہے۔فرمایا: جس پر اللہ لعنت کرے جس پر وہ غضبناک ہو اور اس کے لئے بڑا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہو یہ وہ لوگ ہیں جو آخری زمان میں ہوں گے یہ جہاد کو کچھ اہمیت نہ دیں گے ان سے میرے رب کا عہد ہے جس کی وہ مخالفت نہ کرے گا جو بھی جہاد کو جائز نہ سمجھے گا اللہ اسے ایسا عذاب دے گا جیسا تمام عالم میں کسی کو نہ دے گا''۔(ابن عسا کرنے حسن قرار دیا ہے۔مشارق الاشواق:107/1)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ لوگو میں نے اس سال کے پہلے مہینے (محرم) میں اسی منبر پر رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ جس کسی قوم نے جہاد چھوڑا اللہ نے اسے ذلیل کر دیا اور جس قوم نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑا اللہ نے ان سب کو سزا میں شامل کر لیا (اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ) اور جس نے نہ غزوہ کیا نہ غزوہ کی نیت کی وہ نفاق کے ایک درجہ پر مرا۔(متفق علیہ:2663)

ہم تمہیں یہ نصیحت کر رہے ہیں یاد دہانی کے لئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ.(الذاریات:55)

اور آپ نصیحت کیجئے یقیناً نصیحت ہی مومنوں کو فائدہ دیتی ہے۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى. (الاعلیٰ:10)

عنقریب ڈرنے والا نصیحت لے گا۔

اور اللہ کے ہاں خاموشی کا عذر توڑنے کے لئے کیونکہ خاموشی علماء کے لئے عذر نہیں بن سکتی، ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ.

(آل عمران:187)

اور جب اللہ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی پختہ عہد لیا کہ البتہ تم ضرور اسے بیان کرو گے لوگوں کے لئے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔

تم اہل کفر کی قوت ونفری سے دھوکہ مت کھاؤ وہ تم سے تمہارے ہی اعمال کے ذریعے لڑتے ہیں اگر تم نے ان اعمال کی اصلاح کر لی اور وہ واقعتاً درست بھی ہو گئے اور اللہ اپنے معاملہ میں تمہیں صادق مان لے اور تمہاری نیت میں اس کے لئے اخلاص پیدا ہو جائے تو وہ تمہاری ان کے خلاف مدد کرے گا انہیں ذلیل کر دے گا کیونکہ وہ بھی اسی کے بندے ہیں ان کی پیشانیاں بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ سب کر سکتا ہے فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ، مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ. (آل عمران:196-197)

شہروں ملکوں میں کفار کا گھومنا پھرنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے تھوڑا سا فائدے کا سامان ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

ان کے خلاف جہاد کرنا ان سے الگ رہنا تم پر واجب وفرض ہے جسے پورا کرنا تمہاری ذمہ داری ہے اسی بنیاد پر اللہ کے بندے بن جاؤ ایک دوسرے کے بھائی اور غمگسار اور جو بھی انہیں پسند کرے ان کی اطاعت کرے اور ان سے پینگیں بڑھائے وہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ میں حصہ لے رہا ہے دین اسلام سے مرتد ہے اس کے خلاف بھی جہاد اور اس سے دشمنی فرض ہے تم ایک دوسرے کی مدد

صرف للّٰہیت کی بنیاد پر کرو کفار سے مدد مانگنا چھوڑ دو زیادہ بھی کم بھی کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''ہم مشرک سے مدد نہیں مانگتے'' اور یہ مملکت (مصر) جو اسلام کی طرف منسوب ہوتی ہے اس کے حکمران وہ لوگ ہیں جنہوں نے لوگوں کے دین و دنیا کا بیڑہ غرق کر دیا اور عیسائیت کے فرمانبردار ہو بیٹھے اور ان کے ہاں میں ہاں ملانے لگے اور ان کے تمام تر شر اور ضرر کا ھدف ملت اسلامیہ بن گئی جو ان کے نبی کو بھی مانتی ہے اور اپنے رب کے ساتھ بھی مخلص ہے۔ اور اللہ ہمیں کافی ہے وہ بہترین مددگار رہے۔

شیخ محمد بن عبداللطیف رحمہ اللہ

شیخ محمد بن عبداللطیف رحمہ اللہ کی طرف سے تمام مسلمان بھائیوں کی طرف اللہ ان سب کو مدد اور توفیق دے اور سید المرسلین کے لائے ہوئے دین کے مخالف سے اعلانیہ جہاد کرنے کی توفیق دے۔ حمد و صلاۃ کے بعد قرآن کے حکم کے بموجب یہ تمہارے لئے نصیحت ہے اور اللہ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے اور اللہ کے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول کے تم پر عائد کردہ فرائض کی اتباع کرنے کی تمہیں وصیت ہے اور سب سے بڑا فریضہ جسے اللہ اور اس کے رسول نے فرض کیا وہ اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت اور اس کے سوا کی عبادت کو ترک کر دینا اور اس کے قوانین کی پابندی کرنا اور اپنے امراء کے ساتھ مل کر اس کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کے دشمنوں سے علیحدگی اختیار کرنا ہے اور جہاد اسلام کا ایک رکن ہے جس کے بغیر اسلام قائم نہیں رہ سکتا اور نہ ہی شرعی قوانین اس کے بغیر پائیدار ہو سکتے ہیں اور اللہ نے اپنی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا ہے اور مجاہدین کی تعریف کی ہے اور انہیں عروۃ وثقی (مضبوط کڑے کو تھامنے والے جو کہ قرآن ہے) والے قرار دیا ہے کیونکہ جہاد ہی اسلام کی چوٹی ہے۔ ارشاد فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

(البقرہ:216)

تم پر قتال فرض کیا گیا ہے جبکہ وہ تمہیں ناپسند ہے اور ہوسکتا ہے کہ ایک شئے تم ناپسند کرو ہو

جبکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایک شئے کو تم پسند کرو ہو جبکہ وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً وَّ جَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ فِیۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ. (التوبۃ:41)

نکلو ہلکے ہو بوجھل اور فی سبیل اللہ اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے جہاد کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَـرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ يُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَيُقۡتَلُوۡنَ وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰاةِ وَ الۡاِنۡجِيۡلِ وَ الۡقُرۡاٰنِ وَ مَـنۡ اَوۡفٰـی بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِیۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ وَ ذٰلِکَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ. (التوبۃ:111)

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کا جنت کے بدلے سودا کر لیا ہے وہ فی سبیل اللہ قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں تورات اور انجیل اور قرآن میں اللہ کے ذمہ سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون وعدہ پورا کرتا ہے تو تم اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

لاَ يَسۡتَـوِی الۡقَـاعِـدُوۡنَ مِـنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ غَيۡرُ اُولِی الضَّـرَرِ وَ الۡمُجٰهِدُوۡنَ فِیۡ سَبِيۡـلِ اللّٰهِ بِـاَمۡـوَالِهِـمۡ وَ اَنۡـفُسِهِمۡ فَضَّلَ اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِيۡنَ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ عَـلَـی الۡقٰعِدِيۡنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰی وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِيۡنَ عَلَی الۡـقٰـعِـدِيۡـنَ اَجۡـرًا عَـظِيۡـمًا، دَرَجٰتٍ مِّنۡهُ وَ مَغۡفِرَةً وَّ رَحۡمَةً وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا. (النساء:95-96)

عذر کے بغیر بیٹھے رہنے والے مومن اور اپنے مالوں اور جانوں سے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے مجاہدین برابر نہیں ہو سکتے اللہ نے مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر عظیم اجر کی فضیلت دے رکھی ہے اس کی طرف سے درجات اور بخشش اور رحمت ہے اور اللہ بخشنے والا

مہربان ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ھَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ،تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُجَاھِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ، یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَ یُدۡخِلۡکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھَا الۡاَنۡھٰرُ وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ، وَاُخۡرٰی تُحِبُّوۡنَھَا نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتۡحٌ قَرِیۡبٌ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ. (الصف:13.10)

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے تم اللہ اوراس کے رسول پر ایمان رکھواور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے فی سبیل اللہ جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگرتم جانتے ہووہ تمہارے گناہ بخش کر تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ گھروں میں جو جنت عدن میں ہیں یہ بڑی کامیابی ہےاور ایک اور شئے بھی دے گا جسے تم پسند کرتے ہواللہ کی مدداور جلد فتح اورآپ مومنوں کوخوشخبری دے دیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ ھَاجَرُوۡا وَ جٰھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ. (البقرہ:218)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور فی سبیل اللہ جہاد کیا یہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اوراللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جہاد کی فضیلت وترغیب میں آیات شمار سے زیادہ ہیں اوراس کی فضیلت واجر عظیم کے متعلق بہت سی احادیث بھی ہیں۔مثلاً

❁ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے۔ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔کہا گیا پھر کیا ،فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔کہا گیا پھر کیا۔فرمایا: حج مبرور۔(متفق علیہ)

۞ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فی سبیل اللہ ایک صبح یا ایک شام دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔(متفق علیہ)

۞ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فی سبیل اللہ ایک دن کا پہرہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں ایک کوڑے برابر جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور ایک شام جسے بندہ فی سبیل اللہ گزارے یا ایک صبح دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔(متفق علیہ)

۞ سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: فی سبیل اللہ ایک دن اور ایک رات کا پہرہ اس کے روزے اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ اس میں (بہترین جہاد میں) مر گیا تو اس پر اس کے عمل کا اجراء کر دیا جاتا ہے اور اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ فتنوں سے محفوظ بنا دیا جاتا ہے۔(مسلم)

۞ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا: ہر میت کا خاتمہ اس کے عمل پر ہوتا ہے سوائے فی سبیل اللہ پہرہ دینے والے کے اس کے لئے اس کا عمل تا قیامت جاری رہتا ہے اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔(ابوداؤد)

۞ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس شخص کو ضمانت دیتا ہے جو اس کی راہ میں نکلتا ہے اسے نہیں نکالتا مگر مجھ پر ایمان اور میری راہ میں جہاد اور میرے رسول کی تصدیق تو میں اس کا ضامن ہوں کہ میں اسے جنت میں داخل کروں یا اسے اس کے ٹھکانے تک واپس کر دوں جس سے وہ نکلا اجر یا غنیمت حاصل کر کے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے ہر زخم جو فی سبیل اللہ لگے روز قیامت اسی طرح تر و تازہ آئے گا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک عنبر کی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر مجھے مسلمانوں کو مشقت میں ڈالنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ایسی کسی جماعت سے کبھی پیچھے نہ رہتا جو فی سبیل اللہ غزوہ کرتی ہو لیکن میں اس کی گنجائش نہیں پاتا اور نہ ہی وہ گنجائش پاتے ہیں اور ان پر شاق ہے کہ مجھ سے پیچھے رہیں اور اس ذات کی قسم

جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں پسند کرتا ہوں کہ فی سبیل اللہ لڑوں اور شہید کیا جاؤں پھر لڑوں اور شہید کیا جاؤں پھر لڑوں اور شہید کیا جاؤں۔(مسلم)

۞ معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جو اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت کے بمقدار فی سبیل اللہ قتال کرے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جسے فی سبیل اللہ زخم لگے یا چوٹ آئے تو وہ بروز قیامت پہلے سے زیادہ تروتازہ آئے گا زخم کا رنگ زعفرانی اور خوشبو مشک عنبر کی ہوگی۔(ابو داؤد ۔ ترمذی)

۞ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا ایک صحابی ایک گھاٹی سے گزرا جہاں ایک میٹھے پانی کا چشمہ تھا وہ اسے اچھا لگا اس نے سوچا کہ لوگوں سے علیحدہ رہ کر اس گھاٹی میں رہوں لیکن پہلے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگ لوں تو آپ نے فرمایا: ایسا نہ کر کیونکہ فی سبیل اللہ اقامت کرنا اپنے گھر میں ستّر سال اقامت کرنے سے افضل ہے کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں جنت میں داخل کردے فی سبیل اللہ جہاد کر جو اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت کے برابر فی سبیل اللہ قتال کرلے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔(ترمذی)

۞ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پوچھا گیا یا رسول اللہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کون سا عمل ہے؟ فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے انہوں نے دو یا تین مرتبہ پوچھا آپ نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے پھر فرمایا: فی سبیل اللہ جہاد کرنے والی کی مثل اس کی طرح ہے جو اللہ کی آیات کی فرمانبرداری کرے اور قیام کرے نہ نماز سے رکے اور نہ روزے سے حتی کہ مجاہد فی سبیل اللہ پلٹ آئے اور ایک جگہ فرمایا کہ: جنت کے دو درجوں کے مابین اس قدر فاصلہ ہے جس قدر آسمان وزمین کے مابین۔(بخاری)

۞ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: یقیناً جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

۞ عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جس بندے کے قدم فی

سبیل اللہ غبار آلود ہوں پھر اسے کبھی آگ چھو جائے (ایسا ممکن نہیں)۔

❁ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں تا قیامت خیر باندھ دی گئی ہے ثواب یا مال غنیمت۔ نیز فرمایا: جس نے جہاد کیا نہ جہاد کی نیت کی وہ نفاق کے شعبے پر مرا۔

جہاد کی ترغیب وفضیلت میں بہت سی احادیث ہیں اور مشہور ہیں تو اللہ کے بندو وہ عمل کرو جس سے اللہ کا دین بلند ہو غائب ہو نہ پیچھے رہو سستی نہ کرو خیر کی راہ اور دنیاوی واخروی سعادتوں کی راہ سے رکے رہنے والے کی طرف مت دیکھو اللہ نے جہاد فی سبیل اللہ سے پیچھے رہنے والوں کی مذمت کی ہے ان پر عیب لگایا ہے فرمایا:

سَیَقُوۡلُ لَکَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ شَغَلَتۡنَاۤ اَمۡوَالُنَا وَ اَهۡلُوۡنَا فَاسۡتَغۡفِرۡ لَنَا یَقُوۡلُوۡنَ بِاَلۡسِنَتِهِمۡ مَّا لَیۡسَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ. (الفتح:11)

عنقریب پیچھے رہنے والے دیہاتی کہیں گے کہ ہمیں ہمارے اموال اور اہل خانہ نے مصروف رکھا وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

جو عذر وہ جہاد سے پیچھے رہنے کا پیش کرتے ہیں وہ محض جھوٹ ہے حقیقت کچھ اور ہے نیز منافقین کی بابت فرمایا کہ:

وَ قَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِی الۡحَرِّ قُلۡ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوۡ کَانُوۡا یَفۡقَهُوۡنَ.

(التوبة:81)

اور انہوں نے کہا کہ گرمی میں نہ نکلو کہہ دیجیے جہنم کی آگ زیادہ گرم ہے اگر وہ سمجھیں۔

منافقین مومنین کے حوصلے پست کرتے تو اللہ نے انہیں ڈانٹ پلائی۔ تو جہاد کی دعوت پر منافق لبیک نہیں کہتا لہٰذا اس سے مکمل اجتناب کرو ان منافقین اور حوصلہ شکنوں کی طرف مت دیکھو نہ ہی ان کے پیش کردہ شکوک وشبہات پر کان دھرو وہ ان لوگوں کے متعلق بدگمان ہیں جنہیں اللہ نے اس آخری زمان میں دین کا مددگار بنایا ہے چنانچہ ان کی مدد کرنا ان کا ساتھ دینا واجب ہے کیونکہ وہ اسلام اور رکن

اسلام کے محفوظ غار اور قلعے کے محافظ و مددگار ہیں ان سے میری مراد قائد اسلام امام عبدالعزیز بن امام عبدالرحمٰن آل فیصل ہیں اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔ مسلمانو جب وہ تمہیں جہاد اور نفیر کی دعوت دیں تو ان کی بات سن کر اطاعت کرو اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی کیونکہ ان کے ساتھ کھڑا ہونا اور ان کی مدد کرنا واجب ہے کیوں آج ہم روئے زمین پر کسی اور کو نہیں جانتے جس کی اطاعت واجب ہو اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنا ان کے ساتھ سے بڑھ کر ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو ڈانٹتے ہوئے فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ، اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (التوبۃ:38-30)

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو فی سبیل اللہ تو تم زمین کی طرف مائل ہوتے ہو کیا تم دنیاوی زندگی پر خوش ہو آخرت کے مقابل میں جبکہ دنیاوی زندگی آخرت کی بنسبت بہت ہی کم فائدہ ہے اگر تم نہ نکلے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور قوم لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔

مومنوں کو جہاد میں نکلنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (التوبۃ:41)

نکلو ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے فی سبیل اللہ جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

جہاد ترک کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور اسی بناء دشمن غالب ہو جاتا ہے ارشاد فرمایا:

وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ. (البقرہ:195)

اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

سلف کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ خود کو ہلاکت میں ڈالنے سے مراد جہاد ترک کر دینا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم بیع عینہ (ایک قسم کا سودا جس میں سود اور دھوکہ ہوتا ہے) کرنے لگو گے اور گائیوں کی دموں کو پکڑلو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اسے تم سے نہ ہٹائے گا حتی کہ تم اپنے دین کی طرف پلٹ جاؤ۔ دوڑ واور تیزی دکھاؤ اللہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے اس کے حکم کی تعمیل میں دوڑیں اور جب امام رعیت سے نکلنے کا مطالبہ کرے تو جہاد ہر ایک پر فرض عین ہو جاتا ہے سوائے معذور کے تو زمین کی طرف لگاؤ رکھنا اور دنیاوی زندگی کو اخروی زندگی پر ترجیح دینا اور جان اور مال بچائے رکھنا اور جہاد چھوڑ دینا واضح خسارہ ہے جسے اللہ نے تمہارا والی بنایا ہے اس کی سنو اور اطاعت کرو اور اس کی دعوت جہاد پر لبیک کہو اور اپنے قصد ونیت کو اللہ کے لئے خالص کر لو اور ظاہر و باطن کی اصلاح کرلو کامیاب رہو گے محنت کرو کوشش کرو امام المسلمین کی اعداد ملت و دین کے خلاف جہاد میں مدد کرو اللہ سچ فرماتا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

سعد بن حمد بن عتیق رحمہ اللہ

سعد بن حمد بن عتیق رحمہ اللہ کی جانب سے تمام مجاہد اور مرابط اخوان کی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد،

حکم قرآنی کے بموجب تمہیں سلامتی کا پیغام پہنچایا جاتا ہے اور تم پر اللہ کے احسانات کی یاددہانی کی جاتی ہے اللہ تمہیں خالص دین کی معرفت عطاء کرے اور اس کے مطابق عمل اور حکم کی توفیق دے اور تمہیں جو ایمان کا نور اور قرآن عظیم اور حدیث رسول عطا کی ہے اس کے ذریعے تمہیں بصیرت عطاء فرمائے تم کو جاہلوں کی جہالت اور گمراہوں کی گمراہی اور شاکین کے شک کی پہچان کروادے تم جانتے ہو کہ کبھی تم کیا تھے تو بہت سے اعمال واخلاق اور بہت سی سرکشی اور گمراہی میں پہلے اہل جاہلیت سے ملتے جلتے تھے اس اللہ نے تمہیں صراط مستقیم دکھائی اور اصحاب جحیم کی راہ سے بچایا۔

تو تم پر فرض ہے کہ اللہ کی ان نعمتوں کا شکر کرو اور اس کا پورا حق ادا کرو ارشاد فرمایا:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ.

(یونس:58)

کہہ دیجئے! اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی بناء اسی کی بناء پر وہ خوش ہوں یہ ان کی جمع پونجی سے بہتر ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا فضل اسلام ہے اور اس کی رحمت قرآن ہے۔ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا فضل قرآن ہے اور اس کی رحمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں اہل قرآن بنایا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا فضل اسلام ہے اور اس کی رحمت یہ ہے کہ اس نے اسے دلوں میں مزین کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ، وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (آل عمران:103-104)

اے ایمان والو! اللہ سے کما حقہ ڈر جاؤ اور تم نہ مرنا مگر فرمانبردار اور اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو اور اپنے اوپر اللہ کا انعام یاد رکھو جب تم باہم دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی تم اس کی نعمت کے سبب بھائی بن گئے اور تم جہنم کے گڑھے کے کنارے پر تھے اس نے تمہیں اس سے بچایا اللہ ایسے ہی اپنی آیات واضح کرتا ہے تمہارے لئے تاکہ تم ہدایت حاصل کرو اور تم میں ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہ لوگ ہی کامیاب ہیں۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ

يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ.(البقرہ:231)

اور اپنے اوپر اللہ کا انعام یاد رکھو اور وہ جو اس نے تم پر کتاب وحکمت نازل کیا وہ تمہیں اس کے ذریعے نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈر جاؤ اور یقین رکھو کہ اللہ سب جانتا ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ.(المائدہ:7)

اپنے اوپر اللہ عظیم ترین فضل وانعام یاد کرو اور اس کا وہ پختہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب تم نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ سینوں کے بھید تک جانتا ہے۔

تم پر اللہ کا عظیم ترین فضل واحسان جہاد فی سبیل اللہ ہے تم جہاد وچوکیداری وپہرہ داری کرتے ہو اور اللہ کے دشمنوں کو نیچا دکھاتے ہو اور انہیں نقصان پہنچاتے ہو اس عمل کا کیا مرتبہ ومقام ہے کتاب وسنت میں اس کی ترغیب اور اجر وثواب ہے ایسے تذکرے ہیں جو غافل دلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتے ہیں اور ہر صاحب توجہ کو بیدار کر دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ،تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ یُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ، وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ.(الصف:13.10)

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے فی سبیل اللہ جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں بسائے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور ایسے پاکیزہ

گھروں میں جو جنت عدن میں ہیں یہ بڑی کامیابی ہے اور ایک اور شئے تمہیں دے گا جسے تم پسند کرتے ہو اللہ کی مدد اور جلد فتح اور آپ مومنوں کو خوشخبری سنا دیں۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ لاَ يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ، اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ، يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْم، خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ. (التوبة:22)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کی طرح سمجھ لیا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور فی سبیل اللہ جہاد کرے یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے فی سبیل اللہ جہاد کیا اللہ کے نزدیک بڑے درجے والے ہیں اور یہ لوگ ہی کامیاب ہیں انہیں ان کا رب اپنی رحمت اور رضامندی اور ان جنتوں جن میں ہمیشہ کی نعمتیں ہیں کی خوشخبری دیتا ہے وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یقیناً اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

☆ مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال روزے دار اور اللہ کی آیات کی فرمانبرداری کر کے قیام کرنے والے کی سی ہے جو روزہ اور قیام سے رکتا نہیں ہے حتی کہ مجاہد فی سبیل اللہ پلٹ آئے۔

☆ اللہ مجاہد فی سبیل اللہ کو ضمانت دیتا ہے کہ وہ اسے پورا بدلہ دے کر جنت میں داخل کرے گا یا صحیح سالم ثواب وغنیمت کے ساتھ لوٹا دے گا۔

☆ اللہ کی راہ میں ایک صبح کا نکلنا یا ایک شام کا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ نیز فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرو کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اللہ اس کے ذریعے رنج وغم سے نجات دیتا ہے۔

☆ اللہ وعدہ دیتا ہے اس شخص کو جو اس کی راہ میں صرف مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کی بنا پر نکلتا ہے کہ میں اسے ثواب اور غنیمت کے سے لوٹاؤں گا یا جنت میں داخل کروں گا اور اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ ڈالوں تو کسی غزوہ سے پیچھے نہ رہوں اور میں چاہتا ہوں کہ فی سبیل اللہ شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

☆ اللہ کی راہ میں ایک دن ورات کا پہرہ ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر مر جائے تو اس پر اس کا عمل جاری کر دیا جاتا ہے اور اس پر اس کا رزق جاری ہو جاتا ہے۔ اور وہ قبر کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ ایک دن کا پہرہ دیگر مقامات کی ہزار دنوں سے بہتر ہے۔

☆ جس نے ایک دن فی سبیل اللہ پہرہ دیا تو وہ اس کے لئے ہزار دنو کے روزوں اور قیام کی طرح ہے۔ (ترمذی)

☆ جو مسلمانوں کی حفاظت میں فی سبیل اللہ پہرہ دے سلطان اس سے ناراض نہ ہو تو وہ جہنم کی آگ صرف قسم پوری کرنے کے لئے ہی دیکھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نے اس میں وارد ہونا ہے۔ (احمد)

یہ تو احادیث کا محض ایک نمونہ ہے کئی احادیث ہم نے تطویل کے خوف سے ترک کر دیں آپ خود ہی ان آیات و احادیث پر غور کر وان میں اللہ نے مجاہدین سے کس قدر وعدے کئے ہیں کس قدر انعامات اور ثواب ہیں جن تک بڑے بڑے عابدین اور مجتہدین بھی نہیں پہنچ سکتے اگر چہ اپنے تمام ایام عبادت میں ڈوبے رہیں اور قیام اللیل میں اپنے جسموں کو چور چور کر دیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

يــا عـــابـد الـحـرمـيـن لو ابصرتنـا	لـعـلـمـت انك فـى الـعـبـادة تلعب
مـن كــان يـخـضـب خده بدموعه	فـنـحـو رنـــا بـدمــائـنــا تتخضـب
او كـــان يتـعـب خيـلــه فى بـاطل	فـخيـولـنــا يـوم الـصبيـحة تتـعـب
ريـح الـعبيــر لـكـم و نحن عبيـرنـا	رهـج الـسـنــابك والغبـار الاطيـب
ولــقــد اتـــانـــا مـن مـقـال نبيينـا	قـول صـحـيـح صــادق لا يـكذب
لا يستــوى غبـــار خيـل الله فـــى	انف امــرئ ودخـــان نـار تـلـعـب
هـــذا كـتـــاب الله يـنـطـق بيـنـنـــا	لـيـس الشهيـد بـمـيـت لا يكذب

اے حرمین! میں عبادت کرنے والے اگر تو ہمیں جان لے تو مان لے کہ تو عبادت نہیں کھیل کرر ہا ہے اگر کسی کے رخسار اس کے آنسوؤں سے تر بہ تر ہیں تو ہماری شہہ رگ ہمارے خون سے رنگین ہے یا اگر وہ باطل کی حمایت میں اپنے گھوڑوں کو تھکا رہا ہے تو ہمارے گھوڑے بھی غنیمت کے روز چوراچور ہیں، تمہیں خوشبودار ہوا مبارک ہماری خوشبوسموں کی گرد اور پاکیزہ غبار میں ہے ہمارے پاس ہمارے نبی کی سچی بات جو جھٹلائی نہیں جاسکتی کہ کسی شخص کی ناک میں اللہ کے گھوڑوں کا غبار اور دہکتی ہوئی آگ کا دھواں یکجا ہونہیں سکتا اللہ کی کتاب ہمارے درمیان ناطق ہے جس کی تکذیب ممکن نہیں کہ شہید مرتا نہیں۔

اللہ کے بندو صبر وثبات اور مراکز معسکرات کو لازم پکڑلو اور گھبرانا، اکتانا، ٹال مٹول کرنا چھوڑ دو یہ بزدلی اور بہک جانے کا ذریعہ ہیں ان افکار ونظریات سے اختلاف رکھنا اور الگ رہنا چھوڑ دو کیونکہ مدد صبر کرنے سے ملتی ہے اور اللہ اپنی جماعت کی مدد کرتا ہے اسے غالب کرکے چھوڑتا ہے اور اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرکے رہے گا فرمایا:

وَ لَوۡ يَشَآءُ اللّٰهُ لاَ نۡتَصَرَ مِنۡهُمۡ وَ لٰكِنۡ لِّيَبۡلُوَا بَعۡضَكُمۡ بِبَعۡضٍ. (محمد:4)

اور اگر اللہ چاہے تو ان سے بدلہ لے لےلیکن (وہ ایسا نہیں کرتا) تا کہ تمہارے بعض کو بعض کے ذریعے آزمائے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ. (آل عمران:142)

کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ اب تک اس نے تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو جانچا ہی نہیں ہے۔

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. (الانفال:46)

اور صبر کرو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ، وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ، فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. (آل عمران:146-148)

کتنے ہی نبی ہیں جن کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے قتال کیا وہ اللہ کی راہ میں پہنچنے والی تکالیف سے گھبرائے نہ ہی کمزور پڑے اور نہ کسی سے عاجز آئے اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ان کا کہنا یہی تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ اور معاملات میں ہماری زیادتیاں معاف فرما اور ہمارے قدم ثابت رکھ اور کافر لوگوں پر ہماری مدد فرما پس اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب دے دیا اور آخرت کا اچھا ثواب اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

تم پر اطاعت اور جماعت اور امیر کی فرمانبرداری اور اس سے اختلاف نہ کرنا اور اس کی اطاعت سے پیچھے نہ ہٹنا لازم ہے اللہ ہی پر اعتماد رکھو اسی سے پختگی مانگو اور اسی پر توکل کرو فرمایا:

وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا. (الطلاق:3)

اور جس نے اللہ پر توکل کیا تو وہ اسے کافی ہے یقیناً اللہ اپنے کام کو مکمل کرتا ہے اللہ نے ہر کام کا اندازہ کر رکھا ہے۔

تو ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں اور تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر رکھے اور ہم سب کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھے اور ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے یقیناً وہ بہت دینے والا ہے۔

شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز العنقری رحمہ اللہ

شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز العنقری رحمہ اللہ نے فرمایا: تمام تعریف اس اللہ کے لئے جس نے اپنے مومن بندوں پر جہاد کو مشروع کیا اور ان کی ان کے کافر اور مشرک دشمنوں کے خلاف مدد کی اور ان کی طرف اپنی واضح کتاب میں یہ بات نازل کی کہ:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ،وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. (الانفال:9-10)

جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو اس نے تمہاری بات قبول کی کہ میں تمہاری مدد کو ایک ہزار فرشتے یکے بعد دیگرے بھیج رہا ہوں اور اللہ نے اسے تمہارے لئے بشارت بنایا تاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں اور مدد اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے یقیناً اللہ غالب ہے حکیم ہے۔

اس نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور مجاہدین کو بطور ثواب جنت کے بلند ترین درجے دیے اور بڑے عظیم اجر سے نوازا اور ان پر خوب احسان کیا انہوں نے اپنی تلواریں کفار سے قتال کے لئے بے نیام کیں اور اپنی جانوں اور مالوں کے نذرانے پیش کیئے تاکہ ابرار کے مراتب پا سکیں وہ جنت کے ساتھ کامیاب رہے:

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ. (آل عمران:133)

جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو متقین کے لئے بنائی گئی ہے۔

وَ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَاوَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ.

(العنکبوت:69)

اور جولوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں ضرور اپنی راہیں دکھاتے ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

زمین کے چپے چپے پران کی نصرت توحید کے نشانات ثبت ہیں اوران کے عزم کے گھوڑے میدان کارزار میں پیش پیش ہیں انہوں نے اپنے اعمال کورب العالمین کے لئے خالص کررکھاہےاورتاحیات اس کی اطاعت کو اپنایا ہوا ہے اور جہاد کی مشقت خود سے کیئے گئے وعدوں کی امید سے برداشت کررہے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

(آل عمران:200)

اے ایمان والو! صبر کروصبر کی تلقین کرواور(مورچوں میں)رہواوراللہ سے ڈروتاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

میں اس پاک ذات کی تعریف کرتاہوں جس نے جہاد کے ذریعے ہرفتنہ کا پردہ چاک کردیااوراس کا شکر بجالاتاہوں کہ اس نے ہمیں اسلام کی راہ دکھائی اور بہترین امت بنایااور میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودنہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں یہ کلمہ زمین وآسمان کے قیام کا ذریعہ ہےاورتمام مخلوقات پر ہراس شخص کی مدد کا ذریعہ ہے جو اس کا قائل وفاعل ہو یہ اسلام کا کلمہ ہے دارالسلام کی کنجی ہےاسی کی بناء پر جہاد مشروع ہےاس کی چادر میں وہی نیک بندے آتے ہیں جن کی سعادت کا اللہ نے ارادہ کررکھا ہواور میں گواہی دیتاہوں کہ محمداس کے بندےاوررسول ہیں وہی ہیں جن کے ذریعے اللہ نے جہاد قائم کیااورسرکش فسادیوں کی ان کے ذریعے بیخ کنی کی اوران پر اپنی کتاب مبین میں یہ بات نازل کی کہ:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ.(التوبۃ:73)

اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کر۔

ان پر اور ان کی آل واصحاب پر درود وسلام ہو ان کے ذریعے اللہ نے اسلام کی مدد کی اور ان کے ذریعے ہر شرک وکفر کو روندڈالا حمد وصلاۃ کے بعد، جہاد تقرب کا افضل ترین عمل ہے اور اس کے احاطے میں سبقت لے جانے والے فائق ہوتے ہیں اس کی فضیلت میں بہت سی قرآنی آیات واحادیث وارد ہیں جو عالم مستی کے ساکنین کو جھنجھوڑتی ہیں اور بلند مراتب کے حصول کی خاطر جان کی بازی لگادینے پر تیار کرتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ،تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ تُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ، يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَ يُدۡخِلۡكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ.(الصف:12.10)

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دے تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مالوں اور جانوں سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں بسائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں جو جنت عدن میں ہیں یہ بڑی کامیابی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَيُقۡتَلُوۡنَ وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِى التَّوۡرٰاةِ وَ الۡاِنۡجِيۡلِ وَ الۡقُرۡاٰنِ وَ مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ.(التوبة:111)

یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں وہ اللہ کے راستے میں قتال کرتے ہیں قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں تورات اور انجیل اور

قرآن میں اللہ پر سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر اور کون اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے پس تم اپنے اس سودے کی بشارت حاصل کرو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ. (التوبۃ:36)

اور تم سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اور یقین رکھو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

(البقرہ:216)

تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے اور قریب ہے کہ ایک شئے کو تم ناپسند کرو جبکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور قریب ہے کہ ایک شئے کو تم پسند کرو جبکہ وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(التوبۃ:41)

نکلو ہلکے ہو یا بوجھل اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا، دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (النساء:95-96)

عذر والوں کے بغیر بیٹھے رہنے والے مومن اور فی سبیل اللہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اجر عظیم کی فضیلت دے رکھی ہے اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت ہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دینے والا ان کے ذریعے انکار کرنے والے دلوں اور پختہ ارادوں میں ارتعاش پیدا کر سکتا ہے اور اللہ ہر زندہ دل کو سنا دیتا ہے ابرار کی ان منازل کا تذکرہ اور اپنی راہ کے گیت سنا کر اکساتا ہے اور پھر سننے والوں کا دل دار القرار میں آ کر ہی قرار پاتا ہے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❁ اللہ ضمانت دیتا ہے اسے جو اس کی راہ میں نکلے صرف مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کی بنا پر کہ میں اسے ثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس کروں گا یا اسے جنت میں داخل کروں گا اور اگر میں اپنی مشقت اس پر نہ ڈالتا تو کسی جھڑپ سے پیچھے نہ رہتا اور البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ فی سبیل اللہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

❁ فرمایا: مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال روزے دار اور آیات پڑھ کر قیام کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے روزے اور نماز سے رکتا نہ ہو حتی کہ مجاہد فی سبیل اللہ پلٹ آئے اور اللہ مجاہد فی سبیل اللہ کو ضمانت دیتا ہے کہ تو اسے اجر اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹا دے گا۔ (اگر شہید ہوا تو جنت میں داخل کرے گا)۔

❁ میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی میری رضا کی خاطر میری راہ میں جہاد کرتا ہے میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ اسے اجر اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹا دوں گا یا اگر میں نے اسے موت دی تو اس کی بخشش کروں گا اور اس پر رحم کروں گا اور جنت میں بساؤں گا۔

۞ فرمایا: فی سبیل اللہ جہاد کرو کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اللہ اس کے ذریعے غم وتکلیف سے نجات دیتا ہے۔

۞ فرمایا: میں ضامن ہوں اس کا جو مجھ پر ایمان لائے اور فرمانبرداری کرے اور فی سبیل اللہ جہاد کرے گھنی جنت میں ایک گھر اور وسط جنت میں ایک گھر اور جنت کے اعلیٰ بالا خانوں میں ایک گھر اور جس نے ایسا کیا اس نے خیر کے لئے نہ تو کوئی جائے تلاش چھوڑی نہ ہی شر سے کوئی جائے ضر روہ مر جائے جہاں اللہ اسے مارنا چاہے۔

(صحیح الجامع 1465 نسائی،ابن حبان،حاکم)

۞ فرمایا: جو مسلمان اونٹنی کے دودھ دوہنے کے برابر فی سبیل اللہ قتال کرے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

۞ فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں جنہیں اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے بنایا ہے ہر دو درجوں کے مابین آسمان وزمین کے مابین جتنا فاصلہ ہے تو جب تم اللہ سے سوال کرو بلند ترین جنت الفردوس کا کرو کیونکہ وہ بہترین اور بلند ترین جنت ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اس سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔

۞ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے رسول ہونے پر راضی رہا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کو یہ بات اچھی لگی انہوں نے کہا یا رسول اللہ دوبارہ کہئے آپ نے دوبارہ فرمایا پھر کہا ایک اور ہے جس کے ذریعے اللہ بندے میں جنت میں سو درجے بلند کرتا ہے ہر دو درجوں کے مابین آسمان وزمین کے مابین جتنا فاصلہ ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔

۞ فرمایا: جو فی سبیل اللہ جوڑا (ہر شئے جوڑے کی صورت) خرچ کرے اسے جنت کے ہر دروازے کا خازن بلائے گا کہ اے فلاں یہاں آ تو جو نمازی ہوگا اسے باب الصلاۃ

سے بلایا جائے گا اور جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور صدقہ کرنے والا ہوگا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو روزہ دار ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا۔ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان جسے کسی دروازوں سے بلایا گیا وہ معیوب نہیں مگر کیا کوئی ایسا بھی ہوگا کہ ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے تو بھی انہی میں سے۔

۞ فرمایا: جو بہترین مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے اسے سات سو گنا ملے گا اور جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور مریض کی عیادت کرے یا راستے سے تکلیف دہ شئے دور کرے تو نیکی دس گنا ہے اور روزہ ڈھال ہے جب تک اسے توڑ نہ ڈالے اور جسے اللہ اس کے جسم سے آزمائے تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے۔(مشارع الاشواق:273/1)

۞ ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: جو بھی فی سبیل اللہ نفقہ بھیجے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو اس کے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ہیں اور جو اپنی جان کے ساتھ فی سبیل اللہ جہاد کرے اور اللہ کی راہ میں ایسے ہی خرچ کرے تو اس کے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ہیں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔(البقرہ:216)(ضعیف الجامع:5390)

۞ فرمایا: جو مجاہد فی سبیل اللہ کی مدد کرے یا مقروض کی اس کے قرض چکانے میں یا مکاتب کی اس کی آزادی میں تو اسے اللہ اپنے سائے میں رکھے گا۔اس دن جس دن کہ اسکے سائے کے سوا اور سایہ نہ ہوگا۔(ضعیف الجامع:5447)

۞ فرمایا: جس کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ ان دونوں کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

۞ فرمایا: لالچ اور ایمان ایک شخص کے دل میں جمع نہیں ہوسکتے اور نہ ہی کسی بندے کو چہرے پر اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں جمع ہوسکتا ہے۔ایک روایت کے الفاظ ہیں:

بندے کے دل میں۔اور ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: کسی شخص کے پیٹ میں۔اور ایک روایت کے لفظ میں: مسلمان کے نتھنوں میں۔

❁ امام احمد نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: جس کے قدم دن کی ایک گھڑی فی سبیل اللہ غبار آلود ہوئے تو وہ دونوں آگ پر حرام ہیں۔

❁ امام احمد نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: اللہ کسی شخص کے پیٹ میں اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع نہیں کرے گا اور جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اللہ اس کے تمام بدن پر آگ حرام کر دیتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ اسے ہزار سال تیز رفتار سوار کی مسافت کے بقدر جہنم سے دور کر دیتا ہے اور جسے اللہ کی راہ میں ایک زخم آئے اس کے لئے شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے اس کے لئے بروز قیامت نور ہوگا اور اس کا رنگ زعفرانی ہوگا اور اس کی خوشبو مشک عنبر کی ہوگی جسے پہلے اور پچھلے پہچان لیں گے اور کہیں گے فلاں پر شہداء کی مہر ہے اور جو اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دودھ دوہنے کے بقدر لڑا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔(بقول ابن نحاس اسے احمد نے 236/1 روایت کیا اور اس کی سند میں خالد بن دریک ہے جس نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا)

❁ ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: جو اللہ کی راہ میں شام کرے اس کے لئے بروز قیامت اسے لگنے والے غبار کے بقدر مشک عنبر ہوگی۔(یہ روایت حسن درجہ کی ہے)

❁ فرمایا: کسی شخص کے دل پر اللہ کی راہ کا غبار لگ جائے یہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔(احمد، حدیث صحیح ہے)

❁ فرمایا: اللہ کی راہ کا ایک دن کا پہرہ ایک ماہ کے روزہ اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس پر اس کا عمل جاری کر دیا جاتا ہے اور اس پر رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ فتنہ والی (قبر) سے محفوظ رہتا ہے۔

❁ فرمایا: ہر مرنے والے کا خاتمہ اس کے عمل پر ہوتا ہے سوائے اللہ کی راہ میں پہرہ دینے

والے کے لئے اس کا عمل قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

۞ فرمایا: اس کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دیگر ہزار ایام کے درجات سے بہتر ہے۔ (صحیح ہے)

۞ امام ترمذی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: جو اللہ کی راہ میں ایک پہرہ دے اس کے لئے وہ ہزار رات قیام کی طرح ہوگا۔ (ترمذی نے اسے ایک مقام پر ضعیف اور دوسرے مقام پر حسن قرار دیا ہے)

۞ فرمایا: تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں قیام کرنا اپنے اہل خانہ میں ساٹھ سالہ عبادت سے بہتر ہے کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کردے اور تم جنت میں چلے جاؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو اللہ کی راہ میں اونٹنی کا دودھ دوہنے کے بقدر لڑا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

۞ امام احمد نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: جس نے مسلمانوں کی سرحدوں کا تین دن پہرہ دیا یہ اس کے لئے ساٹھ برس کفایت کرے گا۔ (احمد: 362/6 اس میں اسماعیل بن عیاش شامیوں سے روایت کرنے میں ضعیف ہے۔ المجمع: 289/5)

۞ امام احمد نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: اللہ کی راہ میں ایک رات کی چوکیداری ہزار رات کے قیام اور ہزار دن کے روزے سے بہتر ہے۔ (احمد: 925/2 طبع 1234ھ یہ روایت موضوع ہے)

۞ فرمایا: اس آنکھ پر جہنم کی آگ حرام کردی گئی جو اللہ کے خوف سے آنسو بہائے یا روئے اور اس آنکھ پر بھی جہنم کی آگ حرام کردی گئی جو اللہ کی راہ میں جاگ کر گزارے۔

۞ امام احمد نے مرفوعاً روایت کیا ہے: جو بطور نفلی نیکی مسلمانوں کی چوکیداری کرے اور سلطان اس سے ناراض نہ ہو وہ نہ دیکھے گا آگ کو اپنی آنکھ سے مگر قسم پوری کرنے کے لئے کیونکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ (مریم: 71) تم میں سے ہر ایک نے اس میں وارد ہونا ہے۔ (احمد: 437/3 اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہے)

۞ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے آپ کے ساتھ ایک سفر میں رات بھر اپنے گھوڑے پر چوکیداری کی صرف قضائے حاجت یا نماز کے لئے اترا کہ تو نے واجب کر لی اب اگر تو عمل نہ کرے تو تجھ پر کچھ نہیں۔

۞ فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر چلایا تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور جو اسلام میں ڈھل کر جوان ہوا تو یہ اس کے لئے بروز قیامت نور ہوگا۔(امام ترمذی نے درجہ کی تفسیر 700 سال اور امام نسائی نے 500 سال بیان کی ہے)

۞ فرمایا: اللہ ایک تیر کی بدولت جنت میں داخل کرے گا اس کے بنانے والے کو جو اس کے بنانے میں خیر کی قصد کرتا تھا اسے پہنچانے والے کو اور اسے چلانے والے کو اور تیراندازی کرو اور سواری سیکھو اور تم تیراندازی کرو یہ مجھے تمہاری گھڑ سواری سے زیادہ پسند ہے(اور ہر شئے جس سے آدمی کھیلے باطل ہے سوائے کمان کے تیراندازی کے یا گھوڑا سدھانے کے یا اپنی بیوی سے کھیل کھود کرنے کے اور جسے اللہ نے تیراندازی سکھائی پھر اس نے اسے بے دل ہو کر چھوڑ دیا اس نے ایک نعمت کی ناشکری کی)۔

(احمد و اھل السنن قوسین کی عبارت ضعیف ہے ابن ماجہ میں ہے کہ جس نے تیراندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا اس نے میری نافرمانی کی۔ یہ بھی ضعیف ہے۔اور صحیح مسلم میں ہے کہ جس نے تیراندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا وہ مجھ سے نہیں۔، لاحظہ ہو ضعیف الجامع:5528)

۞ امام احمد نے روایت کیا کہ: ایک شخص نے کہا کہ مجھے وصیت کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں یہ ہر شئے کی بنیاد ہے اور تجھ پر جہاد لازم ہے کیونکہ یہ اسلام کی رہبانیت ہے اور تجھ پر اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن لازم ہے کیونکہ یہ تیرے لئے آسمان میں نور اور زمین پر قبولیے کا ذریعہ ہے۔(یہ روایت حسن ہے)

۞ فرمایا: اسلام کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر فرمایا: تین کی مدد کرنا اللہ پر حق ہے مجاہد فی سبیل اللہ۔ مکاتب جو ادائیگی مکمل کرنا چاہتا ہو۔اور نکاح کا خواہشمند جو عفت کا طالب ہو۔

۞ فرمایا: جو مر جائے اور جہاد نہ کرے نہ جہاد کی نیت کرے وہ نفاق کے ایک شعبے پر مرا۔

۞ فرمایا: جس نے نہ غزوہ کیا نہ غازی تیار کیا نہ غازی کے پیچھے اس کے اہل خانہ کا خیال رکھا اللہ اسے قیامت سے قبل جھنجھوڑے گا ضرور۔(ابوداؤد)

۞ فرمایا: جب لوگ درہم و دینار کے ساتھ لگاؤ لگا لیں گے اور بیع عینہ کرنے لگیں گے اور گایوں کی دمیں تھام لیں گے اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دیں گے اللہ ان پر مصیبت نازل کرے گا اسے نہ اٹھائے گا حتی کہ وہ اپنے دین کی طرف پلٹ جائیں۔

۞ ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: جو اللہ عزوجل سے ملے اس حال میں کہ اس پر اللہ کی راہ کا کوئی نشان نہ ہو وہ اللہ سے ملے گا اور اس میں رخنہ ہوگا۔

(ضعیف ہے،ضعیف الجامع:5833)

۞ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لاَ تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ.(البقرہ:195)

اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

ایوب نے ہلاکت کی تفسیر ترک جہاد سے کی ہے۔

۞ نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ فرمایا جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

۞ فرمایا: جو اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے لڑے تو وہی فی سبیل اللہ ہے۔

۞ فرمایا: آگ کو عالم سے اور جہاد میں خرچ کرنے والے سے بھڑکا دیا جائے گا جب انہوں نے ایسا شہرت کے لئے کیا ہو۔

۞ فرمایا: جو دنیا کے سامان کی خاطر جہاد کرے اس کے لئے اجر نہیں۔

۞ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو جس حال میں بھی قتال کر یا قتل ہو اللہ تجھے اسی حال میں اٹھائے گا۔(ضعیف الجامع 6397،البتہ یہ احادیث صحیح ہیں)

جب یہ معلوم ہو چکا تو اللہ کا مسلمان پر احسان ہے کہ اس نے انہیں سچی مبنی بر عدل امارت سے نوازا ہے عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل فیصل کی امارت اللہ ہمیشہ اس کا علم سربلند رکھے اور باطل کے لشکروں کو توڑ

چھوڑ دے اللہ ان کے ذریعے شریعت کی کجی کو درست کرے اور افعال منکرہ شنیعہ کا ازالہ فرمادے۔
خلاصہ یہ کہ جہاد کے فضائل خارج ازشمار ہیں اور اہل نجد پر اللہ کے عظیم احسانات بھی بے شمار ہیں چنانچہ مسلمانوں پر ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنا واجب ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم سے نکلنے کا مطالبہ ہو تو نکلو امام اپنی رعایا سے جہاد میں نکلنے کا مطالبہ کرے تو ان پر اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ راہ الٰہ میں جہاد کی غرض سے نکلنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ امیر دین کی حفاظت اور مسلمانوں کی عصمت کی خاطر اور ان کے دشمنوں کے خلاف جہاد کررہے ہیں اور یہ اللہ کا خاص فضل ہے کہ ایسے امراء میسر ہیں جس کا شکر بجالانا واجب ہے۔اللہ مجھے اور آپ سب کو نیک کام کرنے اور برائی چھوڑ دینے اور امام المسلمین کی مدد کرنے کی توفیق دے اور امام کی نصرت فرمائے اور نہیں صراط مستقیم پر رواں دواں رکھے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بیان میں

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی طرف سے یہ خط تمام مسلمان بھائیوں کے نام۔سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
جن حالات سے تمہیں سابقہ ہے ہم پہلے ہی ان حالات سے دوچار ہیں لیکن جب بھی ایسی کوئی حالت ہوتی ہے تو ہم اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض دیندار کسی برائی پر نکیر میں حق بجانب ہوتے ہیں لیکن انداز ایسا ہوتا ہے جو بھائیوں میں تفرقہ کا باعث بن جاتا ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ،وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا.(آل عمران102-103)

اے ایمان والواللہ سے کما حقہ ڈر جاؤ اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط پکڑ لو اور فرقہ فرقہ مت ہو جاؤ۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تم سے تین کام پسند کرتا ہے۔

1. تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔
2. اور یہ کہ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو۔

③ اور یہ کہ تم اپنے امراء کی خیر خواہی چاہو۔ اہل علم کا فرمانا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تین باتوں کا محتاج ہے۔

① جس بات کا حکم دے اور جس سے روکے اس سے اچھی طرح واقف ہو۔

② اور حکم کرنے میں شفقت کا مظاہرہ کرے۔

③ اور نتیجے میں پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرے۔

تمہیں اسے سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے کیونکہ اس پر عمل نہ کرنے اور اسے نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی خلل پیدا ہوتا ہے۔ نیز علماء یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب نہی عن المنکر کرنے والے کے انکار کی بناء پر تفرقہ ہو تو انکار کرنا جائز نہیں ہے میں نے آپ سے جو کچھ بیان کیا اللہ کے لئے اسے سمجھئے اور اس پر عمل کیجئے آپ کا انکار کرنا تو دین کے لئے مضر ہے جب کہ ایک مسلمان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ دین و دنیا کی اصلاح کرے اس کا سبب محتاط لوگوں کے درمیان ہونے والی چہ میگوئیاں ہیں (جب دینداروں نے ان پر برائی کا ردّ کرنا واجب کر دیا) جب انہوں نے سخت باتیں کیں تو دینداروں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ چیز دین و دنیا کے لئے مضر بن گئی یہ گفتگو اگرچہ مختصر ہے لیکن جامع ہے اس کو لازمی سمجھو اور اس پر غور و فکر کر کے عمل کرو اس کے مطابق عمل دین کے لئے معاون ہوگا اور معاملات درست رہیں گے ان شاء اللہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر امیر وغیرہ سے برائی کا صدور ہو تو اسے خفیہ طور پر نرمی سے نصیحت کی جائے نہ کہ اس پر چڑھ دوڑا جائے اگر مان جائے تو خیر وگرنہ اس کے پیچھے کچھ لوگ لگا دیے جائیں جو اسے بار بار نصیحت کریں پھر بھی اگر نہ مانے تو پھر اس کا علی الاعلان انکار کرنا جائز ہے اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو پھر معاملہ ہم تک پہنچا یا دیا جائے خفیہ طور پر ہر شہر والے اس خط کا ایک ایک نسخہ کروا کر اپنے پاس رکھیں اور پھر اسے بتدریج نشر کر دیں۔ واللہ اعلم

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی جانب سے احمد بن محمد اور ثنیان بن محمد کی طرف سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد،

مجھے بتایا گیا کہ تم میں سے کسی نے عبدالمحسن الشریف کے متعلق تنقید کی ہے اور اس سے کہا ہے کہ اہل احساء تمہارے ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں اور تم سبز عمامہ باندھتے ہو تو کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ حقیقت جانے بغیر ہی ردّ کرنے لگے ردّ کرنے سے پہلے معرفت پہلا درجہ ہے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اللہ کے حکم کے مخالف ہے اور ہاتھ کا بوسہ لینا تو اس کا ردّ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس مسئلے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا اور پھر فرمایا کہ ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کیا کریں۔ بہرحال کسی کے لئے کسی بات کا ردّ اس کے متعلق اللہ کا حکم جانے بغیر جائز نہیں ہے۔ اور سبز عمامہ پہننا تو بہت پرانی بدعت ہے جو اہل بیت کے امتیاز کے لئے نکالی گئی تاکہ کوئی انجانے میں ان پر ظلم نہ کرے یا ان کی حق تلفی نہ کرے اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے متعلق لوگوں پر کچھ حقوق رکھے ہیں البتہ یہ غلو ہے اور ہم ان کے اکرام کا انکار نہیں کر سکتے الا یہ کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کر بیٹھیں۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بعض طواغیت کا دفاع کرتا ہے تو یہ مسئلہ قابل تحقیق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوْٓا اِنْ جَآئَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (الحجرات:6)

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تم تحقیق کر لو۔

چنانچہ ان پر واجب ہے کہ جب ان کے متعلق کسی ایسی برائی کا تذکرہ ہو تو وہ عجلت سے کام نہ لیں بلکہ تحقیق کریں صاحب معاملہ کے پاس جا کر اسے وعظ و نصیحت کریں اگر مان جائے اور توبہ کر لے تو خیر وگرنہ اس پر ردّ کیا جائے اور اس پر تنقید کی جائے بہرحال ہر دو مسئلوں میں انہیں تنبیہ ضرور کرو اور دو باتوں کا خیال رکھو ایک تو عجلت سے کام نہ لو اور تحقیق کے بغیر بات نہ کرو کیونکہ جھوٹ بہت عام ہے دوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کو اچھی طرح جانتے تھے پھر بھی بظاہر انہیں قبول کرتے اور اس کے باطن کو اللہ کے سپرد کر دیتے پھر جب یہ ظاہر ہو جاتا اور ان سے جہاد واجب ہو جاتا تو جہاد کرتے۔ والسلام۔

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی طرف سے عبداللہ بن عیس اور عبدالوہاب رحمہ اللہ کی طرف سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد،

مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ان دنوں مجھ پر سخت ناراض ہواور تم پر مخفی نہیں کہ میں بھی بڑا رنجیدہ خاطر ہوں اور تم پر ایسی تنقید کرنا چاہتا ہوں جو اس رنجیدگی سے بڑھ کر ہولیکن چھپانے یا ظاہر کرنے سے کیا حاصل تمہاری طرف سے ملنے والی خبروں کی وجہ سے ان دنوں میں بھی سخت پریشان اور پرملول ہوں اور اللہ جب کسی بات کا ارادہ کرلے تو کوئی بھی اسے ٹال نہیں سکتا وگرنہ میرے دل میں کبھی یہ خیال نہ گزرا کہ تم اس پر راضی ومطمئن ہوگے کتنے ہی ایسے درست مسائل ہیں جن کے ذریعے لوگ نفع اٹھا رہے ہیں تمہارے لئے تو یہی بات کافی تھی مگر ہے تعجب تم کہتے ہو کہ ہمیں فتویٰ نہیں دینا چاہئیے پھر تم اس بات کو خوب زوروشور سے بیان کررہے ہو مثلاً مسئلہ تذکیر کہ صریح دلائل اور اجماع اس کا انکار کرتے ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا کہ ان مراتب پر تمہیں اللہ نے فائز کیا اور تمہیں بہت سی باتوں سے اور علم سے آشنا کیا اور جہاد، اتباع سنت اور دینداری کی بناء پر تمہیں لوگوں میں مقبول کیا اس کے باوجود تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ؟ وجہ یہ ہے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے جو رشوت کو حلال سمجھنے والے شخص کو جواب دیا اور اس کا ردّ کیا میری مراد اس سے تم ہو اور یہی چیز تمہیں مضطرب کررہی ہے تو سبحان اللہ میں تمہیں اس سے کیونکر مراد لے سکتا ہوں جبکہ تمہارے حق میں لکھتا ہوں تم اسی بناء پر مشہور ہو اور تم تو میرے ساتھ مل کر اللہ کے دین کے مددگار ہو نیز مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ میرے اس جواب میں مذکور کچھ سخت باتوں پر تنقید کرتے ہو جبکہ معاملہ تو اس سے بھی زیادہ گھمبیر اور سخت ہونا چاہیے جو ہم نے اس میں ذکر کیا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگ اب تک اللہ کے دین سے صحیح طور پر واقف نہیں ہیں اور بہت سی ایسی باتوں کا انکار کردیتے ہیں جو ان میں معروف نہیں ہیں تو پھر تو بات ہی کچھ اور تھی بلکہ اللہ کی قسم اگر لوگ معاملہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتے تو میں ابن سحیم اور اس جیسے لوگوں کے قتل کو جائز بلکہ واجب قرار دے دیتا جیسا کہ اس پر بھی اہل علم کا اجماع ہے پھر میں اپنے دل میں کوئی حرج بھی محسوس نہ کرتا لیکن اگر اللہ اس کام کو پورا کرنا چاہے۔ کچھ چیزیں ایسی سامنے آرہی ہیں جو تمہیں یاد نہیں رہیں اگرچہ

ان کا تعلق ان مسائل سے ہے جن کی دلیل جب تم ہم سے مانگتے تو ہم بتا دیتے کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے موجودہ صورتحال کے متعلق تو تم جانتے ہی ہو کہ میں تمہارے پروپیگنڈے سے سخت ناراض ہوں تم جانتے ہو کہ اللہ نے دین کی پابندی لازم کی ہے اور اس میں جانبداری درست نہیں اور تم پہلے تو مجھ پر شک نہ کرتے تھے اور اب جبکہ تمہاری منزل قریب ہے تو تم میں شکوک وشبہات داخل ہو گئے ہیں طوالت کلام سے ڈرتا ہوں کہیں اس سے بھی تمہیں غضبناک ہونے کا موقع نہ مل جائے اور میں پہلے ہی پر ملال ہوں تو میں تمہیں صحیح بات بتا سکتا ہوں کہ عبدالوہاب ہمارے پاس ملاقات کے لئے دو یا تین یا اس سے زیادہ بار آئے جس سے فتنے کی جڑ کٹ جائے گی اور وہ مجھ سے اور میں ان سے بالمشافہ گفتگو کر سکوں گا اور اگر یہ بات ان پر شاک اور گراں ہے تو وہ مجھے حکم کریں میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا کیونکہ ہر وہ کام جس سے تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور ہماری بات ایک ہو جائے اور اللہ اس کے ذریعے تمہیں درست راہ دکھا دے ہم اس پر حریص ہیں اگرچہ مجھے اس سے تکلیف ہو گی ''یا اللہ'' الا یہ کہ تم اللہ کا حکم یہی دیکھتے ہو تو پھر تم پر اس کی اتباع واجب ہے اور ہم پر تمہاری اطاعت کرنا اور اگر ہم اس سے انکار کر دیں تو اللہ اور اس کی خلقت تمہارے ساتھ ہو گی اور تم جانتے ہو کہ میرے پاس گذشتہ رات مسئلہ تذکیر کے متعلق تمہارے مذاکرے کے حوالے سے ایک خط آیا ہے وہ مجھ سے تمہارے پیش کردہ دلائل کا جواب مانگتے ہیں اور تم ہو کہ ابن فیروز پر ہنستے ہوا سے بے وقوف قرار دیتے ہو اور تم نے انحراف کیا تم اس کی راہ سے پلٹ رہے ہو لیکن میں انہیں جواب لکھ کر دینے والا نہیں کیونکہ مسئلہ تمہاری طرف سے مشہور ومعروف ہے میں ڈرتا ہوں کہ میں نے انہیں جواب لکھ دیا تو وہ اسے نشر کر دیں گے اور میں تمہاری منزل بہت ہی قریب دیکھ رہا ہوں پھر تم ہر بات کو اس کی حقیقت سے ہٹ کر لینے لگتے ہو۔ والسلام۔

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی طرف سے عبداللہ بن عیس کی طرف آپ نے کہا تھا کہ سارا جھگڑا اس کی وجہ سے ہے تو یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ وہ تو اس کتاب کی وجہ سے تھا جو سلیمان نے لکھی اور میں اور وہ ابن عقیل کے پاس اس کے متعلق پوچھنے گئے میں اس کے گھر گیا وہ مجھ سے ملے اور ابن ناصر نے کہا

’’میں نے یہ بات اپنی جانب سے کی ہے اسے تو اس کا پتہ بھی نہیں تو آپ اسے مت بتانا ہم نے بھی اسے نہیں بتایا‘‘، تو میرا اس سے کچھ تعلق نہیں نہ میرا نہ ابن عقیل کا تعجب یہ ہے کہ تم مجھ پر ناراض ہو رہے ہو اور مجھ پر تنقید کر رہے ہو اور کہہ رہے ہیں کہ وہ جھوٹی روایات کو بھی سچا کہہ دیتا ہے اور اس نے اسے ہمارے خلاف کر دیا ہے حقیقت میں وہ خود اپنے اوپر ہی تنقید کر رہے ہیں کہ ثبوت کے بغیر صرف گمان کی بنیاد پر ناراض ہیں وہ ان کے بارے میں اور ان کے علاوہ دیگر کے بارے میں دین و دنیا کی بڑی بڑی باتیں کہہ دیتے ہیں خاص طور پر اس مسئلے میں ہمیں ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جنہیں کہنے کی کوئی عقل مند جراءت نہیں کر سکتا اگر تم سے ذکر کیا ہے کہ میں ایسی کسی بات کا قائل ہیں یا کسی نے میرے سامنے اب ایسی بری بات کہی اور میں نے اس پر ردّ نہیں کیا تو مجھے بتا دو بتا دینا اچھا ہے میرے دل میں کبھی تھا بس اتنی ہی بات ہے کہ یہ محبت اور صاف دلی ہے جو طبیعت کو مکدر کرتی ہے وہ تمہاری ناراضگی اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار اور بدل جانا ہے محض بدگمانی کی بناء پر اس نے تمہاری طرف سے نہ تو جھوٹ بولا نہ سچ اور نہ ہی سوالات کے حوالے سے اور تمہیں یہ بتایا گیا کہ میرے گمان میں یہ بات عبداللہ نے کہی ہے یہ بڑے تعجب کی بات ہے تم کیسے گمان کر سکتے ہو کہ میں ابن صالح کے خط کو پہچانتا ہوں نیز یہ سمجھ لیں کہ عبداللہ نے اس بارے میں نہیں پوچھا۔ اور یہ بھی کہ میں نے اس پر اور تم پر تنقید صرف اس لئے کہ اللہ نے تم پر اس حوالے سے جو راہ کشادہ کی ہے اس کے متعلق تم نے نہ تو کبھی سوال کیا نہ ہی حرص کی میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سے جو خطوط آتے ہیں اس میں اس کے پاس یا اس جیسے دیگر امور کے متعلق سوالات بھی ہوں تو میں اس سے کیوں کر ناراض ہوں گا یہ تو مجھے پسند ہے لیکن کیا تم اس بارے میں معذور ہو؟ رہی تمہاری یہ بات کہ بات اس طرح نہیں جس طرح میں سمجھ رہا ہوں اور تم مجھ پر ترک کلام کی بات کرتے ہو تو میں نہیں جانتا کہ اس سے تمہاری کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ میں نے کسی مومن پر بے جا تنقید کر دی ہے اور اسے منافق گمان کیا ہے تب تو یہ درست ہے آپ ہماری کسی ایسی بات پر ہمیں تنبیہ کر سکتے ہیں اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ میں کافر اور منافق اور اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کے باغی ان سے متحارب کے متعلق سکوت اختیار کر لوں جیسے ابن سحیم اور عیینۃ

اور درعیہ وغیرہ کے کافر اللہ اور اس کے رسول کے دشمن تو ایسی بات آپ کو زیب نہیں دیتی اور اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں اگر آپ جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ اللہ میں ہمارے ساتھ موافق ہیں تو تمہارے لئے بھی اجر عظیم ہے وگرنہ نہ تم اللہ کو کچھ نقصان پہنچا سکو گے نبی ﷺ نے فرمایا: طائفہ منصورہ کو وہ لوگ نقصان نہیں پہنچا سکتے جو ان کی مدد کرنا چھوڑ دیں اور نہ ہی وہ جو ان کی مخالفت کرنے لگیں۔

وَسَيَعۡلَمُ الۡكُفّٰرُ لِمَنۡ عُقۡبَى الدَّارِ.(الرعد:42)

اور عنقریب کفار جان لیں گے کہ انجام آخر کس کا ہونا ہے۔

اللہ نے ایسے شخص کی مذمت بیان کی ہے جو صرف اپنی خواہشات کی تکمیل میں دین پر ثابت قدم رہتا ہے۔فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ.(الحج:11)

اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں ایک جانب ہو کر۔

(ان کی طبیعت اسے پسند کرتی ہے) جبکہ تم عاجز ہو چکے یا ایک جانب تو ہمیں ملامت کرنا تمہارے کے لائق نہیں ہے ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اسے ہمارے لئے آسان کر دیا اور اس کا اہل بنایا اور ہمیں بتایا کہ جہاں مرتدین ہوں وہاں محبین اور محبوبین بھی ہوتے ہیں۔فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّـذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَ يُحِبُّوۡنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ.(المائدہ:54)

اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے مرتد ہوا تو عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے مومنین پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔

اللہ ہمیں اور آپ کو ان لوگوں میں سے بنا دے جنہیں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں ہوتی۔

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی طرف سے عبدالوہاب بن عبداللہ کی طرف سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

وبعد!

آپ کا خط ملا آپ نے اس میں تجسس کا مظاہرہ کیا اور فاسق کی خبر قبول کرنے کا تذکرہ کیا یہ سب ہے حق لیکن مقصد اس سے باطل کی حمایت ہے اور آپ پر تعجب ہے کہ آپ پانچ سال سے دین اسلام کے خلاف جہاد کر رہے تھے اور پھر جب آپ کے پاس ابن ماعد یا ابن راجح یا صالح بن سلیم یا اس طرح کے اور لوگ آئے اور یہ بات معلوم ہوئی کہ طاغوت کے ساتھ کفر کرنا فرض ہے تو آپ اس کے خلاف جہاد میں مصروف ہوگئے اور اس کا مذاق اڑانے لگے اور آپ کے بارے میں یہ بات کہنے والے دس یا بیس یا تیس نہیں اور نہ ہی آپ کا یہ معاملہ کسی پر پوشیدہ ہے پھر بھی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بات مجھ سے چھپی ہوئی ہے تو جس وقت آپ نے وہ بات کہی آپ کے ساتھی کہاں تھے اور سب سے اچھی بات جو میں آپ سے کہوں گا وہ یہ ہے کہ آپ:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا......(الاعراف:23)

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

کیا کریں اور گناہ کا اقرار کریں اور شرک کو مٹانے اور اسلام کو غالب کرنے کے لئے جہاد کریں جیسا کہ کبھی اس کے برعکس کرتے رہے تو آپ کے اس اقرار سے وہ ایسے ہو جائے گا گویا تھا ہی نہیں پھر اگر آپ دنیا کی جاہ وحشمت کے طالب ہیں تو اس راہ سے یہ سب آپ کو اس قدر ملے گا جو کسی اور راستے نہیں مل سکتا اور اگر اللہ کی رضا اور جنت کے طالب ہیں تو یہ بہترین سودا ہے اور پھر اس کے ساتھ دنیا ہی مل جائے گی اور اگر آپ کا گمان ہے کہ ہم آپ کو اللہ کے دین سے ہٹانا چاہتے ہیں تو اگر آپ کی موجودہ حالت آپ کی سابقہ حالت سے ہمیں زیادہ پسند ہے تو آپ غلط ہیں اور اگر آپ مجھے دنیا کے کسی معاملے سے متہم کرتے ہیں تو آپ حریص ہیں اور اگر میں آپ کے لئے اپنے سجدوں میں دعائیں کرتا ہوں اور آپ اور آپ کے والد مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں پھر آپ کا معاملہ یہ

ہے تو یہ مجھ پر احساء والوں سے زیادہ گراں ہے خاص طور پر جبکہ میں آپ کے والد کو بڑا مانتا ہوں اور اللہ سے امید ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو اپنے سیدھے دین کی طرف راہ دکھائے اور تم سے شیطان کو بھگا دے اور ہمیں مغضوب علیہم کے راستوں سے واپس کر دے۔

سوال عبداللہ بن شیخ محمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے متعلق جو مغرب کے بعد گھر میں داخل ہوا اور اس میں دو عورتیں تھیں اور عورتوں کے پاس سے ایک آدمی آیا گھر میں داخل ہونے والے شخص نے اُسے الزام لگاتے ہوئے اسکو زخمی کر دیا......؟

جواب اس شخص کا گھر میں موجودہ شخص پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دینا ظلم وحرام کام ہے اس کے اس فعل کی سزا دینا واجب ہے جو اس کے اور اس جیسے دیگر لوگوں کے لئے عبرت اور ڈانٹ ہو اس پر قصاص واجب ہے اور جس میں قصاص ممکن نہ ہو تو اس میں دیت ہے الا یہ کہ وہ ہر زخم کی کچھ دیت لینے پر راضی ہو جائے۔ رہے وہ شخص جس پر الزام ہے کہ تو امراء اکثر اسے مارتے پیٹتے ہیں اور جلاوطن کر دیتے ہیں اس سے زیادہ ظلم وزیادتی ہے اور اگر حملہ کرنے والا بعض زخموں سے انکار کر دے اور بعض کا اقرار کرے تو اسے اپنے دعوے کی دلیل پیش کرنا ہوگی کہ کوئی دوسرا بھی اس کا شریک تھا اور اگر کوئی دلیل پیش نہیں کر پاتا تو مدعیٰ علیہ کی قسم پر فیصلہ ہوگا کیونکہ حالت کا تقاضا یہی ہے کہ سارے زخم اسی کے لگائے ہوئے ہیں اور ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے راضی رہے اور ان کے فیصلے کے متعلق اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کرے خواہ وہ اس کی عادت اور منشاء کے مطابق ہو یا مخالف جس کے دل میں نفاق یا بیماری ہوتی ہے وہ دین کی ان باتوں پر تو عمل کر لیتا ہے جو اس کی خواہش کے مطابق ہوں اور جو مخالف ہوں ان کی مخالفت کرتا ہے یہ منافقین کی خصلت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا. (النساء:60)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا گمان ہے کہ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ

کی طرف نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی پھر چاہتے ہیں کہ فیصلے کے لئے طاغوت کے پاس جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس کے ساتھ کفر کریں اور شیطان انہیں دور کی گمراہی میں لا پھینکنا چاہتا ہے۔

اور جس کسی نے بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے علاوہ کا قصد کیا اس نے طاغوت کا قصد کیا اور تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی مجلس میں کفر و نفاق کی باتیں سنتا ہے اس پر ردّ نہیں کرتا بلکہ خاموش رہتا ہے اور اس طرح ان کے گناہ میں برابر کا شریک بن جاتا ہے۔

سوال شیخ حمد بن ناصر رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ برائی جس کی تردید واجب ہے پھر اگر وہ برائی امیر کے علم میں آجائے تو کیا اس کی تردید ساقط ہو جائے گی؟

جواب جاننا چاہیے کہ برائی کا ردّ کرنا حسب استطاعت واجب ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے اور اس اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو پھر دل میں برا جانے یہ کمزور ایمان ہے۔ جب اس کو برائی کا علم ہو جائے تب بھی اس کی تردید کرنا ساقط نہ ہوگا بلکہ حسب استطاعت اس کی تردید کرے گا لیکن جب اس تردید سے اس سے بھی بڑے فتنے کا خدشہ ہو تو پھر تردید کرنا ساقط ہو جاتا ہے البتہ پھر واجب ہے کہ دل میں برا جانے علماء نے صراحت کی ہے کہ اس صورت میں منکر کی تردید واجب نہیں کیونکہ شریعت کی بنیاد یہ ہے کہ مصلحتوں کو حاصل کیا جائے اور مفاسد کو دور کیا جائے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہاتھ یا زبان یا دل سے بقدر طاقت واجب ہے زبان اور ہاتھ سے تو فرض کنایہ ہے جیسا کچھ لوگ اس طرح کر رہے ہوں تو باقی سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر سب ہی چھوڑ دیں تو سب ہی گناہ گار ہیں البتہ دل میں برا جاننا کسی بھی حالت میں ساقط نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (آل عمران:104)

اور تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو خیر کی دعوت دے اور معروف کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور جو اس فرض کو ترک کرے اس کے متعلق فرمایا:

كَانُوا لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ. (المائدہ:79)

وہ لوگ برائی سے روکتے نہ تھے خود اسے کرتے ان کا عمل برا ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ فرمایا:

''تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے بدل ڈالے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل سے اور یہ کمزور ایمان ہے''۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: ''اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں''۔

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے فرمایا: عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے شیخ مکرم حمد بن عتیق کی طرف اللہ مجھے اور انہیں سیدھے راستے گامزن رکھے اور ہمیں اس کی دعوت حسنہ کی توفیق دے سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد، میں آپ کی طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس کی نعمتوں پر تعریف کرتا ہوں اور خط مل گیا اللہ آپ کو مقربین میں ملائے اور میں نے جس بات کی طرف اشارہ کیا تھا وہ معلوم ہوگئی خصوصاً مخفی اشارے اور ادبی نکات میں سے ایک سیاہ وسفید پرندے کے ساتھ اور وعظ ونصیحت کرنے کے ساتھ تشبیہ بھی ہے آپ ایک بلند مرتبہ شخصیت ہیں اور میں نے اسے چند ادباء کے سامنے پیش کیا تو کسی نے سن کر کہا کہ اس شخص کی طبیعت میں سختی اور جمود ہے اور کسی نے کہا کہ وہ ہمیں ہمارے رب معبود کی طرف اچھی طرح دعوت نہیں دے رہا تو میں نے کہا ہرگز نہیں وہ بزرگ اور دیانت دار اور بلند اقدار کے مالک ہیں لیکن ان کی عادت ہے کہ وہ اپنے احباب پر جراءت سے کام لیتے ہیں اور اپنے دوستوں اور یاروں کے مراتب سے واقف ہیں۔

جان لیجئے کہ اللہ آپ کو ہدایت دے اور آپ غور وفکر اور تحقیق میں کامیاب رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دین حنیف کے ساتھ مبعوث فرمایا: اور جو بھی ہو اگر وہ حق کو جان کر اس پر عمل پیرا

ہو جائے تو وہ اہل کتاب کا بقایا ہے اور اکثریت گمراہ اور فطرت سے بھٹکی ہوئی ہے لیکن دین کی اس اجنبیت سے اور اکثریت کی اس کی مخالفت کے باوجود اللہ نے بڑی بڑی دلیلوں اور آیتوں کے ذریعے اس دین کی مدد کی جو اکثر نومسلموں کے لئے ڈھال بن جاتیں یہی وہ عظیم اخلاق ہے جس پر کاربند رہ کر نبی ﷺ وعظ ونصیحت کرتے رہے اور دعوت دیتے رہے نرمی اپناتے رہے کبھی عام لوگوں کو دعوت دیتے کبھی بڑوں اور سرداروں کی مجلسوں میں جاتے اور کبھی فرماتے یا اللہ میری قوم کو معاف فرما وہ جانتے نہیں ہیں یہی وہ اخلاق فاضلہ ہیں جن کی قرآن نے مدح وثنا بیان کی ہے اور وعظ ونصیحت اور دعوت کے حوالے سے اسے پسند کیا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ:

يَآَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ.(التوبۃ:73)

اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر۔

اس معنی کے منافی نہیں ہیں جیسا کہ بعض جاہل نبی ﷺ کے متعلق پروپیگنڈہ کرتے ہیں یہ اس وقت ہے جب نرمی کی بالکل گنجائش نہ رہے اور سختی متعین ہو جائے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آخری علاج داغنا ہے اور یہ بھی حسب طاقت ہے اور اس میں یہ شرط یہ ہے کہ فتنہ وفساد نہ ہو جیسا کہ فرمایا:

وَ لاَ تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ.

(الانعام:108)

اور تم برا نہ کہو ان کو جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ اللہ کو انجانے میں حد سے بڑھتے ہوئے برا کہیں گے۔

بعض لوگوں نے اس سے یہ اصول وضع کیا ہے کہ مفاسد کا دور کرنا مصالح کے حصول پر مقدم ہے جیسا کہ علم الاصول سے ثابت ہے۔ پھر یہ سختی والی آیت مدنی ہے اس وقت نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جہاد بالید اور اپنے کافر دشمنوں کے خلاف مقابلے کے اہل ہو چکے تھے چنانچہ جہاں نرمی سے کام نہ چلا وہاں سختی کرنی پڑی تو نبی ﷺ کا حقیقی وارث وہی ہے جو آپ کی سیرت کو اپنائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کامل ترین شخصیت تھے اس لئے آپ کے ہاتھ پر بہت سی خلقت ایمان لائی اس کے برعکس بعض

لوگوں سے کہا گیا کہ تم میں سے کچھ لوگ تنفر کرنے والے ہیں دین اور احکامات سے مراد ہے کہ مصالح کو حاصل کرنا اور مفاسد کو دور کرنا جس قدر ممکن ہو اور کبھی اس کا حصول اس صورت میں ممکن ہوتا ہے جب دو نقصانوں میں سے کم نقصان کو برداشت کیا جائے یا پھر دو بھلائیوں میں سے کمتر بھلائی کو چھوڑ دیا جائے اور افراد اور احوال اور دور کا اعتبار کرنا اصل بنیاد ہے جو اسے استعمال نہ کرے اور اسے ضائع کر دے تو اس کا نقصان شریعت اور لوگوں کے لئے سب سے بڑھ کر ہے۔ علماء نے ان کلی اور جزئی قاعدوں کو مقرر کیا ہے اور آداب شرعیہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے تو جو داعی بننا چاہتا ہو اسے پہلے علم حاصل کرنا اور علماء کی صحبت اور اختیار کرنا چاہیئے اور یہ سیکھنا چاہیے کہ کس طرح دعوت دی جاتی ہے کیونکہ پیشہ وہی جانتا ہے جو اسے سیکھے اور علوم وہی جانتا ہے جو انہیں اہل علم سے حاصل کرے اور اسے نشر کرنے کا اہل بن جائے پھر وہ دلیل دے کر دعوت دے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے عزیز بھائی عبدالرحمٰن بن جربوع کی طرف اللہ انہیں دین پر عمل کی توفیق دے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد،

آپ کا خط ملا اللہ آپ کو اپنی رضا سے ملائے اور آپ کو متقین میں شامل فرمائے آپ کو اللہ سے ڈرنے اور دل و اعضاء پر اللہ کے خوف کی تفصیلی معرفت حاصل کرنے کی وصیت کرتا ہوں آپ ایسے دور میں ہیں جس کی حقیقت بہت کم لوگ جانتے ہیں اور آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حوالے سے شرعی فوائد کی طلب کی بات کی تھی تو اس کا منصوص و مشروع ہونا کسی مسلمان تک پر مخفی نہیں ہے چہ جائیکہ دین کے کسی طالب علم پر ہو اور یہ دین اسلام کے تاکیدی بلکہ واجبی اور لازمی اصولوں میں سے ہے بلکہ بعض نے تو اسے دنیا کا رکن قرار دیا ہے جس پر اسلام کی عمارت قائم ہے یہ فرض کفایہ ہے جو مکلفین سے اسی وقت ساقط ہوتا ہے جب ایک جماعت اسے ادا کر رہی ہو اور ان سے مقصود شرعی حاصل ہو رہا ہو اور فرض کفایہ فرض عین کی بنسبت مسئلہ سر دست کے حوالے سے زیادہ مؤکد ہوتا ہے کیونکہ اس کا خطاب تمام امت سے ہے اسی لئے رسول کو بھیجا گیا کتابیں نازل کی گئیں کہ نیکی کا حکم دینا جس کی بنیاد

اور اصل توحید ہے اور برائی سے روکنا جس کی بنیاد اور اصل شرک اور غیر اللہ کے لئے عمل کرنا ہے اسی کی بناء پر جہاد شروع ہوا یہ نیکی کے حکم اور برائی سے روکنے پر ایک قدر زائد ہے جو اگر نہ ہوتی تو اسلام برقرار نہ رہتا اللہ کا دین غالب نہ ہوتا اور اس کا کلمہ بلند نہ ہوتا اسے وہی شخص چھوڑتا ہے یا اس میں ڈھیل پول سے کام لیتا ہے جس کا علم وایمان سے تعلق نہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ. (آل عمران:110)

تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

وَ لْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. (آل عمران:104)

اور تم میں ایک جماعت ہونی چاہیئے جو خیر کی دعوت دے اور نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

ان آیات سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اس فریضہ کو ادا کرنے والا بہترین شخص ہے اور یہ کہ خیر اسی طرح حاصل ہوسکتا ہے اور کامیابی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں محصور ہے اور یہ اخروی وابدی سعادت کا ذریعہ ہے۔ اور جو اسے سرانجام نہ دے اس کو اللہ تعالیٰ نے وعید دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّ كَانُوا يَعْتَدُونَ، كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ.

(المائدہ:78-79)

بنی اسرائیل پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے گزر جاتے وہ برائی سے منع نہیں کرتے تھے خود اسے کرتے۔

اس آیت میں ان پر لعنت کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دیا تھا۔ اور لعنت کہتے ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہو جانے اور دھتکار دیئے جانے کو بعض مفسرین نے یہاں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ: ''تم سے پہلے لوگوں میں جب کوئی غلطی کرتا تو منع کرنے والا اس کے پاس عذر قائم کرنے کے لئے آتا پھر جب اگلا دن ہوتا تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھاتا پیتا گویا گذشتہ کل اس نے اسے غلط کہا ہی نہ تھا تو جب اللہ نے یہ صورتحال دیکھی ان کے دلوں کو گڈ مڈ کر دیا پھر ان کے نبی داؤد و عیسیٰ علیہما السلام کے ذریعے ان پر لعنت کروائی کیونکہ وہ نافرمانیاں کرتے اور حد سے گزر جاتے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ محمد ﷺ کی جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کرو گے اور ضرور برائی سے روکو گے یا تم ضرور خطاء کار کا ہاتھ پکڑو گے اور اس کے سامنے حق پیش کرو گے یا اللہ تمہارے دلوں کو آپس میں گڈ مڈ کر دے گا۔ (بعض نے اسے حسن کہا ہے بعض نے اسے ضعیف کہا ہے ملاحظہ ہو ضعیف الجامعة 1822 نیز الضعیفة 1105 نیز الترغیب 3/181-3413)

۞ ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن عمر والصنعانی سے نقل کیا ہے کہ اللہ نے یوشع بن نون کی طرف وحی کی کہ میں تیری قوم کے چالیس ہزار بہترین برے لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں انہوں نے کہا اے میرے رب یہ تو شریر ہیں بہترین لوگوں کا کیا قصور ہے فرمایا کہ وہ میرے غضبناک ہونے پر غضبناک نہیں ہوتے اور ان بروں کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔

۞ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ذکر کی ہے کہ: اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے توٹتی جائیں گی حتی کہ ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تم ضرور نیکی کا حکم کرو گے اور ضرور برائی سے روکو گے یا اللہ تم پر ایسے امراء مسلط کر دے گا جو تم میں سے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا ادب نہ کریں گے۔

۞ مسند احمد میں مرفوعاً ہے کہ فرمایا: اے لوگو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اس سے پہلے کہ تم مجھ سے دعا کرو اور میں قبول نہ کروں اور تم مجھ سے مدد چاہو

اور میں مدد نہ کروں اور تم مجھ سے مانگو اور میں تمہیں عطا نہ کروں۔

۞ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جس قوم نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑا اس کے اعمال اٹھائے نہیں جاتے اور اس کی دعا سنی نہیں جاتی۔(طبرانی)

۞ امام احمد نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: قریب ہے کہ آباد بستیاں ویران ہو جائیں لوگوں نے کہا جب وہ آباد ہیں تو ویران کیسے ہوں گی ۔فرمایا: جب ان بستیوں کے فاجر لوگ ان کے نیک لوگوں پر غالب ہو جائیں گے اور ان کے منافقین امراء بن جائیں گے۔اس طرح کی بہت احادیث ہیں۔

کسی (برے) عمل کو نرم خوئی اور دیگر وجوہات کی بناء پر چھوڑ دینا

ایسے عمل کو نرم خوئی، حسن معاشرت وحسن اخلاق ودیگر وجوہات کی بناء پر چھوڑ دینا زیادہ نقصان دہ ہے اور جہالت کی بناء پر ترک کرنے کی نسبت زیادہ بڑا گناہ ہے کیونکہ نرم خوئی، حسن معاشرت وحسن سلوک اسی کی بنیاد پر تو حاصل ہوتا ہے چنانچہ ایسے لوگ رسولوں اور ان کے صحابہ کے مخالف ہیں اور ان کی راہ ومنہج سے بھٹکے ہوئے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کو خوش رکھنا، ان سے مصالحت کرنا اور ان کی محبت ومودت کا طالب ہونا عقل مندی سمجھتے ہیں جبکہ یہ ایسے ممکن ہی نہیں یہ تو نفسانی تقاضوں اور خواہشات کی تکمیل اور ان سے مصالحت کی خاطر اللہ کے لئے دشمنی کی راہ میں آنے والی تکالیف کا ترک کر دینا ہے۔

یہ درحقیقت ہلاکت ہے جس نے اللہ کے لئے محبت ودشمنی نہ کی ہوا سے ایمان کا ذائقہ کیا معلوم لہٰذا عقل مندی وہ ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول راضی ہوں اور یہ اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ جیت کر اس کی رضامندی کو ترجیح دے کر اور جب اس کی حرمتوں کو پامال کیا جائے تو اس کے لئے ناراض ہو کر ہی حاصل ہو سکتی ہے اور غضب وغیرت اور تعظیم زندہ دلوں میں ہوتے ہیں جب زندگی ہی نہ ہو نہ غضب وغیرت ہو اس دل میں خیر کہاں ہوگا۔؟

بعض آثار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں فلاں بستی کو زمین میں دھنسا دے انہوں نے کہا یا رب اس میں فلاں عبادت گزار ہے فرمایا اسی سے ابتداء کر کیونکہ میرے لئے اس کے

چہرے پر کبھی شکن نہیں آئی۔ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ نے ایک بستی کی طرف دو فرشتے بھیجے تا کہ وہ اسے برباد کردیں ان دونوں نے اس میں سے ایک شخص کو مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا کہنے لگے یا رب اس میں تیرا فلاں بندہ نمازی ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اسے تباہ کردو اور اسے بھی ان کے ساتھ برباد کردو کبھی میرے لئے اس کے چہرے کبھی شکن نہ آئی۔اور جو دل کے احوال اور ایمان کے موجبات واقتضایات اللہ کے لئے غضبناک ہونا اور اس کی حرمتوں کی پامالی پر غیرت کھانا اور اس کے احکام ونواہی کی تعظیم کرنا انہیں جانتا ہے اور ان کی سابقہ تفاصیل سے واقف ہو اور وہ یہود ونصاریٰ سے مشابہت کرتے ہوئے نافرمانوں کے ساتھ محض کھانا پینا رکھتا ہو تو یہی عیب کافی ہے اللہ توفیق وہدایت دینے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔والسلام

اور فرمایا: محبت سے پیش آنا اور چاپلوسی کرنا ان دونوں کے مابین فرق غیرت کے ترک کردینے کا ہے جسے اللہ نے واجب قرار دیا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے دنیوی مفاد یا نفسانی خواہش کی خاطر غفلت برتنے کا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''جو لوگ تم سے پہلے تھے ان میں جب کوئی غلطی کرتا وہ بظاہر اس کا ردّ کرتے پھر اگلی صبح ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے پینے لگتے گویا کہ گذشتہ کل انہوں نے کچھ کیا ہی نہ تھا'' تو لوگوں کی انس وتوجہ کا طالب ہونا اور طاقت کے باوجود ان کا ردّ نہ کرنا ہی چاپلوسی اور مداہنت ہے۔جبکہ محبت سے پیش آنا یعنی مداراۃ تو وہ یہ ہے کہ نرم گفتگو کے ذریعے فساد وشر کو دور کیا جائے اور سختی سے پیش نہ آیا جائے یا جب اس کے شر کا خوف ہو تو یا اس سے زیادہ فتنے کا اندیشہ ہو تو اس سے اعراض کیا جائے حدیث میں ہے کہ ''تم میں سب سے برا وہ ہے جس سے لوگ اس کی بدگوئی کی وجہ سے ڈرتے ہیں''۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہونے کی ایک شخص نے اجازت چاہی آپ نے فرمایا: یہ قوم کا بدترین شخص ہے پھر جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے نرم گفتگو کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کے بارے میں جو کہا وہ کہا؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ فحش (گفتگو) اور تفحش (بے شرمی) کو ناپسند کرتا ہے۔

اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ وہ داعیان حق کو تین طرح کے لوگوں کے ذریعے آزماتا ہے اور

ہر ایک کے پیرو ہوتے ہیں:

① جو حق پہچان کر سرکشی کرتے ہوئے اس سے عداوت رکھے جیسے یہود، رسول ﷺ اور مومنین کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. (البقرہ:90)

بری ہے وہ بات جس کے بدلے انہوں نے اپنے نفوس کو بیچ دیا کہ وہ سرکشی کرتے ہوئے اللہ کے نازل کردہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں یہ کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کرتا ہے پس وہ غضب در غضب لوٹے اور کافروں کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْن. (البقرہ:146)

اور ان کا ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ علم رکھتے ہیں۔

② سردار مالدار جو دنیا جو دنیا اور خواہشات کے فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ حق ان کی اکثر پسندیدگیوں اور خواہشات سے منع کرتا ہے تو وہ داعی حق کی پرواہ نہیں کرتے نہ اسے قبول کرتے ہیں۔

③ جو باطل پر پلے بڑھے ہوں اور اپنے آباء کو اس پر دیکھتے رہے ہوں وہ خود کو حق پر سمجھتے ہیں حالانکہ باطل پر ہوتے ہیں تو یہ لوگ صرف وہی جانتے ہیں جس پر پلے بڑے ہوں:

وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا. (الکھف:104)

اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔

یہ تینوں اقسام اور ان کے پیروکار نوح علیہ السلام کے دور سے لے کر قیامت تک حق کے دشمن رہے ہیں۔
پہلی قسم کے متعلق آپ نے اللہ کا فرمان پڑھ لیا دوسری قسم کے متعلق فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَ هُمْ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ.(القصص:50)

تو اگر وہ آپ کی بات نہ مانیں تو جان لے کہ وہ خواہشات کی اتباع کر رہے ہیں اور جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی مانے اس سے بڑا گمراہ کون ہے یقیناً اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

تیسری قسم کے متعلق فرمایا:

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآئَنَآ عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ.(زخرف:23)

ہم نے اپنے آباء کو ایک دین پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَ هُمْ ضَآلِّيْنَ، فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ.(الصافات:69-70)

انہوں نے اپنے آباء کو گمراہ پایا پس وہ انہی کے نقش قدم پر دوڑے جا رہے ہیں۔

شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ

شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ کی جانب سے تمام مسلمانوں کو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد۔ خط کا مقصد آپ کو نصیحت کرنا ہے اور اللہ کے ہاں یہ عذر قائم کرنا کہ آپ کو حق پہنچا یا دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْ م بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ.(البقرہ:159)

وہ لوگ جو ہمارے نازل کردہ واضح دلائل اور ہدایت چھپاتے ہیں جب کہ ہم نے لوگوں کے لئے اسے کتاب میں کھول کر بیان کیا ہے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْم بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ، كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ.

(المائدہ:78-79)

بنی اسرائیل کے وہ لوگ لعنت کیئے گئے جنہوں نے کفر کیا داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا وہ برائی سے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے بے شک اُسے کرتے تھے البتہ جو وہ کرتے تھے بہت ہی برا ہے۔

اور قرآن میں تم یہ پڑھ چکے ہو کہ جب برائیاں عام ہو جائیں تو سزائیں نازل ہوتی ہیں اس کے باوجود بھی شیطان نے بہت سے لوگوں کے لیے شر کے دروازے کھول رکھے ہیں انہیں امر بالمعروف نہی عن المنکر سے ہٹا دیا ہے اور اس میں ایسے لوگوں کو ڈال دیا جن کا دین مشتبہ ہے یہاں تک کہ وہ اسے اپنے حق میں عذر سمجھنے لگے درحقیقت یہ شیطانی دھوکے ہیں کیونکہ اللہ کے نزدیک ان لوگوں سے بہتر زانی، چور اور شراب خور ہیں۔ یہی بات اُن کی بری روش کی مذمت کے لئے کافی ہے۔ ہم اللہ سے عفو و درگزر کا سوال کرتے ہیں یہ جاننا چاہیئے کہ عقل تین طرح پر ہے۔

① عقل عزیزی

② عقل ایمانی جو کہ نبوت سے ماخوذ ہیں۔

③ عقل نفاقی شیطانی اس کے اہل خود کو بہت کچھ سمجھتے ہیں اکثر لوگ اسی عقل کے مالک ہوتے ہیں جب کہ یہ ہلاکت اور نفاق کا بیج ہے یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ تمام لوگوں کو راضی رکھنا ان کے مفادات وخواہشات کی تکمیل میں ان کی مخالفت نہ کرنا اور بہر صورت اُن کی محبت کا طالب رہنا ہی عقل مندی ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگ میں رہ کر اپنے نفس کی اصلاح کرو اور اپنے آپ سے انہیں متنفر نہ کرو جب کہ یہ چار وجوہات کی وجہ سے فساد نفس اور ہلاکت کا ذریعہ ہے۔

① اس کا مرتکب لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کر دیتا ہے اور مخلوق کو خالق سے زیادہ اہمیت دیتا ہے جبکہ جو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضامندی چاہے اللہ اس پر نہ صرف ناراض ہو جاتا ہے بلکہ لوگوں کو بھی اُس سے ناراض کر دیتا ہے ایک حدیثِ قدسی میں آتا ہے کہ: ''میں ناراض ہو جاؤں تو لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت سات پشتوں تک پہنچتی ہے'' تو جس شخص نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر استطاعت کے باوجود ترک کر دیا اس نے ایک وجہ پیش کر دی کہ اللہ اُس پر لعنت کرے

جو اُس کی ساتویں پشت تک پہنچے جیسا کہ فرمایا:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْم بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ. (المائدہ:78-79)

بنی اسرائیل کے کفار پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھے ہوئے تھے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اس عمل میں سستی دکھانے والا اپنے بگاڑ کا ذمہ دار ہے حالانکہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کی اصلاح کر رہا ہے۔

۲ جو جاہ وحشمت کی خاطر اس عمل میں سستی کرے اللہ اس کے لئے ضرور ذلت ورسوائی کا باب کھولتا ہے بعض سلف نے فرمایا کہ جو مخلوق کیخوف سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑ دے اُس سے اطاعت سلب کر لی جاتی ہے اگر وہ اپنی اولاد یا ماتحتوں کو کسی بات کا حکم دے تو وہ اسے حقیر سمجھتے ہیں تو جس طرح اس نے اللہ کے حکم کو حقیر سمجھا ایسے ہی اللہ نے اُسے ذلیل ورسواء کر دیا۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ. (التوبۃ:67)

انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

۳ جب سزائیں اترتی ہیں تو (شرعی احکام میں) سست وکاہل اس کے مستحق بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً. (الانفال:25)

اور ڈرو ایسے فتنے سے جو خاص ظالموں کو تم میں نہیں پہنچے گی۔

مسند احمد اور سنن وغیرہ میں ابو عبیدہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''تم میں سے پہلوں میں جب کوئی غلطی کرتا تو اس کے پاس روکنے والا عذر قائم کرنے آتا پھر جب اگلا دن ہوتا تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھاتا پیتا گویا کہ گذشتہ کل اُسے غلط کہا ہی نہ تھا جب اللہ نے اُن کی یہ حالت دیکھی تو ان کے دلوں کو آپس میں گڈمڈ کر دیا پھر اُن پر داؤد وعیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی لعنت

فرمائی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے گزر جاتے اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور ضرور برائی سے روکو گے اور ضرور خطاء کار کا ہاتھ پکڑو گے اور ضرور اس کے سامنے حق پیش کرو گے اللہ ضرور تمہارے دلوں کو آپس میں گڈ مڈ کر دے گا پھر تم پر لعنت کرے گا جس طرح اُن پر کی'' (اس حدیث کا ضعف گزر چکا ہے)

ابن ابی الدنیا نے وہب بن منبہ سے روایت کیا کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو انہوں نے کہا اے پروردگار معاف کر دے ارشاد ہوا کہ میں تیرے لیے اس کو معاف کرتا ہوں اور اس کی عار بنی اسرائیل پر ڈالتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ اے پروردگار کیوں (جب کہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا) غلطی میں نے کی اور تو اس کی عار میرے علاوہ پر ڈالتا ہے اللہ نے ان کی طرف وحی کی جب تو نے غلطی کی تو انہوں نے تیرے عیب پر انکار نہ کیا) نیز ابن ابی الدنیا نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اللہ نے یوشع بن نون کی طرف وحی کی کہ میں تیری قوم کے ساٹھ ہزار بہترین اور ساٹھ ہزار بدترین کو ہلاک کرنے لگا ہوں انہوں نے کہا پروردگار یہ تو برے ہیں اچھوں کا کیا قصور ارشاد ہوا وہ میرے غصے پر ان لوگوں سے الگ نہیں ہوتے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ایسے ابن عبدالبر وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اللہ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ بستی کو دھنسا دے اس نے کہا اے پروردگار اُن میں فلاں زاہد عابد بھی ہے ارشاد فرمایا کہ اسی سے ابتداء کر اور مجھے اُس کی آواز سنا کیونکہ اس کے چہرے پر کبھی میرے لیے شکن نہ آئی۔تو سزاؤں کے نزول کے وقت نجات امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے ہی ممکن ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ.(الاعراف:165)

جب انہوں نے نصیحت کو چھوڑ دیا ہم نے اُن لوگوں کو نجات دی جو برائی سے روکتے ہیں۔

(۴) مخلوق کی رضاء کا طالب زانی ،چور،شراب خور سے بڑا مجرم ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: دیندار صرف ظاہری حرم کاموں کو چھوڑ دینے کا نام نہیں بلکہ اس کے ساتھ محبوب کاموں کو بھی کرنا چاہئیے اکثر دینداران محبوب امور کی اُس وقت پرواہ کرتے ہیں جب عام لوگ بھی اس میں شریک

ہوں جیسا کہ جہاد امر بالمعروف ونہی عن المنکر اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے بندوں کی خیرخواہی اور اللہ اور اس کا رسول اس کی کتاب اس کے دین کی مدد اور واجبات کی پرواہ نہیں کرتے چہ جائیکہ وہ اِن پر عمل پیرا ہوں بہت کم دیندار ہیں جو اللہ کے لیے ناراض ہوتے ہیں جس کسی نے ان واجبات کو ترک کیا وہ ساری دنیا سے بڑھ کر زاہد بن جائے ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ اُن میں کوئی ایسا دیکھا جائے جس کا چہرہ اللہ کے لیے سرخ اور پُرشکن ہو وہ اس کی حرمت کی پامالیوں کے لیے ناراض اللہ کی دین کی مدد کے لیے کوشش کرے جبکہ کبائر کے مرتکب اللہ کے نزدیک اس طرح کے لوگوں کی بنسبت بہتر ہیں۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ ایک شخص دن میں روزہ رکھتا ہے رات میں قیام کرتا ہے دنیا بھر سے الگ تھلگ رہتا ہے لیکن اللہ کے لیے ناراض نہیں اور نہ اس کا چہرہ اللہ کے لیے سرخ اور پرشکن ہوتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتا تو یہ اللہ کے نزدیک مبغوض اور ناقص الدین ہے جبکہ کبائر کے مرتکب اللہ کے نزدیک زیادہ اچھے ہیں۔(اعلام الموقعین)

مجھے بعض لوگوں نے شیخ الاسلام امام الدعوۃ محمد بن عبدالوہاب ؒ کے متعلق بتایا کہ انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں لوگوں میں بیٹھا قرآن کی تلاوت کرتا اور روتا دیکھتا ہوں لیکن وہ نہ تو نیکی کا حکم دیتے نہ برائی سے روکتے ہیں۔اور کچھ لوگ جوان کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو مفت کا اجر کما رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں سننے والے نے کہا کہ میں تو ایسی بات نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں شیخ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ وہ اندھے اور گونگے ہیں بعض سلف سے اس کی تائید ملتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حق سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے اور باطل کہنے والا ناطق شیطان ہے اگر یہ سست رو اور خاموش رہنے والا جان لے کہ وہ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہے اگر چہ وہ خود کو اچھا سمجھتا ہو تو وہ بولنا شروع کر دے اور اگر نہی عن المنکر کو ترک کر کے مخلوق کو خوش کرنے والا جان لے کہ اُس سے بہتر تو اللہ کے نزدیک کبائر کے مرتکب ہیں اگر چہ وہ خود کو دنیدار سمجھتا ہو تو وہ اپنی سُستی سے توبہ کر کے حق کا پرچار کرے اور اگر اللہ کے حکم کے پرچار میں اپنی زبان

سے بخیلی کرنے والا جان لے کہ وہ گونگا شیطان ہے اگرچہ وہ روزے دار تہجد گزار، عابد و زاہد ہو تو ہرگز شیطان کی ادنیٰ مشابہت بھی نہ کرے۔

یا اللہ! ہم ہر اُس عمل سے تیری پناہ میں آتے ہیں جو رحمان کو ناراض کر دے اور ہر اُس حق پوشی سے جو شیطان کے مشابہ اور قریب کر دے یا یہ کہ ہم شبہات نفاق اور ناشکری کے مرتکبین کی خاطر اپنے دین میں سُستی برتیں ان اس پناہ مانگتے ہیں۔

عبداللہ بن عبداللطیف رحمہ اللہ

عبداللہ بن عبداللطیف رحمہ اللہ کی جانب سے تمام بھائیوں اور ارطاویہ کے باشندگان وغیرہ کے نام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، وبعد۔

خط کی وجہ یہ بنی کہ تمہیں تنبیہ و تفہیم کی جائے اور کینہ وحسد تفرق واختلاف سے ڈرایا جائے کیونکہ اللہ نے تم پر اپنے دین کی معرفت اور ہدایت دے کر اور جہالت وخواہش اور شرک و برائی کے اندھیروں اور اُس جاہلیت جن میں لوگ بدبختی کی زندگی گزار رہے ہیں جس پر مرنے والا آگ میں پھینک دیا جائے گا سے بچا کر تم پر احسان کیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ظالم قاتل اور مظلوم مقتول کے مابین بھی قتل کی شدید وعید کے باوجود اسلامی اخوت کا تعلق نہیں توڑا ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّـذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِصَاصُ فِی الۡقَتۡلٰی اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَ الۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَ الۡاُنۡثٰی بِالۡاُنۡثٰی فَمَنۡ عُفِیَ لَہٗ مِنۡ اَخِیۡہِ شَیۡءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ.

(البقرہ:178)

تم پر قتل میں بدلہ لینا فرض کر دیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت پس جو اپنے بھائی کی جانب سے معاف کر دیا جائے تو معروف کی پیروی کرنا ہے۔

اللہ نے اُسے اس کا بھائی کہا اور اس عظیم گناہ نے بھی اسلامی اخوت کو منقطع نہیں کیا۔ ارشاد فرمایا کہ:

وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىہُمَا

عَلَى الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ فَاِنْ فَآءَ تْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ.

(الحجرات:9-10)

اوراگرمومنوں کے دوگروہ آپس میں لڑیں توتم ان کے درمیان صلح کرادو پھراگران میں سے ایک دوسرے پر بغاوت کرے تو بغاوت کرنے والوں سے لڑوتا آنکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ جائے پھراگر وہ لوٹ جائے تو ان کے درمیان عدل کرکے صلح کرادو اورانصاف کرو یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے مومنین درحقیقت بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادو۔

اللہ نے مسلمانوں کے مابین اخوت کو منقطع نہیں کیا اگرچہ ان کے درمیان قتال ہی کیوں نہ ہواور ایک گروہ دوسرے گروہ پر چڑھ دوڑے۔جبکہ تم ایک دوسرے کو اس سے بھی معمولی بات پر چھوڑ بیٹھے ہواور ایک دوسرے سے بغض رکھتے ہو۔جبکہ اس بات کی بناء پر ایسا نہیں کرنا چاہیے یہ مسلمانوں پر شیطان کی دسیسہ کاریاں ہیں اللہ ہمیں اور تمہیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے نیز اللہ نے تم پر احسان کیا کہ ہجرت کی توفیق دی اور ایک وطن دیا اہل بادیہ وغیرہ میں سے جو مسلمان ہو جاتا اللہ کے نبی علیہ السلام اس کے لئے ان امور کو پسند فرماتے حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ میں ارشاد فرمایا:

’’انہیں ہجرت اور جہاد کی دعوت دے اگر وہ ایسا کرلیں تو جو مہاجرین کے لئے ہے وہ ان کے لئے بھی ہوگا اور ان پر وہ ہوگا جو مہاجرین پر ہوگا اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں بتادے کہ وہ اہل بادیہ مسلمین کی طرح نہیں غنیمت اور فئی وغیرہ میں سے ان کا کچھ حصہ نہیں الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں‘‘۔

ایک حدیث میں ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ہجرت کی اور پھر اپنی بستی واپس چلا گیا فرمایا یہ چھوٹا ارتداد ہے جو ایسا کرے وہ ملعون ہے اور جو اپنے علاقے میں رہ کر ہی اچھا مسلمان ہے وہ اللہ کے

نزدیک اُس سے زیادہ بہتر ہے جو ہجرت کرے اور پھر ہجرت سے نکل آئے''۔ مجھے معلوم ہوا کہ ارطاویہ کے بعض لوگوں نے ہجرت اور آبادکاری کی اوراب وہ واپس گاؤں پلٹنا چاہتے ہیں یہ عظیم مصیبت چھوٹے ارتداد میں مبتلا کردیتی ہے ایسا کرنے سے وہ ان لوگوں میں ہوجاتا ہے جو ہدایت واضح ہوجانے کے بعد اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائیں اس سے بچوصبر کرواورایک دوسرے سے رابطے میں رہواوراپنے رب کے حکم پر ثابت قدم رہوان لوگوں میں سے مت بنوجنھوں نے اللہ کی نعمت کوکفر سے بدل ڈالا میں اللہ سے اپنے لیےاورتمہارے لیےتوفیق وہدایت کا طالب ہوں۔والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے ارطاویہ کےتمام معزز بھائیوں کو۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امابعد۔

میں تمہیں اوراپنے آپ کواللہ سے ڈرتے رہنے اس کی اطاعت کولازم کرلینے اور کتاب اللہ اورسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر پر مقدم کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔جواِن دونوں میں مشغول رہا اس نے نجات پائی اورجس نے ان دونوں کوچھوڑ دیا وہ سرکش اورگمراہ ہوااورمیں تمہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر غوروفکرکرنے کی وصیت کرتا ہوں جب کوئی شخص خیر کےکسی کام کاارادہ کرےتودیکھےاگراس کانتیجہ جلد یابدیراورسلامتی دین اور مصلحتِ امر ہےتو اُسے علم وحلم اورخلوصِ نیت کے ساتھ جاری کردےاوراگر اس کانتیجہ جلد یابدیرشر،فتنہ،افتراق،دین ودنیا کا نقصان ہواورمصلحت اس کےترک میں ہوتواسے ترک کردیناواجب ہےکیونکہ مفاسد کادورکرنا بھلائیوں کے حصول پرمقدم ہےاور جوخیراوردعوت الی اللہ کا قاصد ہواُسے چاہیئے کہ معاملات میں ثابت قدم رہےاورجذبات اورجلدبازی سے کام نہ لے بلکہ دعوت میں نرمی اورشفقت کاحریص بنے اس میں بڑی خیر ہے اُسے معلوم کرنا چاہیئے کہ کس کے پاس صدق ورسوخ ہے اُس سے پوچھےاور ہرایرے غیرے بےبصیرت کی پرواہ نہ کرے نافرمانوں کو چھوڑدینا اشخاص واوقات کےاعتبار سے مختلف طرح پر ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر بصیرت اور

معرفت تامہ کے بغیر برقرار نہیں رہ سکتا۔ اگر ایسا نہیں کرسکتا تو کم از کم اپنی ہی ذات پر بھروسہ کرے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''جب تو حرص کی بھوک اور خواہش کی اتباع اور دنیا کی برتری اور ہر رائے والے کا اپنی ہی رائے کو پسند کرنا دیکھے تو تجھ پر صرف تیری ذات لازم ہے''۔ اگر کسی انسان میں کوئی نافرمانی دیکھے تو اس میں موجود شر سے نفرت اور خیر سے محبت کرے اور شر سے اس نفرت کو خیر کی محبت کو کاٹنے والی نہ بننے دے بلکہ اسے اور اس جیسے دیگر کو تنبیہ کرے ڈانٹے اور چھوڑ دے اگر اس عمل سے بھی وہ باز نہ آئے تو پھر اس میں موجود خیر کے پہلو کا اعتبار کرے کیونکہ نبی علیہ السلام نے جس میں یہ دیکھا کہ وہ ڈانٹ ڈپٹ اور چھوڑنے سے باز آجائے گا اُسے ڈانٹا اور چھوڑ دیا اور جس میں یہ نسخہ کامیاب ہوتے نہ دیکھا تو اس کے عذر کو قبول کرلیا اور اُن کی مخفی حالت کو اللہ کے سپرد کردیا بنیت خالص اس فارمولے کی پابندی نقصان دور کردیتی ہے اور دلوں کو جوڑ دیتی ہے اور داعی باوقار اور محبّ بن جاتا ہے اور توفیق وہدایت دینے والا تو اللہ ہی ہے تو جو تمہارے لیے دنیا وآخرت میں بہتر ہے اس کی کوشش کرو اور یقین رکھو کہ بصیرت ہی فتنوں اور اختلاف کے وقت نجات دیتی ہے علم کا لبادہ اوڑھنے والا ہر ایک اس قابل نہیں ہوتا کہ تم دین کے متعلق بے خوف ہوکر اُسی سے پوچھتے پھرو بعض سلف نے فرمایا کہ: ''یہ علم دین ہے تم دیکھو کہ کس سے لے رہے ہو''۔ کسی ناقص العقل اور ناقص العلم سے دین مت لو جو سمجھ بوجھ اور بصیرت سے محروم ہو کیونکہ تم سے بروز قیامت پوچھا جائے گا کہ اس کی کیا پسند تھی وہ اس کا مستحق اور اس پر قادر ہے وہ سچ فرماتا ہے اور راہ دکھاتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ

عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کی طرف سے شہر و دیہات کے تمام اہل اسلام موحدین، مجاہدین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد، جان رکھو کہ اُس نے ہم پر اور تمام اہل نجد پر اما فیصل کی وفات کے بعد ان کے بیٹے امام عبداللہ رحمہ اللہ کی بیعت کی توفیق دے کر احسان کیا وہ بڑے ہی باہمت ہیں اور انہوں نے اس کا علی الاطلاق اظہار کیا اور اس کی وجہ اُس دین کی تجدید کے لیے کوشش ہے کہ جس کی طرف شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے دعوت دی اور اللہ نے اُسے قبول کرنے کی توفیق دے کر آلِ سعود، محمد اور ان کی

اولاد کو اس کا مددگار بنا دیا۔اہل نجد وغیرہ نے ان کی مخالفت کی کیونکہ اُن کی اکثریت شیخ کی دعوت وتوحید کو ٹھکراتی اُس کو ناپسند کرتی تھی اللہ نے اس گروہ کو اس وقت قلت کے باوجود دین کا مددگار بنایا ، جہاد کے ذریعے بات بڑھتی رہی یہاں تک کہ نجد اور اکثر حجاز وشرق میں توحید پھیل گیا توحید کی معرفت رکھنے اور اللہ کا شکر کرنے والے اُس کی اِس نعمت کو جانتے اور قبول کرتے ہیں لیکن اُس کی حقیقی معرفت تجدید کی محتاج ہے خاص طور پر اللہ کے اُس پسندیدہ دین میں جس کے لیے اُس نے بندوں کو پیدا کیا رسولوں کو بھیجا کتابیں اتاریں اور وہ اکیلے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہے۔عبادت ہر اس کام کو کہتے ہیں جو اللہ بندے کے لیے پسند کرے یا اس سے اس کی طلب کرے یہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں جیسے دعا، مدد مانگنا غیرہ ،اللہ نے اپنی کتاب میں عبادت کی اقسام بیان کیں اُس میں پکارنا بھی بنیادی عبادت ہے ارشاد فرمایا:

وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا.(جن:18)

مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ.(الرعد:14)

حق کی پکار اسی کے لیے ہے۔

اسلام کی بڑی بنیاد یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت ہو اور اس کی بتائی ہوئی شریعت کے مطابق ہو تعلیم وتدریس اور معرفت ادلۃ ودروس کے ذریعے ہمیشہ اس کی تجدید کرتے رہنا چاہیئے ۔چنانچہ بزرگ تمہارے لیے دو عالم مقرر کر دیں جو اللہ کی اس نعمت دینیہ کو تم پر بیان کریں اور ہر خاص وعام سے دین کے بنیادی اصول پوچھیں جس سے توحید کی معرفت حاصل ہو اور فرائض کا علم ہو۔تو تمہارے پاس علی بن عبدالعزیز بن سلیم اور عبداللہ بن علی بن جریس آرہے ہیں تا کہ ہر عام وخاص کو دین سمجھائیں چنانچہ تم پر واجب ہے کہ اُن سے نفع اٹھاؤ اور پوی توجہ سے وہ علم حاصل کرو جس کے تم کھانے پینے سے زیادہ محتاج ہو تمہارے دین میں افراط وتفریط آچکا ہے لہٰذا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیے نیکی کا حکم دینے والا برائی سے روکنے والا ضروری ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.(آل عمران:104)

تم میں ایک امت ہونی چاہیئے جو خیر کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے یہی لوگ کامیاب ہیں۔

بعض لوگ حرام کا ارتکاب کرتے ہیں جیسے ریشم پہننا شیطان اور نفس امّارہ اسے خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے ایسے ہی کچھ اور مواقع ہیں جن سے غفلت فساد کا سبب ہے۔امام رحمہ اللہ نے انہیں تمہاری طرف بھیجا ہے کہیں تم محرمات کا ارتکاب کرنے لگو اور پھر جلد یا بدیر اس کی سزاء نازل ہو چنانچہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ شہروں اور بندوں کی بھلائی کا کام کریں اور ہر شر سے ان کو دور کریں کیونکہ اللہ اپنے بندوں سے اطاعت پر راضی ہوتا ہے اور نافرمانی پر ناراض ہوتا ہے جب تم دین کی اس نعمت کو سمجھ لو گے تو یہ تمہارے لیے ایک عظیم نعمت ثابت ہوگی اس میں بڑا عظیم ثواب ہے اللہ کے نام ایک صبح یا شام دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور مجاہد کا تو ہر کام ہی نیکی ہوتا ہے حتی کہ اس کی نیند بھی اللہ ہمیں اپنی ناراضگی اور غضب سے محفوظ رکھے امام عبداللہ کا خط عنقریب تم دیکھ لو گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امام عبداللہ بن فیصل بن ترکی رحمہ اللہ

امام عبداللہ بن فیصل بن ترکی رحمہ اللہ کی جانب سے میر مجاہد بن عبداللہ کی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد،

آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض کیا ہے فرمایا:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.(آل عمران:104)

تم میں ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے یہی لوگ کامیاب ہیں۔

نبی علیہ السلام نے بھی اسے فرض کیا ہے فرمایا:''تم میں سے جو برائی دیکھے اسے ہاتھ سے بدل دے اگر اس کی

طاقت نہیں تو پھر زبان سے اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو پھر دل سے اور یہ کمزور ایمان ہے‘‘۔آپ ہاتھ اور زبان دونوں طرح قادر ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارے شہر میں کچھ منکرات کا ارتکاب کیا جارہا ہے کہ مشرکین سے دوستی اور دشمنان دین سے محبت کی جارہی ہے اور شرعی احکامات کو نافذ نہیں کیا جارہا شراب نوشی اور نمازوں سے غفلت عام ہوتی جارہی ہے میں آپ کو پابند کرتا ہوں شرعی احکامات نافذ کریں اور خطاء کار کا ہاتھ روکیں اور کسی کا خوف نہ کریں۔عبدالمحسن اور ان کے بیٹے لوگوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے آرہے ہیں ان کے ساتھ تعاون کریں اور خود بھی اس سلسلے میں ذمہ دار بھیجیں جو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور کڑی نگرانی کریں اور آپ کو خبر پہنچائیں کہ انہیں اس سلسلے میں کن لوگوں کی طرف سے رکاوٹ کا سامنا ہے ہمارے لیے یہ کافی نہیں کہ اسے محض سزا دی جائے آپ اس کی پوری رپورٹ ہمیں پہنچائیں۔ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کہ گرمی کے موسم میں تمہارے ہاں کچھ صلیبی آکر ٹھہرتے ہیں جن سے فساد ہورہا ہے تو آپ انہیں تنبیہ کردیں کہ وہاں کوئی نہ آئے اور جو آئے تو اسے سبق سکھانا آپ کی ذمہ داری ہے۔والسلام

سوال شیخ حسن بن حسن الشیخ رحمہ اللہ سے اس حدیث کہ ’’ان ایام میں عمل کرنے والے پچاس افراد کے برابر اجر ہے‘‘ کا کیا مفہوم ہے؟

جواب یہ حدیث ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں عتبہ بن حکم عن عمرو بن حارثہ عن ابی امیہ الشعبانی عن ابی ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ کے طریق سے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (المائدہ:105)

اے ایمان والو! تم پر اپنی جان لازم ہے گمراہ تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا جبکہ تم خود ہدایت پر ہو۔

کے متعلق وارد ہے ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ’’بلکہ تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو حتی کہ جب تو حرص کی بھوک اور خواہش کی اتباع اور دنیا کی برتری اور

ہر رائے والے اپنی رائے کو پسند کرنا دیکھے اور تو کسی کام کو ضروری سمجھے تو پھر تجھ پر تیری ذات لازم ہے اور عام لوگوں کو چھوڑ دے تمہارے بعد صبر کے ایام ہیں جو ان میں صبر کرے وہ ایسا ہے جیسا ہاتھ میں دہکتا انگارہ تھامنے والا ان ایام میں عمل کرنے والے کے لئے تمہارے پچاس افراد کے برابر اجر ہے"۔اس حدیث کی سند میں عتبہ کے متعلق حافظ منذری اور مختصر سنن ابوداؤد میں فرماتے ہیں: اس کا نام عباس بن ابوحکیم ہمدان شامی ہے کچھ نے اسے ثقہ کہا ہے اور کچھ نے اس پر جرح کی ہے میں کہتا ہوں امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر حسن غریب کا حکم لگایا ہے رہی یہ بات کہ اس کو اس قدر اجر وثواب سے کیوں نوازا جا رہا ہے کہ وہ پچاس صحابہ کے برابر یا اُن سے افضل بن جائے تو اس کی وجہ اُن لوگوں کے ساتھ تعاون نہ کرنا اور ان کا ساتھ نہ دینا ہے جیسا کہ حافظ ابوسلیمان خطابی اور ابوالفراج عبدالرحمٰن بن رجب رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے ذکر کیا تو فساد کے وقت منہج نبوی اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہنے والا ہی وہ غریب (اجنبی) ہے جن کا تذکرہ حدیث میں آیا ہے کہ اُن کے لئے خوشخبری ہے کیونکہ جب رکاوٹیں ہوں فتنے ہوں برائیاں ہوں دین میں تغیر ورد وتبدل ہو خواہشات کی اتباع ہو اور لوگ بدترین منافق ہوں اخلاص نام کی کوئی شئ نہ رہے تو اس صورت میں توحید پر قائم رہنے والا ہی سب سے افضل وبرتر ہے جب کہ اسے کوئی دعوت دینے والا بھی نہیں اور نہ ہی قبول کرنے والا ہے اُس سے ہر ایک بغض وعداوت رکھتا ہے اور اُسے تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اُس کے لیے اجنبیت ہی بہتر ہو اور باطل کی آگ ہر طرف لگی ہو شر کا پرندہ چارسو محوِ پرواز ہو اور اس کا دل دین اسلام کی حالت دیکھ کر پاش پاش ہو رہا ہو ان سب کے باوجود بھی وہ دین حنیفی پر مستقیم اللہ کی حجج وبراہین پر کاربند رہتا ہے اللہ کی قسم اس کی وجہ صرف دل میں راسخ صدق ویقین اور توحید کی معرفت اور صبر وایمان اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا ہی ہوسکتی ہے اللہ نے ایسے صابرین کے متعلق فرمایا:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (الزمر:10)

درحقیقت صبر کرنے والے اپنا اجر بے حساب دیئے جائیں گے۔

بعض علماء نے فرمایا جو قرآن وسنت کی اتباع کرے اپنے دل کے ساتھ اللہ کی جانب ہجرت کرے اور

آثار صحابہ پر کار بند رہے صحابہ سے آگے رہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے آگے نہیں مگر صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے جب کہ اس دور میں تو ہر ایک کے مددگار اور ساتھی تھے جیسا کہ ابن جوزی نے کتاب صفۃ الصفوۃ میں علی بن مدینی کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اسلام کی وجہ سے جو حالت احمد بن حنبل پر گزری وہ کسی پر نہیں گزری کہا گیا ہے اے ابوالحسن: کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی نہیں فرمایا: نہیں ان کے بھی مددگار اور ساتھی تھے جبکہ امام احمد بن حنبل کا کوئی ساتھی نہ تھا مسند احمد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسلام اجنبی شروع ہوا اور جیسا شروع ہوا ایسا ہی اجنبی ہو جائے گا۔ فرمایا: ہر قبیلے کے اجنبی اور ایک روایت میں فرمایا کہ وہ لوگ جو لوگوں میں فساد کے وقت اصلاح کریں۔

(ابو بکر الآجری الحنبلی)

ایک روایت میں فرمایا کہ:

وہ لوگ جو فتنوں سے اپنے دین کو بچا کر فرار ہو جائیں۔

ایک روایت میں فرمایا:

وہ لوگ جو لوگوں کے فساد کے وقت میں میری سنت کے ذریعے اصلاح کریں۔

(ترمذی ضعیف ہے)

ایک اور روایت میں فرمایا کہ:

بہت سے برے لوگوں میں بہت سے نیک لوگ ان کے نافرمان ان کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے (مسند احمد حدیث صحیح ہے)

امام اوزاعی رحمہ اللہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ: اسلام نہیں جائے گا اہل سنت ختم ہو جائیں گے حتی کہ ایک شہر میں ایک دو رہ جائیں گے صحیح بخاری میں مرداس سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

نیک لوگ ایک ایک کر کے ختم ہو جائیں گے اور نرا گند رہ جائے گا جیسے بالوں یا کھجور کا کچرا اللہ ان کی پرواہ نہیں کرے گا۔

حسن بصری رحمہ اللہ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں: اے اہل سنت نرمی اختیار کرو اللہ تم پر رحم کرے تم پہلے لوگ ہو۔ یونس بن عبید رحمہ اللہ نے فرمایا: سنت سے زیادہ اور کوئی شئ اجنبی نہیں اور اس سے زیادہ اجنبی وہ ہے جو اُسے جانتا ہو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت کو تھامنے والے کے لئے ایک شہید کا اجر ہے۔

(طبرانی)

معقل بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرج (یعنی قتل وفتنہ) میں عبادت میری طرف ہجرت کی طرح ہے۔ (صحیح مسلم)

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر پہلے لوگوں میں کوئی آج بھیج دیا جائے تو وہ اسلام میں صرف نماز کو ہی پہچان پائے گا پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر کوئی ان برائیوں میں رہے اور بدعتی کو دیکھے کہ وہ بدعت کی طرف دنیا دار دنیا کی طرف دعوت دیتا ہے تو پھر اللہ اُسے اِن سے محفوظ رکھے اور اس کا دل سلف کی طرف مائل ہو وہ ان کے آثار وسنن کی اتباع کرتا رہے اور ان کے منہج پر گامزن رہے اس کے لیے اجر عظیم ہے مبارک بن فضالہ رحمہ اللہ جو کہ بصرہ میں حدیث کے عالم تھے حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے غنی اور عیاش شخص کا تذکرہ کیا جو بااختیار ہو وہ مال چھین لیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس میں سزاء نہیں اور ایک گمراہ بدعتی کا تذکرہ کیا جو مسلمانوں پر خروج کرتا ہے اور اللہ نے جو آیات کفار کے بارے میں نازل کیں انہیں مسلمانوں پر فٹ کرتا ہے پھر فرمایا کہ: اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہارا عمل غالی وظالم اور عیاش وجاہل کے مابین ہونا چاہیے تم اُس پر صبر کئے رہو کیونکہ اہل السنۃ ہمیشہ کم ہی ہوتے ہیں جو عیاش کی عیاشی اور بدعتی کی خواہش کا ساتھ نہیں دیتے اور تاحیات سنت پر کاربند رہتے ہیں پس تم بھی ایسے ہی ہو (ان شاء اللہ) پھر فرمایا: اگر کوئی شخص ان برائیوں کو دیکھے کہ ہر ایک اپنی طرف بلاتا ہے اور وہ کہے کہ میں صرف سنت نبوی کا طالب ہوں تو اس کے لیے اجر عظیم ہے تم بھی ایسے ہی بن جاؤ۔ مورق رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی اطاعت پر کاربند رہنے والا جب لوگوں سے

علیحدہ ہوجائے وہ ایسے ہے جیسے لوگوں سے بھاگنے کے بعد ڈٹ کر حملہ کرنے والا۔ابوالسادات ابن اثیر رحمۃ اللہ نہایہ میں فرماتے ہیں: یعنی جب لوگ اطاعت چھوڑ دیں اور اُس سے بیزار ہوجائیں تو اس کو تھامنے والے کے لیے ایسا ثواب ہے جیسا ثواب جنگ میں لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد تنہا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے کے لیے ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق بھی ہم کچھ ذکر کردیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (آل عمران:104)

اور تم میں ایک جماعت ہو جو خیر کی دعوت سے اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (التوبة:71)

مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں وہ ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ م بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ، كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ.

(المائدہ:78-79)

بنی اسرائیل میں سے کفر کرنے والوں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کرتے برائی سے روکتے نہیں تھے اسے کرتے تھے ان کا فعل بہت ہی برا ہے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ

ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ. (الاعراف:165)

جب انہوں نے وہ نصیحت بھلادی جو انہیں کی گئی ہم نے اُن لوگوں کونجات دی جو برائی سے روکتے تھے اوران لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا برے عذاب کے ساتھ پکڑلیا کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

اس بارے میں اور بہت سی احادیث بھی ہیں۔

❁ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو برائی دیکھے اُسے اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے اس کی طاقت نہیں تو زبان سے اس کی طاقت نہیں تو دل سے اور یہ کمزور ایمان ہے۔(صحیح مسلم)

❁ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے پہلی امت میں اللہ نے جتنے نبی بھیجے اسی کی امت سے کچھ حواری اور ساتھی تھے جو اس کی سنت پر عمل کرتے اور اس کا حکم مانتے پھر اس کے بعد برے کچھ جانشین آئے جو کہتے وہ کرتے نا اور جو کرتے اس کا انہیں حکم نہ ہوتا پس جس نے اُن سے اپنے ہاتھ سے جہاد کیا وہ مومن اور جس نے اُن سے اپنی زبان سے جہاد کیا وہ مومن اور جس نے ان سے دل جہاد کیا وہ مومن اس کے بعد رائی کے دانے برابر ایمان نہیں۔(صحیح مسلم)

❁ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا: جب میری امت میں نافرمانیاں ظاہر ہوجائیں گی تو اللہ ان سب کو اپنے عذاب میں شامل کرلے گا۔ میں نے کہا: کیا اُس وقت ان میں نیک لوگ نہ ہوں گے۔فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے کہا: تو اُن کے ساتھ ایسا کیوں کیا جائے گا؟۔فرمایا: اُن کے ساتھ وہی ہوگا (البتہ پھر وہ) جو لوگوں کے ساتھ ہوگا وہ اللہ کی بخشش اور رضامندی کی طرف چلے جائیں گے۔(مسند احمد)

❁ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہلاک کردیا جائے گا جب کہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے۔فرمایا: ہاں جب خباثت بڑھ جائے گی۔

(صحیح بخاری)

۞ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے یا پھر عنقریب اللہ تم پر اپنا عذاب بھیج دے گا پھر تم دعائیں کرو گے اور انہیں قبول نہ کیا جائے گا۔(ترمذی)

۞ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلوں میں جب کوئی غلطی کرتا اُس کے پاس روکنے والا آتا پھر اگلے دن اس کے ساتھ بیٹھ کر کھاتا پیتا گویا کہ گزشتہ کل اسے غلطی پر دیکھا ہی نہ تھا جب اللہ نے اُن کی یہ حالت دیکھی ان کے دلوں کو گڈ مڈ کر دیا پھر اُن پر اُن کے نبی داؤد و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی لعنت کروائی کیونکہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھتے تھے اور اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے اور خطاء کار کا ہاتھ پکڑو گے اور اس کے سامنے حق بیان کرو گے ورنہ اللہ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے پر دے مارے گا پھر تم پر لعنت کرے گا جس طرح اُن پر کی۔(احمد ۔ابوداؤد۔ترمذی۔نسائی ضعیف ہے)

۞ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مہاجرین میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دسویں نمبر پر تھا نبی ﷺ نے اپنا چہرہ ہماری طرف کیا اور فرمایا: اے مہاجرین کی جماعت میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم پانچ خصلتیں اختیار کرو جس قوم میں فحاشی عام ہو جائے اور علی الاعلان کرنے لگے تو اللہ اُن میں ایسے پیروکار اور بیمار پیدا کر دیتا ہے جو ان کی گرفت میں نہ ہو اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اللہ انہیں قحط سالیوں اور تنگی مصیبت اور حاکم کے ظلم میں مبتلا کر دیتا ہے اور جو قوم اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک لے اللہ آسمان سے بارش روک لیتا ہے اگر جانور نہ ہوں تو بارش نہ ہو اور جو قوم عہد توڑ دے اللہ اُن پر باہر سے دشمن مسلط کر دیتا ہے جو ان کی زیر ملکیت کا کچھ حصہ چھین لیتا ہے اور جو حاکم اللہ کے نازل کردہ سے غافل ہو جائے اللہ اُن کے مابین تنگی ڈال دیتا ہے۔(ابن ماجہ)

❁ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی حدود کوتاہی اوران کو پامال کرنے والے کی مثال اس قوم کی مانند ہے جوکسی کشتی میں تقسیم ہوجائیں بعض اوپر چلے جائیں اور بعض نیچے جب نیچے والوں کو پانی کی طلب ہوتو وہ اوپر والوں کے پاس جائیں پھر یہ سوچیں کیوں نہ ہم اپنے حصے میں ایک سوراخ کرلیں اور اوپر والوں کوتکلیف نہ دیں اب اگرانہوں نے اُن کو چھوڑ دیا اورانہیں ارادہ پورا کرنے دیا سب ہلاک ہوجائیں گے اوراگران کا ہاتھ پکڑلیا تو خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچالیں۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ کی حدود قائم کرنے کا معنیٰ ہے اس کا دفاع کرنے والا اور حدود سے مراد وہ امور ہیں جن سے اللہ نے منع کیا اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں جنہیں ہم نے ایک الگ رسالے میں جمع کیا ہے اور مکمل وضاحت کی ہے۔

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ کی جانب سے عبداللہ آل علی وحمود وعلیٰ آل عبداللہ کی طرف۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کوسلام کرنے اور حال احوال پوچھنے کے لیے خط لکھا اللہ ہماری اور آپ کی دنیا آخرت کوسنوار دے اور ہمیں اور آپ کو پاکیزہ اور اطاعت والی زندگی عطاء کرے میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور زیادہ سے زیادہ خیر کے کام کرنے اور توحید کی معرفت حاصل کرنے کی وصیت کرتا ہوں جس توحید کی طرف شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے دعوت دی آج کل اکثر لوگ نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھتے ہیں اس دور میں صبر کرنا انگارہ پکڑنے کے مترادف ہے ہر دور سابقہ دور سے برا ہے جہلاء اور نافرمان فتوے دے کر لوگوں کوگمراہ کررہے ہیں اور جس کے پاس کچھ علم ہے وہ دنیاداروں کے چہرے (مزاج) دیکھتا ہے اور جو آج بھی انصاف کرے وہ سرخ یاقوت سے زیادہ قیمتی ہے حق کی اپنی ہی نورانیت ہوتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک روشن دین پر چھوڑے جارہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔حق اجنبیت کی انتہاء میں بھی الگ دکھائی دیتا ہے اور مومن کا دل اسے دیکھ کر پگھل جاتا ہے

ہمیں یقین ہے کہ اس دور میں دین دار کے پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کے برابر اجر ہے کیونکہ ہر جگہ شرک و برائی ہے اور نماز ضائع کی جاتی ہے اسلام برائے نام رہ گیا ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ صورت حال کے مطابق ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں اپنی سیدھی راہ پر رکھے اور اسلام پر موت دے اور انبیین صدیقین شہداء صالحین میں شامل کرے جن پر اُس نے انعامات کیے ایک حدیث میں فرمایا: کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا اسی میں مومن کا دل پگھل جائے گا۔ یہی تو وہ دور ہے لیکن ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہم اس کی حقیقت محسوس نہیں کر پاتے اسلام کی اجنبیت بہت بڑھ چکی جہلاء کی کثرت اور ان کی عداوت کے باوجود جسے اللہ اس توحید کی معرفت کی توفیق دے جو بندوں کے ذمے اللہ کا حق ہے تو اس سے بڑھ کر اور اجنبیت کیا ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَ بِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ.

(یونس:58)

کہہ دیجئے اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی بناء پر وہ خوش ہوں یہ ان کی جمع پونجی سے بہتر ہے۔

ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے توحید پر موت کی دعا کرتے ہیں جو کہ خالص اللہ کی عبادت کرنے کا نام ہے۔ حسن رحمہ اللہ کا قول بہترین ہے انہوں نے اپنے تعریف کردہ دور کو دیکھ کر فرمایا کہ ہر آنے والا دور پہلے والے سے برا ہوگا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے اس کی وجہ جہالت کا غلبہ، علم کی کمی اور عادت کا غیر مالوف ہونا اور برائی کا انکار نہ کرنا ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ سے سوال ہوا

سوال حدیث ''جس نے اسلام میں اچھی سنت جاری کی اس کے لئے اس کا درجہ بھی ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی'' کی وضاحت فرمائیں۔

جواب مذکورہ حدیث صحیح ہے لیکن اہل بدعت کے حق میں دلیل نہیں اس حدیث کی وجہ یہ بنی کہ جب نبی علیہ السلام نے لوگوں کو صدقہ وخیرات کی ترغیب دی تو ایک انصاری اپنے ہاتھ بھر کر درہم لایا جو اس سے

اٹھائے نہ جارہے تھے پھراس کے بعدلوگ اپنی طاقت کےمطابق مال لانے لگےاس سے نبی علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ’’جواسلام میں اچھاطریقہ جاری کرے اس کے لئے اس کا اجر بھی ہے ان لوگوں کا اجر بھی جو اسے اپنائیں قیامت کے دن تک اوران کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہ کی جائے گی ‘‘۔یہاں اچھائی سے مرادایسا باب ہے جو بند پڑا تھا کسی نے اسے کھول دیا اورلوگ اس کی اقتداء کرنے لگے جس طرح اس انصاری نے کیا کہ درہموں کی پوٹلی لے آیا پھرلوگ اس کے بعدصدقہ کرنے لگے یا جیسے وہ شخص جوایسے شہر میں تھا جہاں کےلوگ دس محرم کا روزہ نہ رکھتے تھےاس نے دس محرم وغیرہ کا روزہ رکھا تو لوگ اس کی اقتداء میں ایسا کرنے لگے۔

حدیث سے یہ دلیل لینا کہ جوکسی قول یاعمل کی ابتداء کرے جوکہ اچھا ہواور پھر کہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے درست نہیں کیونکہ حدیث کےالفاظ ہیں’’جس نے اسلام میں اچھی سنت جاری کی‘‘ یہ نہیں فرمایا کہ جس نے اسلام میں اچھی بدعت جاری کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بدعت گمراہی ہے۔یہ ایک جامع حدیث ہے ایسے ہی یہ بھی فرمایا کہ:’’جوہمارے اس دین میں ایسا کام کرے جس کا اس سے تعلق نہ ہوتو وہ مردود ہے‘‘ یہ ایسی حدیث ہے جس پراسلام کا مدار ہے جیسا کہ امام احمد نے فرمایا کہ اسلام کا مدار تین احادیث پر ہے۔عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اعمال کا دراومدار نیتوں پر ہےاور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو ہمارے دین میں ایسانیا کام کرے جس کا اس سے تعلق نہ ہوتو وہ مردود ہےاور یہ حدیث جس میں فرمایا:’’حلال واضح ہےاورحرام بھی واضح ہے......‘‘ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ میں فرمایا کرتے تھے کہ:’’اپنے آپ کو دین میں نئے کاموں سے بچاؤ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا چنانچہ جو نیا کام کرے اگر وہ اچھا ہواور کہے کہ یہ بدعت حسنہ ہےتو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی مخالفت کرر ہاہے کہ ہر بدعت گمراہی ہےاور جو کام صحابہ وتابعین وغیرہ نے کئے ان پر بدعت کا اطلاق نہیں ہوتا وہ لغوی بدعت ہیں جیسے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ یہ اچھی بدعت ہے یعنی تراویح کی جماعت اور جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جمعہ کے دن پہلی اذان کا اضافہ کیا یہ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کہ ہر بدعت گمراہی ہے کے تحت نہیں آتے کیونکہ شریعت میں ان کی اصل موجود ہے نیز یہ

خلفائے راشدین کی سنت ہے اوران کی سنت کی اتباع واجب ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا:تم پر میری سنت اورمیرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع لازم ہے۔اب جو اچھی بدعت نکالے اوراسے بدعت حسنہ قرار دے تو اس کے دعوے سے لازم آتا ہے کہ اس کے نزدیک ہر بدعت گمراہی نہیں اور یہ نبی علیہ السلام کی مخالفت ہے اگر یوں کہا جائے تو مناسب ہے کہ اس کا حسن ان اعمال سے ثابت ہے جو حدیث کے تحت آتے ہیں یہ لغوی طور پر بدعت ہیں نہ کہ شرعاً۔اس کے بعد کچھ مثالیں دیں جیسے عمر رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو تراویح کے لئے جمع کر دینا، جمعہ کی پہلی اذان،عثمان رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کردینا۔ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مانعین زکاۃ سے قتال کرنا وغیرہ۔جو بدعت مذموم ہے اس سے وہ بدعت مراد ہے جس کا کرنا نہ اللہ نے مشروع کیا نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عیدین کی اذان کا انکار کیا کیونکہ ایسا نبی علیہ السلام نے نہیں کیا اگرچہ ایسا کرنے والا اللہ کا یہ فرمان دلیل کے طور پر پیش کررہا تھا کہ ﴿:وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ (فصلت:33) اورجو اللہ کی طرف بلائے اس سے بڑھ کر کس کا قول اچھا ہوگا﴾ ایسے ہی انہوں نے نماز سے قبل خطبہ عید اور خطبہ میں دونوں ہاتھ بلند کرنے کا انکار کیا جبکہ دعاء کے لئے دونوں ہاتھ بلند کئے جاتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے لیکن اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت نہیں ۔اس طرح کے بہت سے آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول ہیں۔ابن وضاح نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ مسجد میں کنکریوں پر تسبیح پڑھ رہے ہیں آپ ان کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر شخص کے آگے کنکریوں کا ڈھیر ہے انہوں نے انہیں مار مار کے مسجد سے نکال دیا اور فرمایا کہ تم اندھیری بدعت لاکر اصحاب رسول سے زیادہ علم کا دعویٰ کرنا چاہتے ہو۔ایک اور موقع پر انہیں معلوم ہوا کہ لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں پھر کوئی ایک کہتا ہے کہ اس طرح تہلیل کہواس طرح تسبیح کہواس طرح تکبیر کہواور لوگ اس طرح کہنے لگتے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں گمراہ ہو۔

غور کیجئے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرز عمل کا انکار کیا جبکہ ممکن ہے کہ وہ اللہ کے اس فرمان کے تحت آئے کہ : ﴿اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا. (الاعراف:41) تم کثرت سے اللہ کا ذکر کرو﴾ درحقیقت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ہیئت وکیفیت کا انکار کیا جو صحابہ میں معروف نہ تھی اور فرمایا کہ اتباع کرو بدعت نہ نکالو تم کفایت کر دیئے گئے ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے راستے پر چلو اگر ہماری اتباع کرو گے تو بہت آگے نکل جاؤ گے اور اگر ہماری مخالفت کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ وغیرہ سے بدعت کی ردّ میں بہت سے اقوال وآثار منقول ہیں جیسا کہ امام احمد نے قاری کے لئے ناپسند کیا کہ وہ سورۃ اخلاص تین دفعہ مکرر پڑھے کیونکہ یہ طریقہ ثابت نہیں جبکہ سورت اخلاص کی فضیلت ثابت ہے ایسے ہی امام مالک اور سفیان وغیرہ نے جمعہ کی رات عشاء میں سورۃ جمعہ کی قراءت کو ناپسند کیا ہے کیونکہ اس سلسلے میں کچھ ثابت نہیں اگرچہ جمعہ سے اس سورت کی مناسبت ہے ایسے دو تراویح کے دوران دعاء اور موذن کا اذان سے قبل یہ کہنا کہ: ﴿وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا(اسراء:111)﴾ اور اقامت سے پہلے "اللهم صلی علی محمد" کہنا علماء نے ناپسند کیا ہے۔ ایسے ہی آج کل کچھ لوگوں نے جمعہ کے روز منبروں پر باآواز بلند درود پڑھنا شروع کر رکھا ہے اور اسے تذکیر کہتے ہیں اگر یہ کام بھلائی کا ہوتا تو ہم سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم اسے کرتے کیونکہ ان کا عمل بعد والوں کے لئے کافی ہے وہ خیر کو سب سے زیادہ جاننے اور چاہنے والے تھے تو جو دین میں کوئی کام نکال کر اس سے اللہ کا قرب چاہے اور اللہ یا اس کے رسول نے اسے قرب کا ذریعہ قرار نہ دیا ہو تو وہ دین میں ایسا کام کر رہا ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی فرمایا:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْم بِهِ اللّٰهُ.(شوریٰ:21)

کیا ان کے شرکاء ہیں جو ان کے لئے دین سے وہ کچھ شریعت قرار دیتے ہیں جس کا حکم اللہ نے نہیں دیا۔

ایسا کرنے والا یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جس چیز کا علم نہ تھا اس کا علم اسے ہو گیا یا پھر یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جس چیز کا علم تھا لیکن انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اس سے سابقین اولین مہاجرین اور انصار کو جاہل سمجھنا یا بے عمل سمجھنا لازم آتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے بعد والوں کے لئے کافی ہیں اور اتباع میں خیر جبکہ بدعت میں شر ہے اگر کوئی اذان دے اور معروف تعداد میں کمی بیشی کر دے کیا اس کا یہ عمل درست ہوگا

جبکہ وہ ذکر کی فضیلت کو بطور دلیل پیش کرے کہ فرمایا: ﴿اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا. (الاحزاب:41) تم کثرت سے اللہ کا ذکر کرو﴾ ایسے ہی زیادہ خیر کا حوالہ دے کر فرمایا: ﴿وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (الحج: 77) اور تم خیر کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ﴾ ایسے ہی مزید دلائل؟ ہرگز نہیں ہمارا دین نعمت اسلام مکمل و تمام ہے اللہ نے اسے ہمارے لئے پسند کرلیا ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اسی پر موت دے آمین۔

قصہ ہجرت میں مذکور فوائد کا بیان: شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم ان باتوں سے ابتداء کرتے ہیں جن کا تعلق توحید سے ہے۔ فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ. (الحج:40)

وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا کسی حق کے بغیر مگر اس بناء پر کہ وہ کہتے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ۔

① تمام وجوہات غلط ہیں صرف یہی وجہ درست ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

② آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین نے ایسی چیز مسلط کر دی جس کا آپ مقابلہ نہ کر سکتے تھے حتی کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

③ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافر گائیڈ کے محتاج تھے۔

④ راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصانعت سے کام لیا کہ پہلے دونوں یمن کی جانب چلے۔

⑤ سراقہ بن مالک نے اس حالت میں کہا کہ مجھے تم دونوں کی بددعا لگ گئی سو اللہ سے میرے حق میں دعاء کیجئے جبکہ آج کل لوگ سمجھتے ہیں کہ طاغوت نفع نقصان دے سکتا ہے۔

⑥ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی سے مصالحت کا محتاج ہونا۔

⑦ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عبداللہ بن ابی جیسے منافقین کو برداشت کرنے کا محتاج ہونا۔

⑧ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنفس نفیس مسجد بنانا۔

⑨ آپ ﷺ کا کہنا اور لوگوں کا کہنا کہ نہیں اللہ کی قسم ہم اس کی قیمت کو اچھا نہیں سمجھتے مگر اللہ کے لئے وقف ہے۔

⑩ مسجد قباء کا تقویٰ کی بنیاد پر اور مسجد ضرار کے مقابل ہونا۔

اب وہ امور جن کا تعلق نبوت کی نشانیوں سے ہے۔

① ان مہینوں اور غار اور سفر ہجرت میں اللہ کا آپ کو سراقہ وغیرہ سے بچا کر رکھنا اس بارے میں یہ آیت اتری کہ: ﴿وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (الانفال:30) اور جب کافر لوگ تیرے خلاف مکر کر رہے تھے﴾

② اس رات اللہ کا آپ ﷺ کو کفار کی سازش بتا دینا۔

③ سراقہ کے خلاف آپ ﷺ کی بددعا کا قبول ہو جانا۔

④ مدینہ کے بخار کے ختم ہو جانے سے متعلق آپ ﷺ کی دعا کا قبول ہو جانا۔

⑤ اس بخار سے جحفہ چلے جانے سے متعلق آپ ﷺ کی دعا کا قبول ہونا۔

⑥ ام معبد کی بکریوں کا دودھ دینا۔

⑦ آپ ﷺ کی حسین صورت کا تذکرہ۔

⑧ آپ ﷺ کے حسن اخلاق کا تذکرہ۔

⑨ آپ ﷺ کا بامروت ہونا دیتے پر لیتے نہ جیسا کہ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قیمت دینے کا کہا۔

⑩ آپ ﷺ کا خاص طور مگر اس سفر کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چننا جس کا فائدہ اپنے موقع پر ظاہر ہوا۔

⑪ اس عورت نے جو کچھ کیا۔

اب وہ امور جن کا تعلق فضائل صحابہ سے ہے۔

① ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا کوئی مقابلہ نہیں۔

(۲) عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت وقوت۔

(۳) عثمان رضی اللہ عنہ کا افضل اور مقدم ہونا لیکن اس کا تعلق ہجرت اولیٰ سے ہے۔

(۴) علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کیا۔

(۵) مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

(۶) ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

(۷) اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

(۸) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

(۹) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

(۱۰) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

(۱۱) عقبہ والوں کی فضیلت۔

(۱۲) انصار کی فضیلت۔

(۱۳) ان کے نسب کا تذکرہ۔

(۱۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی الفت۔

(۱۵) سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کی فضیلت۔

(۱۶) مدینہ کے قبائل کا بیان۔

ہجرت کے واقعہ میں مذکور فقہی مسائل۔

(1) اکیلا اللہ ہی ہدایت اور گمراہی دیتا ہے اس عظیم معاملے کا تذکرہ اس فرمان میں ہے: ﴿**ولما جاء هم كتاب من عندالله مصدق لما معهم** (آل عمران: 81) اور جب ان کے پاس اللہ کی کتاب آئی جو ان کے پاس موجود (تورات) کی تصدیق کرتی ہے﴾

(2) ہدایت کا سبب۔

(3) گمراہی کا سبب۔

(4) نفاق کی بنیاد اور اسباب۔

(5) ﴿وَّ هَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا﴾ (الکھف:10) اور ہمارے لئے ہمارا معاملہ راہ یافتہ کر دے ﴿اس فرمان کی وضاحت آپ کی یہ دعا کرتی ہے کہ یا اللہ میرے صحابہ کے لئے ان کی ہجرت برقرار رکھ اور انہیں ان کی ایڑیوں کے بل مت پھیرنا۔

(6) اس قصہ میں موجود تنگی و سختی کہ انبیاء کو اولاً آزمایا جاتا ہے پھر بالآخر انجام انہی کے حق میں ہوتا ہے۔

(7) اب تک آذان مشروع نہ تھی۔

(8) اب تک قتال مشروع نہ تھا۔

(9) ہجرت افضل عمل ہے جس نے اس میں تاخیر کی وہ فتنہ میں ڈال دیا گیا۔

(10) اللہ کا اعمال کو سالم کرنے کی طرف بلانا ان امور سے جو انہیں ناقص یا خراب کر دیتے ہیں۔

(11) اہم کاموں میں اللہ سے خصوصی مدد مانگنا۔

(12) عندیہ ظاہر کرنا۔

(13) کفار کے خلاف کفار کی مدد لینا۔

(14) انسان کتنا ہی کامل ہو مشورے کا محتاج ہوتا ہے۔

(15) چھوٹے بچے کی خبر کی تصدیق کرنا جبکہ وہ سچا ہو جیسا کہ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی تصدیق۔

(16) بچے پر اعتماد ہو تو اسے راز بتا دینا۔

(17) انبیاء کے مقامات کا قصد کرنا مشروع نہیں جیسا کہ آپ کے غار کا قصد کر کے جانا غیر مشروع ہے۔

(18) خوشی کے وقت تکبیر کہنا۔

(19) آنے والے سے ملاقات کرنا۔

(20) پرانی مسجد کی فضیلت۔

[21] اپنا گھر بنانے سے پہلے اللہ کا گھر بنانا۔

[22] آپ کا مٹی کو منتقل نہ کرنا۔

[23] حالت تبدیل ہونے سے پاکی ہوسکتی ہے۔

[24] مساجد کو مزین نہ کرنا مسنون ہے۔

[25] مسجدیں بنانے میں تعاون کرنا۔

[26] صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے کا خیال رکھنا تسلی دینا۔

[27] ضیافت میں کوئی حرج نہیں نہ ہی اس سے کمی واقع ہوتی ہے۔

[28] صلہ رحمی کرنا چاہیئے۔

[29] نانا کے ماموں بھی قرابت دار ہیں۔

[30] مساجد بنانے میں مشرکین کے طریق کی مخالفت کرنا۔

[31] یتیم کی جائداد مصلحت کی خاطر بیچ دینا۔

[32] قبرستان جب ختم ہوجائے قبرستان کا نام نہ رہے تو اس سے متعلق نہی بھی ختم ہوجاتی ہے۔

[33] مصلحت کے تحت مشرکین کی قبریں اکھاڑنا۔

[34] منافقین اور کفار کی ایذا پر صبر کرنا اس میں سے بعض منسوخ ہے۔

[35] مدینہ کی طرف ہجرت کا واجب ہونا۔

[36] ہجرت میں تعاون کرنے والے کا افضل ہونا جیسا کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے قصے سے معلوم ہے۔

[37] معین کافر پر لعنت کا جائز ہونا۔

[38] اشعار پڑھنا۔

[39] کھیل کھیل میں رجزیہ اشعار پڑھنا۔

[40] بعض اوقات بلند آواز سے شعر پڑھنا۔

[41] تمنا کرنا۔

[42] اللہ سے دعا کرنا کہ ایسے محبوب سے پھیر دے جو غیر کی محبت کی وجہ سے فوت ہو رہا ہو۔

[43] بلال رضی اللہ عنہ کا ترنم کم ہو گیا تھا ان کے قول ''وہ لوگ بیماری کی وجہ سے نامعقول بکتے ہیں'' کی وجہ سے البتہ ان پر انکار نہ کیا گیا۔

[44] بڑی بڑی ناپسندیدگیاں بڑی بڑی پسندیدگیوں کا سبب بن جاتی ہیں۔

[45] کافر نے جس بات کو دین کی پستی کا سبب بنایا وہ اس کی عزت کا سبب بن گیا۔

[46] جس بات کو دشمن کی ذلت کا سبب بنایا وہ اس کی عزت کا سبب بن گیا۔

[47] ہجرت کی عظمت کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے تاریخ کا حصہ بنا دیا۔

اور فرمایا: سیرت کے چھ مقامات کو اچھی طرح سمجھ لو شاید اللہ ان کی بدولت دین انبیاء کی اتباع اور دین مشرکین کو ترک کرنے کی توفیق دیدے اکثر دیندار موحدین ان مندرجہ ذیل باتوں کو نہیں جانتے۔

① مقصد وحی: اس میں ہے کہ سب سے پہلے آیت اللہ نے اتاری کہ:

یٰٓاَیُّهَا الۡمُدَّثِّر، قُمۡ فَاَنۡذِر ...... وَ لِرَبِّکَ فَاصۡبِرۡ. (المدثر:1-7)

اے کمبل اوڑھنے والے کھڑا ہو پھر ڈرا......اور اپنے رب کے لئے صبر کر۔

آپ جانتے ہیں کہ مشرکین بہت سے گناہ کرتے تھے جیسے زنا وغیرہ اور یہ بھی کہ وہ بہت سے عبادات بھی کرتے تھے جن سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے جیسے حج عمرہ مساکین پر صدقہ ان کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ ان کے نزدیک شرک اللہ کے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ تھا جیسا کہ فرمایا:

مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَآ اِلَی اللّٰهِ زُلۡفٰی. (الزمر:3)

انہوں نے کہا ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

یَقُوۡلُوۡنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ. (یونس:18)

وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ.

(الاعراف:30)

انہوں نے شیطانوں کواللہ کے سوا دوست بنا رکھا ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

لہٰذا اللہ نے آپ کو سب سے پہلے شرک سے بچانے اور ڈرانے کا حکم دیا چوری قتل وغیرہ کی مذمت سے بھی پہلے۔آپ جانتے ہیں کہ بعض مشرکین بتوں سے تعلق رکھتے بعض فرشتوں سے اور بعض اولیاء اللہ سے اور کہتے کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اس کے باوجود آپ نے سب سے پہلے انہیں شرک سے ڈرایا اگر آپ نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا تو آپ کے لئے خوشخبری ہے جبکہ آپ جانتے ہیں کہ اس کے بعد نمازیں سب سے اہم فریضہ ہیں لیکن وہ بھی معراج کی رات فرض کی گئی دس ہجری میں ابوطالب کی موت اور شعب ابی طالب کی محصوریت کے بعد بلکہ ہجرت حبشہ کے بھی دوسال بعد اگر آپ نے نماز کی فرضیت سے قبل اس مسئلے کی اہمیت معلوم کر لی تو آپ سرفہرست مسئلہ سمجھ سکتے ہیں۔

(۲) جب نبی علیہ السلام نے انہیں شرک سے ڈرایا اور توحید کو بیان کیا تو انہوں نے اسے ناپسند نہ کیا بلکہ اسے اچھا سمجھا اور اس میں داخل ہونے کا ارادہ بھی کیا لیکن جب آپ نے ان کے دین کی برائی بیان کی اور ان کے بڑوں کو بے وقوف کہا اس وقت وہ آپ کے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی دشمنی پر اتر آئے اور کہنے لگے کہ اس نے ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف کہنا شروع کر دیا اور ہمارے دین میں عیب لگانے لگا ہے اور ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے جبکہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے عیسیٰ یا مریم یا فرشتوں یا صالحین کو برا نہیں کہا تھا لیکن جب آپ نے یہ کہا کہ انہیں پکارنا جائز نہیں اور یہ نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان تو انہوں نے اسے ہی برائی سمجھ لیا۔اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا دین اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک وہ مشرکین سے عداوت نہ رکھے اور ان سے بغض وعناد کی صراحت نہ کرے اگرچہ وہ موحد ہو شرک نہ کرتا ہو جیسا کہ فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. (المجادلة:22)

تو نہیں پائے گا ایسی قوم جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور پھر اللہ اور اس کے

رسول کے مخالفین سے محبت بھی کرتی ہو۔

یہ جان لینے کے بعد آپ کو یقین کر لینا چاہیے کہ اکثر دیندار اس بات سے ناواقف ہیں وگرنہ کس چیز نے مسلمانوں کو آمادہ کیا کہ وہ ظلم وستم اور قید وبند کی صعوبتیں جھیلتے رہیں اور حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں جبکہ نبی علیہ السلام لوگوں میں سب سے بڑھ کر رحم دل تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے ان کے لئے کسی طرح کی گنجائش نہ پائی اگر پاتے تو رخصت دے دیتے ایسا کیونکر ہوتا جب کہ اللہ نے فرمایا کہ:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتۡنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ. (العنکبوت:10)

بعض لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جب اسے اللہ کی راہ میں تکلیف دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھنے لگتا ہے۔

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جو ان سے زبانی موافقت کرتے تھے تو جو اس کے علاوہ یا اس سے بھی زیادہ کرے اس کا کیا حکم ہوگا۔

③ ابوطالب کا قصہ: جو اسے اچھی طرح جانتا ہے کہ ابوطالب توحید کا اقرار کرنا چاہتا تھا اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتا تھا اور مشرکین کو بے وقوف قرار دیتا تھا اور مسلمانوں سے محبت کرتا تھا اس نے اپنی زندگی اپنا مال اور اپنی اولاد وخاندان تاحیات اللہ کے رسول کے دین کی مدد میں لگائے رکھا بڑی مشقتیں جھیلیں عداوت وبغض کا مقابلہ کیا لیکن اسلام میں داخل نہ ہوا اور اپنے باپ عبدالمطلب وغیرہ کی عار کے سبب شرک سے براءت کا اظہار نہ کیا پھر جب رسول علیہ السلام نے قرابت داری اور اس کے احسانات کے سبب اس کے لئے استغفار کیا تو اللہ نے یہ آیت نازل کر دی کہ:

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ یَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اُولِیۡ قُرۡبٰی. (التوبۃ:113)

نبی اور اہل ایمان کو زیبا نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے استغفار کریں اگرچہ وہ قرابت دار ہی ہوں۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب احساء وبصرہ کا رہنے والا کوئی شخص جو دین سے اور مسلمانوں سے محبت کرتا ہے تو اکثر لوگ اسے مسلمان سمجھتے ہیں جبکہ وہ دین کی مدد نہیں کرتا نہ ہاتھ سے نہ مال سے نہ جان سے اور اس کے پاس ابوطالب جیسی صلاحیتیں بھی نہیں تو جو ابوطالب کا قصہ اور عصرِ حاضر کے حالات کے بہت سے لوگ دینداری کا دعویٰ کرتے ہیں سے مکمل طور پر واقف ہو اس کے سامنے ہدایت اور گمراہی واضح ہو جائے گی۔

④ قصہ ہجرت: اس میں بہت سے فوائد اور عبرتیں ہیں جنہیں اکثر قاری نہیں جانتے لیکن ہماری مراد ایک خاص مسئلہ ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو دین میں شک نہ کرتے تھے لیکن انہوں نے ہجرت نہ کی کیونکہ وہ اہل وعیال اور وطن سے محبت کرتے تھے پھر جب وہ بدر میں آئے تو مشرکین کے ساتھ زبردستی آئے اور جب ان میں سے کوئی قتل کیا جاتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا اور وہ افسوس کرتے تو اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَ سَآءَ تْ مَصِیْرًا، اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلاً، فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ، وَ کَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا۔ (النساء:97-99)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی؟ تم اس میں ہجرت کر لیتے تو ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ مگر جو مرد عورتیں اور بچے بے بس ہیں جنہیں نے تو کسی چارہ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے، اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

جواس قصے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس قول کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قت کر دیا میں غور کرے گا تو وہ جان لے گا کہ ان کے دین میں عیب نہ تھا نہ وہ مشرکین کے دین کو اچھا سمجھتے تھے اگر ان میں کوئی ایسی بات ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نہ کہتے کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا جبکہ اللہ نے ہجرت سے قبل مکہ میں ہی ان پر واضح کر دیا تھا کہ یہ ایمان لانے کے بعد کفر کرنا ہے۔فرمایا:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْم بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّم بِالْاِيْمَانِ.

(النحل:106)

جو ایمان لانے کے بعد کفر کرے مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

اس سے زیادہ واضح اللہ تعالیٰ کا گذشتہ فرمان ہے کہ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ: ﴿**قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ.** تم کس حال میں تھے﴾ وہ یہ نہیں کہتے کہ تمہاری کس طرح تصدیق ہو جواباً: ﴿**قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ.** وہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے﴾ اور نہ ہی فرشتے ان سے یہ کہتے ہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو کہ جس طرح اس شخص سے اللہ اور فرشتے کہیں گے کہ جو بہادری کے لئے لڑا حتی کہ قتل کر دیا گیا وہ کہے گا کہ میں تیری راہ میں لڑا حتی کہ قتل کر دیا گیا اللہ کہے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو اس لئے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے ایسے وہ عالم اور سخی سے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو نے علم حاصل کیا تا کہ کہا جائے کہ عالم ہے اور تو نے سخاوت کی تا کہ کہا جائے کہ سخی ہے۔لیکن ان لوگوں کو فرشتے جھوٹا نہیں کہہ رہے بلکہ ان کی بات کو قبول کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ: ﴿**قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا.** کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی اس میں تم ہجرت کر لیتے﴾ اس کے بعد والی آیت اس کی مزید وضاحت کرتی ہے کہ: ﴿**اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا.** مگر کمزور مرد اور عورتیں اور بچے جو کوئی حیلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی راہ پاتے ہیں﴾ یہ بہت ہی واضح ہے کہ یہ لوگ وعید سے خارج ہیں لہٰذا شبہ باقی نہ رہا لیکن اس کے لئے جو علم کا طالب ہو بخلاف جو طالب نہ ہو بلکہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا:

صُمٌّم بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. (البقرہ:18)

بہرے، گونگے، اندھے ہیں وہ لوٹ نہیں سکتے۔

جو اس مقام کو اچھی طرح سمجھ لے وہ حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ قول بھی سمجھ جائے گا کہ: ایمان آراستہ ہونے یا تمنا کرنے کا نام نہیں بلکہ وہ ہے جو دلوں میں راسخ ہو جائے اور اعمال اس کی تصدیق کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ. (فاطر:10)

اسی کی طرف چڑھتی ہے اچھی بات اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے۔

⑤ نبی علیہ السلام کی موت کے بعد ارتداد کا قصہ: جس کسی نے آپ کی موت کا سنا اور اس کے دل میں شیطان کا شبہ موجود تھا اس نے آپ کی موت کا انکار کر دیا حالانکہ یہ شرک ہے لیکن وہ لا الہ الا اللہ کا بھی اقرار کرتے ہیں اور اس کے اقرار کرنے والے کی تکفیر نہیں کی جاتی اس سے بڑھ کر یہ کہ جنگل کے وحشی قبائل بھی لا الہ الا اللہ کہتے ہیں لیکن اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں تو اس اعتبار سے تو وہ مسلمان ہوئے اور اسلام ان کے مال و جان کو حرام قرار دیتا ہے جبکہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کو ترک کر دیا ہے اور وہ رسالت کے بھی منکر ہیں اور جو اس کا اقرار کرے اس کے ساتھ اور اللہ کی شریعتوں کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور اپنے آباء کے دین کو انبیاء کے دین پر فوقیت دیتے ہیں اس سب کے باوجود یہ نام نہاد سرکش اور جاہل شیطانی علماء اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ یہ وحشی قبائل مسلمان ہیں اگرچہ مذکورہ تمام کام کرتے ہیں لیکن لا الہ الا اللہ بھی کہتے ہیں ان کی اس بات سے تو لازم آتا ہے کہ یہودی بھی مسلمان ہیں کیونکہ وہ بھی لا الہ الا اللہ کہتے ہیں جبکہ وحشیوں کا کفر یہود کے کفر سے بڑھ کر بھی ہے اس ارتداد کے پورے قصے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ارتداد کے مختلف درجے ہیں بعض نے نبی علیہ السلام کی تکذیب کر دی اور بت پرستی کی طرف پلٹ گئے اور کہنے لگے اگر وہ واقعی نبی ہوتے تو انہیں موت نہ آتی اور بعض نے شہادتین کا اقرار باقی رکھا اور مسیلمہ (الکذاب لعنہ اللہ) کی نبوت پر ایمان لے آئے اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نبوت میں شریک کر دیا تھا کیونکہ مسیلمۃ الکذاب نے اس طرح کے دعوے کر کے اس کے جھوٹے دلائل پیش کئے تھے جن کی بہت سے لوگوں نے تصدیق کر دی اس کے باوجود علماء

کا اجماع ہے کہ وہ مرتد ہیں اگر چہ جاہل ہیں اور جو ان کے مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے
تو جب آپ نے یہ جان لیا کہ علماء کا اجماع ہے کہ جن لوگوں نے نبی علیہ السلام کی تکذیب کی بت پرستی کی
طرف پلٹ گئے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور بعض جنہوں نے صنعاء کے اسود عنسی کی تصدیق کی یہ سب
اجماع علماء کے مطابق مرتد ہیں کچھ اور اقسام بھی ہیں جیسے فُجاءۃ السلمی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس وفد لے کر آتا
ہے اور مرتدین کے خلاف قتال کا ارادہ ظاہر کرتا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مدد چاہتا ہے آپ اسے اسلحہ اور
ساز وسامان دے دیتے ہیں پھر وہ پلٹ جاتا ہے اور مسلمان کافر کے امتیاز کے بغیر ہر ایک سے مال
چھین لیتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے خلاف قتال کے لئے ایک لشکر بھیجتے ہیں پھر جب وہ اس لشکر کو دیکھتا ہے
تو امیر لشکر سے کہتا ہے تو بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقرر کردہ امیر ہے اور میں بھی اور میں نے کفر نہیں کیا وہ کہتے
ہیں اگر تو سچا ہے تو پھر ہتھیار پھینک دے وہ پھینک دیتا ہے پھر اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا جاتا
ہے وہ اسے زندہ آگ میں جلانے کا حکم دیتے ہیں تو جب اس شخص کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ
فیصلہ تھا جبکہ وہ ارکان اسلام کا پابند تھا تو جو اسلام کی کسی ایک بات کا بھی اقرار نہ کرے سوائے اس کے
کہ وہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے لیکن اس کے معنی کی تکذیب کرتا ہے اور دین محمدی سے براءت کرتا
ہے اور اللہ کی کتاب نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ یہ نیا دین ہے جبکہ ہمارا دین ہمارے آباء واجداد کا دین ہے
اور پھر یہ جاہل سرکش علماء اس کے بارے میں کہیں کہ یہ مسلمان ہے اگر چہ مذکورہ تمام برائیاں بھی ہیں
لیکن چونکہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے اس لئے مسلمان ہے تو یہ سب بہتان ہے افتراء ہے اس سے
زیادہ کچھ نہیں ایک جنگلی جو ہمارے پاس آیا اور اس نے آکر ہم سے اسلام کے بارے میں کچھ سنا
تو کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم سب کافر ہیں یعنی وہ اور دیگر جنگلی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جو ہمیں
مسلمان کہتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

شیخ محمد عبد الوہاب رحمہ اللہ نے فرمایا: جو لوگ توحید اور شرک سے براءت کا اقرار کریں کیا اس مسئلے کو ترک
کرنے سے دشمنی اور قطع تعلقی واجب ہو جاتی ے جیسے زنا یا چوری یا مسلمانوں کے اموال لوٹنا یا نہیں؟
تو ان کے مابین اللہ کی کتاب کا حکم یہ ہے فرمایا:

لاَ تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْآ اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ. (المجادلة:22)

تو نہ پائے گا ایسی قوم جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو پھر محبت کرے ان لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہوں اگر چہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے رشتے دار ہوں۔

اور شیخ محمد اور حمد ناصر کے بیٹوں نے فرمایا: رحمۃ اللہ علیہم، اور تمہارا قول کہ جو دعوت قبول کرے اور توحید کا اقرار کرے شرک سے براءت کرے کیا اس پر ہجرت واجب ہے جبکہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ تو ہم کہتے ہیں کہ: ہجرت ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو اپنے علاقے میں اپنے دین کو ظاہر نہ کرسکتا ہو جبکہ وہ ہجرت کرنے پر قادر ہو اس پر اللہ کا یہ فرمان دلیل ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْآ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَ تْ مَصِيْرًا. (النساء:97)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی؟ تم اس میں ہجرت کر لیتے تو ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

البتہ جو ہجرت پر قادر نہ ہو تو اللہ نے ایسے لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ فرمایا:

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ. (النساء:98)

مگر کمزور مرد اور عورتیں۔

اور فرماتے ہیں: آپ کی یہ بات کہ ہم کہتے ہیں کہ جب انسان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرسکتا ہو تو اسے ہجرت کرنی چاہیئے تو ہم اس مسئلے میں کہتے ہیں کہ بقول علماء ہجرت اس پر واجب ہے جو اپنے

علاقے میں اپنے دین کا اظہار نہ کرسکتا ہو دارالحرب میں ہو اگر اپنے دین کے اظہار پر قادر ہو تو اس کے لئے ہجرت مستحب ہے نہ کہ واجب بعض علماء اسے واجب کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو مسلمان مشرکوں کے درمیان رہے میں اس سے بری ہوں۔ تو اگر علاقہ دارالحرب ہے اور وہاں کفر غالب نہیں ہے تو ہم ہجرت کو واجب قرار نہیں دیتے اس صورت میں اس میں رہنا نافرمانی ہے ہم حدیث کہ تم میں سے جو برائی دیکھے اسے ہاتھ سے بدل ڈالے......کو اسی معنی پر محمول کرتے ہیں۔

شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ

شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: جان لے جب کوئی انسان مشرکین کے خوف یا ان کی چاپلوسی کے لئے ان کے دین سے موافقت ظاہر کرے تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہے تو وہ بھی انہی کی طرح کافر ہے اگرچہ ان کے دین کو ناپسند کرتا ہو اس سے بغض رکھتا ہو اور اسلام اور مسلمانوں سے محبت کرتا ہو جبکہ اس سے کفر بھی صادر نہ ہوا تو جو کفر کے غلبے کی جگہ رہتا ہو اور ان کی اطاعت کرتا ہو اور ان کے باطل دین کی موافقت کرتا ہو اور مال کے ذریعے ان کی مدد کرتا ہو ان سے دوستی لگاتا ہو او رمسلمانوں سے قطع تعلق کرتا ہو اور مشرک کے لشکر کا ایک فرد بن جائے جبکہ توحید و اخلاص کا ایک فرد تھا تو اس کے کافر ہونے میں کوئی مسلمان شک نہیں کرسکتا یہ اللہ اور اس کے رسول کا بہت بڑا دشمن ہے الا یہ کہ اسے مجبور کردیا جائے کہ مشرکین اسے قابو میں کر کے کہیں کہ کفر کر یا پھر ہم تجھے قتل کردیں گے یا اسے شدید تشدد کا نشانہ بنائیں حتی کہ وہ ان کی موافقت کرے تو اس کے لئے زبان سے ان کی موافقت جائز ہے جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور علماء کا اجماع ہے کہ جو مذاق میں کلمہ کفر کہہ دے وہ کافر ہے تو جو دنیا کے خوف یا لالچ سے کفر کرے وہ کافر کیوں نہ ہو میں اس سلسلے میں اللہ کی توفیق سے بعض کے دلائل ذکر کرتا ہوں:

① اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ.(البقرہ:120)

اور ہرگز یہود اور نہ ہی نصاریٰ راضی ہوں گے حتی کہ تم ان کے دین کی اتباع کرلو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ صراحت فرمادی کہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین نبی علیہ السلام سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک کہ وہ ان کے دین میں داخل نہ ہو جائیں یا انہیں حق پر تسلیم نہ کرلیں۔ پھر فرمایا:

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ. (البقرہ:120)

آپ کہہ دیں کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور آپ نے اپنے پاس علم آنے کے بعد ان کی خواہشات کی اتباع کی تو اللہ کی طرف سے آپ کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ ہی مددگار۔

ایک اور جگہ فرمایا:

اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ. (البقرہ:145)

اس وقت آپ یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

اگر رسول ﷺ صرف ظاہری طور پر اور ان کے شر سے بچنے کی خاطر ان کے دین کی موافقت کرتے دل سے نہ مانتے تو آپ ظالم ہوتے تو جو انہیں واضح طور پر حق پر مان لے وہ کافر و ظالم کیوں نہ ہو۔

② اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (البقرہ:217)

وہ تم سے اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک وہ تمہیں تمہارے دین سے نہ پھیر دیں اگر اس کی طاقت رکھیں اور تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھرا پھر مر گیا اور وہ کافر ہو گیا ہو تو یہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے یہ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ نے کفار کے بارے میں خبر دی کہ وہ اگر طاقت رکھیں تو تم سے اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک تمہیں تمہارے دین سے پھیر نہ دیں اوراللہ نے مال عزت یا جان کے خوف سے ان کی موافقت کی اجازت نہیں دی بلکہ واضح کر دیا کہ جوان کی جنگ کے بعد ان کے شر سے بچنے کے لئے ان کی موافقت کرے گا وہ مرتد ہے اگر اسی حالت میں مر گیا تو جہنمی ہے تو جو ان کی موافقت کرے جب کہ انہوں نے جنگ بھی نہ کی ہو اس کے پاس تو کوئی عذر بچتا ہی نہیں یقیناً وہ کافر اور مرتد ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَایَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً. (آل عمران:28)

مومن کافروں کو مومن کے سوا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے ہاں کچھ بھی نہیں مگر یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو۔

اس میں اللہ نے مومنوں کو کافروں سے دوستی لگانے اور تعلق قائم کرنے سے منع کیا ہے اگر چہ ان کا خوف مسلط ہو اور واضح کیا کہ جو بھی ایسا کرے گا وہ اللہ کے نزدیک کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا آخرت میں اس کی نجات نہ ہوگی ۔ان سے بچ کر رہو کا معنی ہے کہ جب کوئی انسان ان کے زیر تسلط ہو ان کے ساتھ کھلی دشمنی نہ کرسکتا ہو تو وہ ان کے ساتھ عدم تعلق کرسکتا ہے جبکہ اس کا دل ان کے ساتھ بغض وعناد رکھتا ہو ساتھ ہی اس مانع کے زائل ہونے کا انتظار کرتا رہے پھر جب یہ زائل ہو جائے تو کھلی دشمنی کرے البتہ جو کسی عذر کے بغیر ان سے دوستی لگائے صرف دنیا کی خاطر اور ان کے شر کے خوف سے نہ کہ اللہ کے خوف سے تو اللہ کے نزدیک اس کا یہ خوف عذر نہیں بن سکتا۔فرمایا:

اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآئَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ. (آل عمران:175)

درحقیقت یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو خوف زدہ کرتا ہے تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

④ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ. (آل عمران:149)

اے ایمان والو! اگر تم ان کی اطاعت کرو گے جنہوں نے کفر کیا تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اس میں اللہ نے خبر دی کہ اگر مومن کافر کی اطاعت کرے گا تو وہ اسے اسلام سے پھیر دے گا کیونکہ وہ اس سے کفر سے کم پر راضی نہ ہوگا اور یہ بھی بتایا کہ اگر مومن نے ایسا کرلیا تو وہ دنیا وآخرت میں خسارہ اٹھائے گا اور اسے ان کی اطاعت وموافقت کی اجازت نہیں دی اگر چہ ان کا خوف ہو۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ اپنے موافق ومطیع سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک وہ انہیں حق پر نہ مان لے اور مسلمانوں سے بغض نہ رکھے اور انہیں نقصان نہ پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَ هُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ. (آل عمران:150)

بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔

اللہ مومنوں کا دوست ہے اور بہترین مددگار ہے اس کی دوستی اور مدد کافی ہے اس کے لئے کفار کی اطاعت کی حاجت نہیں حیرت ہے ان لوگوں پر جو توحید کو جاننے اور اسی پر نشو ونما پانے کے باوجود بھی اللہ رب العالمین خیر الناصرین کی دوستی سے نکل کر قبر پرستوں کی دوستی میں داخل ہو جاتے ہیں۔

⑤ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ. (آل عمران:162)

کیا جس نے اللہ کی رضامندی کی اتباع کی وہ اس کی طرح ہوگا جو اللہ کی ناراضگی کے ساتھ لوٹا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ نے بتایا کہ اللہ کی رضا کی پیروی کرنے والا اور اس کی ناراضگی پر چلنے والا برابر نہیں یقیناً اکیلے اللہ کی

عبادت کرنا اللہ کی رضا ہے اور قبروں اور مردوں کی عبادت اور ان کی تائید اللہ کی ناراضگی ہے تو یہ دونوں کس طرح برابر ہو سکتے ہیں پہلا موحد مومن اور دوسرا مشرک و کافر ہے پھر اگر وہ خوف کا عذر پیش کرے تو اسے جھوٹا کہو کیونکہ اللہ نے اپنی رضامندی ترک کر کے اپنی ناراضگی کی اتباع میں خوف کو عذر نہیں بنایا اکثر اہل باطل حق کو دنیا کے خوف سے ہی ترک کرتے ہیں اگرچہ وہ حق کو جانتے ہیں اس کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں لیکن پھر بھی وہ مسلمان نہیں۔

٦ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا. (النساء:97)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی؟ تم اس میں ہجرت کر لیتے تو ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

وہ پوچھتے ہیں تم مسلمانوں کے گروہ میں سے تھے یا مشرکین کے گروہ سے تو وہ عذر پیش کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے گروہ سے کیوں نہ تھے کہ وہ کمزور تھے مگر فرشتے ان کا عذر قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ پھر تم نے ہجرت کیوں نہ کی۔ تو جو مسلمانوں کے شہر چھوڑ کر کفار و مشرکین کے ساتھ مل جائے وہ یقیناً ان کے گروہ میں ہوا اس شخص سے بھی زیادہ جو مال وطن اور رشتے داروں کی محبت میں ہجرت نہیں کرتا یہ آیت مکہ کے ان مسلمانوں کے بارے میں اتری جنہیں مشرکین زبردستی اپنے ساتھ لے کر نکلے مگر وہ ان کے خوف سے نکلے پھر بدر میں انہیں مسلمانوں نے قتل کیا پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ مسلمان تھے تو انہیں افسوس ہوا اور وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا تو اللہ نے یہ آیت نازل کی تو جو مسلمانوں کے شہر میں رہتا ہوا اسلام پر قائم ہو پھر اسلام سے لاتعلق ہو کر مشرکین کے دین سے موافقت

کرنے لگے ان کے اطاعت و مدد کرے اور اہل توحید کی مدد نہ کرے ان کے رستے کو چھوڑ دے ان کی برائیاں کرے مذاق اڑائے انہیں بے وقوف قرار دے کہ وہ توحید کو مانتے ہیں جہاد کرتے ہیں اوران کے خلاف مشرکین کی مدد کرے خواہ طوعاً ہو یا کرہاً آزمائش ہو یا مجبوری یہ کافر ہے ان لوگوں سے بڑھ کر جو وطن کی محبت اور کفار کے خوف سے ہجرت نہیں کرتے اور ان کے لشکر میں زبردستی خوف کی وجہ سے شامل ہوجاتے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ کیا جن لوگوں کو بدر میں زبردستی لایا گیا کیا یہ ان کے لئے عذر نہیں تو اسے کہا جائے گا کہ یہ ان کے لئے عذر نہیں کیونکہ وہ تو پہلے ہی معذور نہ تھے جب ان کے ساتھ رہ رہے تھے تو اس کے بعد کیسے معذور ہوئے ان کے ساتھ اقامت کرنا اور ہجرت نہ کرنا ہی اس شمولیت کا سبب ہے۔

⑦ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا. (النساء:140)

اللہ نے تم پر کتاب میں نازل کر دیا کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا کفر کیا جاتا ہے اوران کے ساتھ استہزاء کیا جاتا ہے تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھو حتی کہ وہ اس کے سوا کسی دوسری بات میں لگ جائیں تم اس وقت ان کی طرح ہوتے ہو یقیناً اللہ منافقین اور کفار کو جہنم میں جمع کر دے گا۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اس نے اپنی کتاب میں یہ بیان کر دیا کہ مومنین جب دیکھیں کہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر واستہزاء کیا جارہا ہو تو وہ وہاں نہ بیٹھیں الاّ یہ کہ لوگ اس کے سوا اور کوئی بات کرنے لگیں اور جو اس حال میں بھی ان کے ساتھ بیٹھے گا تو وہ اس وقت انہیں میں سے ہوگا۔ اس میں اللہ نے خوفزدہ وغیرہ کا فرق نہیں کیا الاّ یہ کہ وہ مجبور کر دیا جائے اور یہ شروع اسلام کی بات ہے جب وہ اور یہ ایک ہی شہر میں تھے۔ تو جو اسلام کے غلبے والے مقام پر ہو پھر بھی ایسے کفار کا ساتھ دے جو اللہ کی

کتاب کا مذاق اڑاتے ہوں اور ان سے دوستی لگائے اور ان کی بکواسات وخرافات کو سنے اور ان کا اقرار کرے اور موحدین کو دھتکار دے اس کے کفر میں کیسے شک کیا جائے۔

⑧ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. (المائدة:51)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہوگا یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ نے اس میں یہود ونصاریٰ سے دوستی سے منع کیا اور فرمایا کہ جو ایسا کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا اب اگر کوئی یہ کہے کہ مردوں کو پکارنے والے مشرک نہیں تو اس کا معاملہ صاف ہے کہ وہ معاند اور کافر ہے یہاں اللہ نے خوفزدہ وغیرہ کا فرق نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہو وہ حالات کا خوف رکھتے ہیں لہٰذا ان کے دل سے ایمان اور یہ یقین مٹ جاتا ہے کہ اللہ نے ان سے نصرت کا وعدہ کیا ہے لہٰذا وہ کفر اور شرک کی طرف بڑھ جاتے ہیں اس خوف سے کہ کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ. (المائدة:80)

تو ان میں اکثر کو دیکھے گا کہ کفار سے دوستی لگاتے ہیں اور جو ان کے نفسوں نے ان کے لئے کیا وہ بہت ہی برا ہے کہ اللہ ان پر ناراض ہوگیا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ نے اس میں بتایا کہ کفار سے دوستی اللہ کو ناراض کر دیتی ہے اور ایسا کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا صرف اسی بنیاد پر اگرچہ وہ خوفزدہ ہو البتہ جو مجبور کر دیا جائے وہ مستثنٰی ہے تو جب اس کے ساتھ کفر صریح موحدین کے ساتھ عناد اور دعوت اخلاص کے خلاف تعاون بھی شامل حال ہو جائے تو پھر اس کے کفر میں کیا شک رہ گیا۔

⑩ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ. (المائدة:81)

اور اگر وہ اللہ اور نبی پر اور اس پر جو اس کی طرف نازل کیا گیا ایمان رکھتے تو انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان کی کثریت فاسق ہے۔

اس میں اللہ نے بتایا کہ کفار سے دوستی اللہ اور رسول اور کتاب پر ایمان کے منافی ہے۔ پھر یہ بتایا کہ یہ ان کے فاسق ہونے کی وجہ سے ہے اللہ نے خوف زدہ اور غیر خوف زدہ کا فرق نہیں کیا اکثر مرتد ارتداد سے قبل فاسق ہوتے ہیں یہی چیز انہیں کفار سے دوستی اور ارتداد کی طرف لے جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

⑪ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ. (الانعام:121)

یقیناً شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے دوستی کریں اور اگر تم نے اطاعت کی تو تم مشرک ہو۔

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے کہا جسے تم قتل کرو تو اسے کھا لیتے ہو اور جسے اللہ قتل کرے تو اس کو نہیں کھاتے سو اگر کوئی مردار کو حلال جاننے میں مشرکین کی اطاعت کرے تو وہ بھی مشرک ہے۔ یہاں خائف وغیرہ کا فرق نہیں الا یہ کہ وہ مجبور کر دیا جائے تو جو ان کی دوستی ان کے ساتھ ان کی مدد اور ان کے حق پر ہونے کی گواہی کو جائز سمجھے وہ بالاولیٰ کافر ہوگا۔

⑫ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ. (الاعراف:175)

اور پڑھ ان پر اس شخص کی خبر جسے ہم نے اپنی آیات دیں اور پھر وہ ان سے نکل گیا اور شیطان اس کے پیچھے لگا پس وہ سرکشوں میں سے ہو گیا۔

یہ آیت بنی اسرائیل کے ایک عابد عالم کے بارے میں نازل ہوئی جس کا نام بلعام تھا۔ وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب موسیٰ علیہ السلام جبارین کے پاس آئے تو بلعام کے پاس اس کی قوم کے لوگ آ کر کہنے لگے موسیٰ بڑا زور آور ہے اور اس کا لشکر بہت بڑا ہے وہ کہنے لگا اگر میں اللہ سے دعا کروں تو میری دنیا اور آخرت برباد ہو جائے گی وہ اس کے پیچھے پڑے رہے تو اس نے دعا کر دی چنانچہ اللہ نے اسے منصب سے معزول کر دیا۔ ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ دل سے اپنی قوم کے ساتھ تھا جو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کے مقابل آئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ کیا کہ وہ اللہ کی آیات سے نکل گیا یعنی ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور مشرکین کا معاون بن گیا اور موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کے مخالف ہو گیا۔ اور انہیں حق پر جاننے کے باوجود بددعا کر دی۔ صرف اپنی قوم اور دنیا کی محبت میں اس نے ایسا کیا آج کل مرتدین کا بھی یہی حال ہے کہ یہ توحید و اطاعت کو جانتے ہیں کہ مومنوں سے دوستی اور کفار سے دشمنی اور بغض و عناد کا حکم ہے ان کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے اس سب کے باوجود انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور بلعام کی طرح انہیں چھوڑ کر کفر کر بیٹھے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لاَ تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لاَ تُنْصَرُوْنَ. (ھود:113)

ظالموں کی طرف مائل مت ہو اس کے نتیجے میں تمہیں آگ لگے گی اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہو گا پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی۔

اللہ نے اس میں بتایا کہ کفار کی طرف مائل ہونا آگ کے عذاب کو واجب کرتا ہے یہاں خائف اور غیر خائف کا فرق نہیں البتہ جو مجبور کر دیا جائے وہ مستثنیٰ ہے تو جو ان کے دین کی پناہ لے اور انہیں اچھا سمجھے اور حسب طاقت ان کی مدد کرے اور توحید کو مٹانا چاہے مشرکین کو غالب کرنا چاہے اس سے بڑھ کر

اور کیا کفر ہوگا۔

⑭ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَ قَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ وَلٰـكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ. (النحل:106-107)

جو ایمان لانے کے بعد کفر کرے مگر وہ جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو لیکن جو شرح صدر سے کفر کرے تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کی زندگی کے مقابل پسند کر لیا اور یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ جو دین سے پھر جائے وہ کافر ہے خواہ اس کے پاس عذر ہو یا اسے اپنی جان و مال عزت کا خوف ہو خواہ ظاہراً کفر کرے یا باطناً یا ظاہراً و باطناً دونوں طرح خواہ فعل سے کفر کرے یا قول سے خواہ مشرک سے دنیا کی طلب کے لئے ایسا کرے وہ ہر حال میں کافر ہے الّا یہ کہ اسے مجبور کر دیا جائے اور اس سے ہمارے نزدیک وہ شخص مراد ہے جسے جان کا خطرہ ہو اور اسے خلاصی کی کوئی راہ دکھائی نہ دے تو اس کے لئے ظاہری طور پر ان کی موافقت جائز ہے جبکہ دل ایمان پر مطمئن ہو اور اگر دل بھی ان کے ساتھ ہو جائے تو یہ بھی کافر ہے اگرچہ اس کے ساتھ زبردستی کی جائے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پہلی صورت اسی وقت مجبور تسلیم ہوگا جب مشرکین اس پر تشدد کریں۔ جب وہ بیمار ہوئے تو یحییٰ بن معین رحمہ اللہ ان کی تیمارداری کو آئے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا وہ عذر فراہم کرتے رہے اور حدیث عمار رضی اللہ عنہ پیش کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ: ﴿**اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَ قَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ.** مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو﴾ لیکن امام احمد رحمہ اللہ نے اپنا رخ پھیر لیا اور کہا کہ یحییٰ رحمہ اللہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا جب یحییٰ رحمہ اللہ

وہاں سے چلے گئے تو فرمانے لگے کہ وہ عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لیتا ہے جبکہ میں ان کے پاس سے گزرا تو وہ تجھے برا کہہ رہے تھے میں نے انہیں روکا تو انہوں نے مجھے مارنا شروع کر دیا اور جب تم سے کہا گیا کہ ہم تمہیں بھی ماریں گے تو یحییٰ رحمہ اللہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے اللہ کے دین میں تجھ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ ان مرتدین نے شرح صدر سے کفر کیا اگر چہ وہ حق کا اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا خوف سے کیا ہے تو ان پر اللہ کا غضب ہوا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ پھر بتایا کہ ان کے کفر وعذاب کا سبب شرک کا اعتقاد رکھنا یا توحید سے جاہل ہونا یا دین سے بغض رکھنا اور کفر سے محبت کرنا نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی لہٰذا اللہ نے انہیں کافر قرار دیا اور یہ بتا دیا کہ ان کے دنیا کی محبت کا عذر کے باوجود اللہ انہیں ہدایت نہیں دے گا اور ان لوگوں کے دلوں پر مہر طبع ہو چکی ہے اور یہ حق کو سن یا دیکھ نہیں سکتے اور آخرت میں ناکام رہیں گے۔

⑮ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے آپس میں کہا:

اِنَّھُمۡ اِنۡ یَّظۡھَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ یَرۡجُمُوۡکُمۡ اَوۡ یُعِیۡدُوۡکُمۡ فِیۡ مِلَّتِھِمۡ وَ لَنۡ تُفۡلِحُوۡآ اِذًا اَبَدًا. (الکهف:20)

اگر وہ (مشرکین) تم پر غالب آ گئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں واپس اپنے دین میں پلٹا دیں گے اور تم ہرگز کامیاب نہ ہو سکو گے۔

اس میں اللہ نے بتایا کہ اصحاب کہف نے مشرکین کے متعلق یہ کہا کہ اگر وہ تم پر تسلط حاصل کرلیں گے تو یا تو تمہیں قتل کر دیں گے یا اپنے دین میں واپس کر دیں گے اور اگر ایسا ہوا تو تم کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے اگر چہ وہ تم پر غالب اور مسلط ہی کیوں نہ ہوں تو جو ان کے تسلط اور زبردستی کے بغیر ہی ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہو وہ کیسے کامیاب ہو سکتا ہے۔

⑯ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ فَاِنۡ اَصَابَہٗ خَیۡرُ ۣاطۡمَاَنَّ بِہٖ وَ اِنۡ

اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ. (الحج:11)

بعض لوگ ایسے ہیں جو الگ رہ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں پھر اگر اسے کوئی خیر پہنچے تو وہ اس پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو چہرے کے بل پھر جاتے ہیں دنیا اور آخرت کا خسارہ لیتے ہیں اور یہی واضح خسارہ ہے۔

اس میں اللہ نے بتایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو الگ تھلگ رہ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں پھر اگر انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو ثابت قدم رہتے ہیں لیکن جونہی انہیں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے تو شرک کی طرف پلٹ جاتے ہیں تو جو لوگ اس فتنے کے دور میں اپنے دین سے پھر جاتے ہیں ان پر یہ آیت مکمل طور پر صادق آتی ہے کیونکہ اس فتنہ سے قبل وہ کسی صبر و ثبات کے بغیر اللہ کی عبادت کرتے تھے اور پھر جب اس فتنے میں پڑے تو مشرکین کی حمایت و طاعت کرنے لگے چنانچہ جس طرح انہوں نے دنیا میں ان کا ساتھ دیا قیامت میں بھی انہی کے ساتھ ہوں گے: ﴿**خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ.** دنیا اور آخرت کا خسارہ لیتے ہیں اور یہی واضح خسارہ ہے﴾ ان کی اکثریت دشمن سے خائف ہوتی ہے لیکن اللہ کے متعلق ان کا گمان برا ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ باطل کو حق پر غلبہ دیتا ہے بس ان کا یہی برا گمان انہیں گرا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ.

(الفصلت:23)

یہ تمہارے رب کے ساتھ تمہارے برے گمان کا نتیجہ ہے اس نے تمہیں گرا دیا پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔

آپ پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے اسلام پر ثابت قدم رکھا تو آپ اس بات سے خوفزدہ رہیں کہ آپ کے دل میں شک آ جائے یا کفار و مشرکین کو اچھا سمجھنے لگیں اور ان کی موافقت و اطاعت کرنے والوں کے متعلق اچھی رائے رکھیں صرف جان مال عزت کے خوف سے اسی شبہ نے بہت سوں کو شرک

میں گرفتار کردیا پھر اللہ نے ان کا عذر نہ مانا اللہ نے آٹھ عذر ذکر کرکے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (التوبة:24)

کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے اور تجارت جس کے نقصان سے ڈرتے ہو اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

⑯ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْ ۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰى لَهُمْ،ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ،فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ،ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ. (محمد:25-28)

جو لوگ اپنی پیٹھوں کے بل پھر گئے اس کے بعد کے ان کے سامنے حق اور ہدایت واضح ہوگئی شیطان نے انہیں گمراہ کیا اور امیدیں دلائیں یہ اس لئے کہ انہوں نے ان سے جنہوں نے اللہ کے نازل کردہ کو ناپسند کیا کہا کہ ہم بعض باتوں میں تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ ان کے دل کے راز جانتا ہے یہ اس لئے کہ وہ اس پر چلے جو اللہ کو ناراض کردے اور انہوں نے ان کی رضامندی پسند نہ کی تو اس نے اس (اللہ) کے اعمال برباد

کردیئے۔

اللہ نے بتایا کہ ان مرتدین نے حق کا علم ہونے کے باوجود ارتداد اختیار کیا لہٰذا انہوں نے جو کچھ حق پر عمل کیا وہ ان کے لئے مفید نہ رہا اور شیطان نے انہیں دھوکہ میں رکھا انہیں بہلایا پھسلایا کہ ان کا ارتداد درست ہے یہی ہر دور کے مرتدین کا حال ہوتا ہے کہ شیطان ان کے لئے خوف کے عذر کو خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے اور انہیں یہ پٹی پڑھاتا ہے کہ ان کا یہ عمل حق سے ان کی شہادت ومحبت کو نقصان نہ دے گا وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ مشرک بھی حق کی گواہی دیتے ہیں اور محبت کرتے ہیں لیکن جان ومال اور دنیا کی محبت میں اس کی اتباع اور اس پر عمل نہیں کرتے پھر اس لئے یہ بتایا کہ ان کے اس ارتداد اور شیطان کے ان پر حاوی ہونے کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے بعض کاموں میں مشرکین کی موافقت کا عزم کیا تو جو صرف انہیں اپنی حمایت کا یقین دلائے اگرچہ وہ عملاً ایسا نہ کرے وہ کافر ہے تو جو عملاً ایسا کر بھی لے اور شرک میں ان کی موافقت کرے موحدین کو غلط قرار دے اور ان کے باطل دین میں دخول کو درست سمجھے وہ بالاولیٰ کافر ہوا پھر اللہ نے یہ بتایا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اللہ کی رضامندی پر اس کی ناراضگی کو ترجیح دی اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ کفار اور مشرکین کی حمایت وموافقت سے اللہ ناراض ہوتا ہے اور اگر وہ یہاں خوف کو عذر بنائیں تو اللہ نے مرتدین کا مشرکین سے خوفزدہ ہونا بطور عذر قبول نہیں کیا بلکہ انہوں نے خوفزدہ ہونے سے منع کر دیا تو جو اپنے دین پر ہونے کا اظہار کرتا ہو اس سے یہ عذر کیسے قبول ہوسکتا ہے۔

⑱ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَکُمْ وَ لاَ نُطِیْعُ فِیْکُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّکُمْ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ. (حشر:11)

کیا آپ نے ان منافقین کو نہیں دیکھا کہ وہ اپنے کافر اہل کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تم نکلو تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے متعلق کسی اور کی بات کبھی نہ مانیں گے

اور اگر تم سے لڑائی کی گئی تو ہم تمہاری مدد کو آئیں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

یہاں اللہ نے منافقین اور کفار کو بھائی بھائی قرار دیا اور بتایا کہ وہ ان سے پوشیدہ طور پر کہتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ تم پر غالب آ گئے اور تمہیں جلاوطن کر دیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ چل پڑیں گے اور اگر تم سے انہوں نے لڑائی کی تو ہم تمہاری مدد کو پہنچیں گے پھر یہ بتایا کہ وہ اپنی اس بات میں جھوٹے ہیں تو جب منافقین کا کفار سے مدد و حمایت کا وعدہ ہی کفر و نفاق ہے اگرچہ وہ جھوٹا ہی سہی تو جو اسے سچا کر دے اور ان کی مدد وحمایت اور موافقت کرے صرف حالات کے خوف سے وہ بالاولیٰ کافر ہوا جیسا کہ فرمایا:

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ. (المائدة:52)

پس تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دل میں مرض ہے وہ ان کے بارے میں بڑے مستعد ہیں کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم مصیبت نہ آ جائیں۔

اکثر مرتدین کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اسی طرح کا عذر پیش کرتے ہیں جبکہ اللہ ان کے اس عذر کو قبول نہیں کرتا:

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ، وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ. (المائدہ:52-53)

پس قریب ہے کہ اللہ فتح دے یا اپنا حکم لے آئے پھر وہ اپنی پوشیدہ باتوں پر نادم ہو جائیں اور اہل ایمان کہیں گے کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جو مبالغے سے قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال برباد ہو گئے اور وہ خسارہ اٹھانے والے ہو گئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ

يُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ. (مائدہ:54)

اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گیا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہو اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت۔

اس میں اللہ نے یہ بتایا کہ مرتدین کے ساتھ محبت کرنے والے مجاہدین بھی ہوتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے لئے تو نرم ہوتے ہیں البتہ کفار کے لئے سخت ہوتے ہیں اب جو اس کے برعکس ہو تو اس کے کفر کے لئے یہ دلیل کافی ہے اور اگر وہ خوف کا عذر پیش کرے تو اللہ نے فرمادیا کہ:

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ. (المائدہ:54)

وہ (مومنین) کسی ملامت کرنے والے سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔

مشرکین کے خوف سے حق اور جہاد ترک نہیں کرتے پھر فرمایا کہ:

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (المائدہ:54)

وہ اس کی راہ میں جہاد کرتے ہوں۔

اپنے رب کی رضا اور اس کے دین کی سربلندی کی خاطر توحید پر صبر وثبات کا مظاہرہ کرکے۔

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ. (المائدہ:54)

اور وہ کسی ملامت کرنے والے سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔

کسی کی پرواہ نہیں کرتے نہ کسی کی ناراضگی کو اہمیت دیتے ہیں بلکہ اپنے دین پر ثابت قدم رہ کر جہاد کرتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کا رب ان سے راضی ہو جائے اور ناراض نہ ہو اب جو اس کے بالکل ہی برعکس ہو اللہ کو ناراض کرے اور کفر اور اہل کفر کو راضی کرے تو یہ واضح گمراہی ہے۔ پھر فرمایا:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ(المائدہ:54)

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسیع ہے علم والا ہے۔

اس میں اللہ نے بتایا کہ سچے مومن جو ہر طرح کے حالات میں ثابت قدم رہتے ہیں اس میں ان کا اپنا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ محض اللہ کا ان پر فضل ہوتا ہے وہ جسے پر چاہتا ہے سے نواز دیتا ہے جیسا کہ فرمایا:

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. (آل عمران:74)

وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ. (المائدہ:55)

درحقیقت تمہارا دوست اللہ اور اس کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرتے ہیں۔

اس میں اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان سے دوستی کا حکم دیا گیا ہے اور ضمناً کفار ومشرکین کی دوستی سے منع کیا گیا ہے ان دونوں گروہوں میں اللہ کے قریب کون ہے نماز وزکاۃ اور اخلاص والے یا بت پرست؟ یہ ہر ایک پر واضح ہے تو جو مومن کی دوستی پر مشرک کی دوستی کو ترجیح دے وہ اللہ اور اس کے رسول کی واضح مخالفت کررہا ہے۔ پھر اللہ نے بتایا کہ غلبہ اسی کی جماعت کو ملے گا۔ فرمایا:

وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ.

(المائدہ:56)

اور جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان سے دوستی لگائے گا تو یقیناً اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والا ہے۔

(۱۹) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ. (المجادلة:22)

تو نہیں پائے گا ایسی قوم جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے محبت کرتی ہو اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اس میں اللہ نے یہ بتایا کہ کوئی مومن اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے محبت نہیں کرسکتا اگرچہ وہ اس

کا قریبی ہی کیوں نہ ہواور یہ ایمان کے منافی ہے جس طرح آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایمان اور اللہ اور اس کے رسول کے مخالف کی محبت بھی یکجا نہیں ہو سکتے ایک دوسری جگہ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَ كُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. (التوبة:23)

اے ایمان والو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ جب وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

ان دوآیات میں کفر کی موافقت کے لئے مشرکین کے خوف یا آباء واجداد، بیٹوں، بھائیوں اور دیگر رشتے داروں کے خوف کو عذر نہیں مانا گیا تو جب ان کے خوف سے کفار کو دوست بنانے کی اجازت نہیں تو پھر اس خوف کے بغیر کس طرح ہوسکتی ہے اور جو انہیں دوست بنائے ان سے موافقت کرے ان سے محبت کرے انہیں اچھا سمجھے اگرچہ ان کے خوف سے ہی سہی تو ایسے لوگوں نے ارتداد کے ساتھ حرام کو حلال بھی کر لیا یہ بھی کفر ہے۔

(۲۰) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ...... وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ. (الممتحنة:1)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ تم ان کی طرف الفت ڈالتے ہو ......اور جو تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے گمراہ ہو گیا۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ جو اللہ کے دشمن کو دوست بنائے خواہ وہ قریبی رشتے دار ہی کیوں نہ ہو تو وہ صراط مستقیم سے دور ہو گیا تو جو صراط مستقیم پر ہونے کا دعویٰ کرے اور پھر ایسا کرے پھر بھی اپنے دعوے پر مصر رہے گویا وہ اللہ کو جھوٹا قرار دے رہا ہے (نعوذ باللہ من ذٰلک) اور ایسا کرنے والا کافر ہے اور اللہ نے کفار سے دوستی کو حرام کیا ہے اب جو اسے حلال سمجھے اگرچہ رشتے داری کے خوف سے ایسا کرے تو اس کا یہ عذر نا قابل قبول ہے اور وہ کافر ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمایا ہے:

لَنۡ تَنۡفَعَكُمۡ اَرۡحَامُكُمۡ وَ لَآ اَوۡلَادُكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَفۡصِلُ بَيۡنَكُمۡ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ. (الممتحنة:3)

تمہیں تمہارے رشتے دار اور اولاد بروز قیامت ہرگز نفع نہ دے گی وہ تمہارے درمیان علیحدگی کردے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔

اس میں اللہ نے رشتہ داری وغیرہ کا عذر قبول نہیں کیا نہ ہی قطع رحمی یا کسی طرح کا خوف بطور عذر تسلیم کیا بلکہ فرمایا کہ یہ چیزیں بروز قیامت کام نہ آئیں گی اور نہ عذاب سے بچاسکیں گی۔ اور فرمایا:

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوۡرِ فَلَآ اَنۡسَابَ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ وَّ لَا يَتَسَآءَلُوۡنَ. (المومنون:101)

جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو اس دن ان کے مابین کوئی رشتہ داری نہ رہے گی اور نہ وہ ایک دوسرے سے سوال کرسکیں گے۔

(۲۱) ابوداؤد میں سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: جو مشرک سے دوستی رکھتا ہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی طرح ہے۔ اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے مشرک کے ساتھ رہنے والے کو بھی اسی کے مثل قرار دیا تو جو ان کی حمایت اور موافقت اور مدد کرے تو وہ بالاولیٰ ان کی طرح ہوا۔ اگر وہ خوف کا عذر پیش کرے تو یہ ناقابل قبول ہے۔ فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوۡذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتۡنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ. (العنکبوت:10)

لوگوں میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں پھر جب انہیں اللہ کے لئے تکلیف دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کے فتنے کو اللہ کا عذاب قرار دیتے ہیں۔

یہاں اللہ نے مرتد کے لئے ایذاء رسانی اور خوف کو بطور عذر قبول نہیں کیا تو جسے نہ تکلیف ہو اور نہ خوف ہو اور وہ باطل سے محبت کرے۔ تو وہ بالاولیٰ مرتد ہوا علاوہ ازیں اور بہت سے دلائل ہیں لیکن جسے اللہ ہدایت دینا چاہے اس کے لئے اتنے ہی دلائل کافی ہیں اور جسے وہ فتنے میں ڈالنا اور گمراہ کرنا چاہے ان کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ الَّـذِيْـنَ حَـقَّـتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ، وَ لَوْ جَآءَ تْهُمْ كُلُّ ايَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ. (یونس:97)

یقیناً جن لوگوں پر میرے رب کا فیصلہ صادق آ گیا وہ ایمان نہ لائیں گے اگر چہ ان کے پاس ہر آیت آجائے حتی کہ وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

ہم اللہ کریم سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اسلام پر زندہ رکھے اور کسی رسوائی اور فتنہ کے بغیر اپنی رحمت سے صالحین میں شامل کرے یقیناً وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

سوال شیخ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ شہر یا گاؤں کے مرتدین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جبکہ وہ چچا زاد بھی ہوں اور امراء کے یہاں ان کا تذکرہ بھی ہو تو ان کے بعض مسلمان اقارب دنیاوی حمایت کے طور پر ان کا دفاع کریں۔ کہ انہیں سزا نہیں ہونے دیتے یا مسلمانوں کو ان سے روکتے ہیں یا مسلمانوں کے نقصانات کو پورا نہیں کرنے دیتے تو کیا یہ دوستی وحمایت منافقت ہے یا کفر اور اگر وہ انہیں کافر اور برا قرار دینے کی طاقت رکھتا ہو پھر بھی ایسا نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اس صورت میں ہم پر کیا واجب ہے۔

جواب جان لو کہ ایمان کا سب سے مضبوط تعلق اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض رکھنا اور اللہ نے مومنین پر مشرکین منافقین اور کفار اور ضدی دیہاتیوں سے عداوت رکھنا فرض کیا ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے خلاف قول وفعل کے ساتھ جہاد اور سختی کا حکم ہے اللہ نے انہیں لعنت اور قتل کی سزا دی ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمایا ہے:

مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْآ اُخِذُوْا. (احزاب:61)

ملعون ہیں جہاں بھی پائے جائیں پکڑے جائیں۔

اور ان کے اور مومنین کے درمیان دوستی کا تعلق ختم کر دیا اور بتایا کہ ان سے دوستی کرنے والا انہیں میں سے ہے اور شیطان کے کارندوں سے محبت کرنے والا انہیں دوست بنانے والا کیسے اللہ سے محبت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض ایمان کا ایسا بنیادی اصول ہے

جس کا لحاظ بندے پر فرض ہے اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ: ''ایمان کا سب سے مضبوط تعلق اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض رکھنا ہے''۔ اس مسئلے کو اللہ نے قرآن میں بکثرت ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا:

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰةً. (آل عمران:28)

مومن کافروں کو مومنوں کے سوا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے ہاں کچھ بھی نہیں ہے مگر یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو۔

بعض سلف نے فرمایا: اس کا معنی ہے کہ کفار سے رشتہ داری یا کسی تعلق کی بناء پر دوستی رکھیں ﴿**مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ**﴾ اور مومنوں کے سوا، تمہارے لئے مومنوں کی دوستی کے سوا گنجائش نہیں لہٰذا کفار کو ان پر ترجیح نہ دو: ﴿ **وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰةً.** اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے ہاں کچھ نہیں ہے الاّ یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو﴾ جو ان سے دوستی لگائے اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ دوست کو بھی دوست رکھنا اور اس کے دشمن کو بھی دوست رکھنا ایک دوسرے کے منافی ہیں: ﴿**اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰةً.** الاّ یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو﴾ جب وہ غالب ہوں اور ان کے ساتھ دشمنی کا اظہار ممکن نہ ہو تو اس وقت ان کے ساتھ بظاہر رہنا جائز ہے بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو اور ان سے بغض وعناد رکھتا ہو اور اس حالت کے ختم ہونے کا بے تابی سے منتظر ہو۔ فرمایا: ﴿**اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ.** مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''عمل سے تقیہ جائز نہیں البتہ قول سے تقیہ جائز ہے''۔

سلف فرماتے ہیں: اللہ نے مومنوں کو کفار کے ساتھ نرمی برتتے ان سے دوستی لگانے سے منع کیا ہے الاّ یہ کہ کفار غالب ہوں پھر ان کے لئے نرمی کر سکتے ہیں البتہ ان کے دین کی مخالفت کرنا چاہیے جیسا کہ فرمایا کہ: ﴿**اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰةً.** الاّ یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو﴾ (ابن جریر۔ابن ابی حاتم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِکُمْ. (آل عمران:118)

اے ایمان والو! اپنے سوا کسی کو بھی دوست نہ بناؤ۔

قرطبی رحمہ اللہ نے کہا انہیں خاص دوست نہ بناؤ۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ......فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (المائدہ:51-56)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہوگا...... یقیناً اللہ کا گروہ غالب ہونے والا ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ڈرو کہ تم لاشعوری طور پر یہودی یا عیسائی بن جاؤ جیسا کہ اس آیت میں ہے: ﴿وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ مجاہد رحمہ اللہ اللہ کے فرمان: ﴿فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ. پس تو انہیں دیکھے گا کہ ان کے بارے میں بڑے مستعد ہیں﴾ کے بارے میں کہتے ہیں منافقین یہود کے ساتھ صلح کرنے میں اور ان کی ولاء انہیں قوت فراہم کرتی ہے۔ علی رضی اللہ عنہ اللہ کے اس فرمان: ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. مومنوں کے لئے نرم ہوتے ہیں﴾ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: اپنے ہم مذہب کے لئے نرم ہوتے ہیں ﴿اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ. کفار کے لئے بڑے سخت ہوتے ہیں﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ. (المائدة:57)

اے ایمان والو! جو لوگ تمہارے دین کو کھیل اور مذاق بناتے ہیں یعنی تم سے پہلے والے اہل کتاب اور کفار کو دوست نہ بناؤ۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ. (المائدة:80)

تو ان میں سے اکثر کو دیکھے گا کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں البتہ جو ان کے نفسوں نے

ان کے لئے آگے بھیجا ہے وہ بہت برا ہے کہ اللہ ان سے ناراض ہو گیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

يَآَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ (التوبة:73)

اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ نے منافقین سے جہاد کا حکم دیا جبکہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے تھے اور ان پر قول و فعل سے سختی کرنے کا حکم دیا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ﴾ ''کفار سے جہاد کر'' تلوار سے ﴿وَ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ ''زبان سے'' ﴿وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور ان پر سختی کر'' نرمی کرنا چھوڑ دے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ ''کفار اور منافقین سے جہاد کر'' ہاتھ کے ذریعے اگر طاقت نہ ہو تو زبان کے ذریعے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا جان اور اس کے سامنے اپنے چہرے پر غیض و غضب کے ساتھ آ۔ (ابن ابی حاتم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْآ اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ. (المجادلة:22)

تو نہ پائے گا ایسی قوم جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو وہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے محبت کرے اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں۔

اللہ نے اس وصف کے حامل شخص سے ایمان کی نفی کر دی ہے اگرچہ اس کی محبت اپنے باپ اولاد بھائی وغیرہ سے ہو تو جو دوسروں کی محبت میں ایسا کرے وہ بالا ولی بے ایمان ہوا۔ نیز فرمایا:

وَ لَا تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (هود:113)

ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جنہوں نے ظلم کئے ورنہ تمہیں آگ لگ جائے گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ان کی طرف مائل مت ہو۔ عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ان سے محبت یا اطاعت مت کرو نہ ان سے مصالحت کرو نہ ہی اعمال میں ان سے غفلت برتو جس طرح فاسق فاجر سے دوستی کی جاتی ہے۔

ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو انہیں روشنائی دے قلم یا کاغذ پکڑائے وہ انہیں میں سے ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں: یہاں ان کی خواہش میں ڈھل جانے، ان سے تعلق قائم کرنے ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے ان کی زیارت کرنے ان کے اعمال پر راضی رہنے ان سے مشابہت و اتفاق کرنے ان کے دنیاوی ٹھاٹ کی طرف متوجہ ہونے اور کسی طرح ان کی توقیر کرنے سے منع کیا ہے اور جو لفظ استعمال کیا ہے ﴿وَلاَ تَرْکَنُوْآ﴾ تو رکن معمولی سے مائل ہونے کو کہتے ہیں۔ اور فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآئَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ج يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِيْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ مَآ اَعْلَنْتُمْ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ،اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْآ اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ،لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ، قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرَاهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ،رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْلَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ،لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ

الْاٰخِرَ وَ مَنْ يَتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ،عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ،لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْآ اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ،اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ.(ممتحنة:1-9)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں ،پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو،اگر تم میری راہ میں جہاد اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو)،تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا،تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا اگر وہ تم پر کہیں قابو پالیں تو وہ تمہارے (کھلے) دشمن ہوجائیں اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں اور (دل سے) چاہنے لگیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ،تمہاری قرابتیں ،رشتہ داریاں ،اور اولاد تمہیں قیامت کے دن کام نہ آئیں گی ،وہ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کردے گا اور جو کچھ تم کررہے ہو اسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے ،(مسلمانو!) تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) میں اوران کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں،ہم تمہارے عقائد کے منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے

ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں ۔اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے ،اے ہمارے رب !تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے، بے شک تو ہی غالب ،حکمت والا ہے۔ یقیناً تمہارے لیے ان میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو،اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ بالکل بے نیاز ہے اور سزاوار حمد وثناء ہے۔کیا عجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کردے۔اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ (بڑا) غفور رحیم ہے۔جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دیس نکالے دیے اور دیس نکالا دینے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ قطعاً ظالم ہیں۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جب مشرکین کو نبی علیہ السلام کی لشکر کشی کی خبر روانہ کی تو اس سورت کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور فرمایا کہ: ﴿**لاَ تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ.** تو نہ پائے گا ایسی قوم جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھے پھر اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے محبت کرے﴾ یہ آیت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی کہ انھوں نے بدر کے روز اپنے مشرک باپ کو قتل کردیا تھا۔(طبرانی،ابن ابی حاتم،حاکم)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوقحافہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تو نے کیا کیا کہنے لگے اللہ کی قسم اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو میں اس کی گردن مار دیتا پھر یہ

آیت نازل ہوئی۔(ابن المنذر)

یہ ابتداء اسلام کی بات ہے اس وقت ابوقحافہ مسلمان نہ تھا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اور پھر جب فتح مکہ کے موقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ سے آمنا سامنا ہوا تو وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: جو اللہ کے لئے محبت کرتا ہو اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھتا تو اس کے ذریعے وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے۔(ابن ابی شیبہ۔ابن ابی حاتم)

ابونعیم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف وحی کی کہ فلاں عابد سے کہہ دنیا میں تیرا زہد تو تو نے اپنے نفس کی راحت میں جلد بازی کی اور تیرا میری طرف علیحدہ ہو جانا تو تو اس کے ذریعے مضبوط ہوا پر تو نے وہ عمل نہ کیا جو تجھ پر میرے لئے واجب ہے۔اس نے کہا یا رب مجھ تیرے لئے کیا واجب ہے۔فرمایا: کیا تو نے میرے لئے کسی کو دوست رکھا یا میرے لئے کسی سے دشمنی کی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ. (الانفال:73)

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی آپس میں ایک دوسرے کی مدد) تو زمین پر فتنہ اور زبردست فساد ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے تعلق کو بحال رکھا اور کفار سے تعلق ختم کر دیئے اور بتایا کہ کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اگر مسلمان اس کے مطابق عمل نہ کریں گے تو زمین پر فتنہ وفساد ہوگا اور ایسا ہو بھی رہا ہے تو دین کی تکمیل یا علم دعوت جہاد کی سربلندی اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے بغض کے بغیر ناممکن ہے اور اگر لوگ کسی طرح کی عداوت وبغض کے بغیر کسی ایک طریقے پر متفق ہوں اور محبت رکھتے ہیں تو اس طرح اہل ایمان اور اہل کفر میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں چند احادیث درج ذیل ہیں:

❁ امام احمد رحمہ اللہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''ایمان کا سب سے

مضبوط تعلق اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا ہے''۔ایک مرفوع حدیث میں ہے: ''یا اللہ فاجر کو میرے نزدیک اہمیت یا نعمت نہ دلانا کہ میرا دل اس سے محبت کرنے لگے کیونکہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ﴾ ''تو ایسی قوم نہ پائے گا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے محبت کرتی ہو''۔(ابن مردویہ وغیرہ)

۞ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: تمام اعمال میں سب سے افضل عمل اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا ہے۔(مسند احمد مطولاً)

۞ صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

۞ ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: تو ساتھ اختیار نہ کر مگر مومن کا اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار۔

۞ طبرانی نے علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: نہیں محبت کرتا کوئی شخص کسی قوم سے مگر وہ انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔منذر کہتے ہیں: اس کی سند جید ہے اسی معنی کی ایک جید سند سے مروی روایت مسند احمد میں بھی ہے۔

۞ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں شرک اس قدر پوشیدہ ہے جس طرح اندھیری رات میں چٹان پر چیونٹی کی آہٹ اور اس کا کمتر مرتبہ یہ ہے کہ تم ظلم پر راضی ہو جاؤ اور انصاف سے بغض رکھو اور دین تو محض اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ. (آل عمران: 31)﴾ ''کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو وہ تم سے محبت کرے گا'' (صححہ الحاکم) اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے معمولی ظلم کی محبت یا انصاف سے معمولی بغض کو شرک قرار دیا ہے تو اللہ کے کافر اور منافق دشمنوں کے ساتھ

دوستی سے بالکل بچنا چاہیے۔

❁ بریدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: تو منافقین کو سید نہ کہنا کیونکہ اگر وہ سید ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔(ابو داؤد ۔نسائی یہ روایت صحیح ہے)

❁ حاکم نے اسے اس طرح روایت کیا کہ ''جب کوئی شخص کسی منافق کو کہے یا سیدی تو اس نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا'' حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

❁ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: اس شخص کی مثال جو اپنی قوم کی ناحق مدد کرتا ہے اس اونٹ کی طرح ہے جو کسی کنویں میں گر جائے پھر اسے اس کی دم پکڑ کر کھینچا جائے (ابو داؤد ۔ابن حبان) ابن منذر کہتے ہیں اس حدیث کا معنی ہے کہ وہ گناہگار ہے اور اونٹ جب کنویں میں گر جائے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے اسے اس کی دم پکڑ کر باہر نہیں نکالا جا سکتا لہٰذا وہ نجات نہیں پا سکے گا۔

اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں۔

اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی کو نہ بناؤ

اس سلسلے میں بہت سے آیت بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لاَ يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالاً وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْن. هٰاَنْتُمْ اُوْلَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلاَ يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْآ امَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌم بِذَاتِ الصُّدُوْرِ. (آل عمران:119)

اے ایمان والو! اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی کو نہ بناؤ۔ (تم) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ

ہے وہ بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہارے لئے آیتیں بیان کردیں۔اگرتم عقلمند ہوتو (غور کرو) ہاں تم تو انہیں چاہتے ہواور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے ،تم پوری کتاب کو مانتے ہو، (وہ نہیں مانتے پھر محبت کیسی؟) یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصے کے انگلیاں چباتے ہیں کہہ دو کہ اپنے ہی غصہ میں مرجاؤ، اللہ تعالیٰ دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیت ان مسلمانوں کے متعلق ہے جو یہود سے تعلق قائم کرتے جاہلیت میں ایک دوسرے کے پڑوسی اور حلیف ہونے کی وجہ سے تو اللہ نے یہ آیت نازل کر کے انہیں منع کردیا کہ وہ انہیں فتنہ یا ان کے خوف سے جگری دوست نہ بنائیں ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا﴾ ''اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو جگری دوست نہ بناؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں بالکل کمی نہ کریں گے'' فرمایا ان سے منافق مراد ہیں۔(ابن ابی حاتم)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا یہاں حیرہ میں رہنے والا ایک غلام چوکیدار کاتب ہے اگر آپ اسے بطور منشی رکھ لیں؟ فرمانے لگے اس طرح تو میں نے اسے مومن کے سوا دوست بنالیا۔(ابن ابی شیبة)

ربیع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ﴿لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً. جگری دوست نہ بناؤ﴾ کہتے ہیں منافقین کو اپنے پاس نہ آنے دو کہ تم ان سے مومنوں کے سوا دوستی لگالو۔

تفسیر قرطبی میں آیت کی تفسیر میں ہے کہ اس آیت میں اللہ نے اہل ایمان کو کافروں اور یہودیوں کو راز دار اور جگری دوست بنانے سے منع کیا ہے کہ وہ اپنے معاملات ان کے سپرد کردیں اور ان کی آراء لیں اور ان کے علاوہ ہر خلاف مذہب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تیرے لئے مناسب نہیں کہ تو اسے راز دار بنائے۔

❁ سنن ابوداؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ہر شخص اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے تو تم دیکھو کہ کس سے دوستی لگاتے ہو۔

❁ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:: لوگوں کو ان کے دوستوں کے ذریعے معلوم کرو اس کے

بعد انہوں وہی بات کہی جس کے سبب ان سے تعلق قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ فرمایا: ﴿ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ﴾ ''وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں بالکل کمی نہ کریں گے''، یعنی تمہارے معاملات بگاڑ دیں گے۔

❁ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنا حساب کتاب لے کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چیک کروانے لائے تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ تمہارا منشی کہاں ہے جو اس کتاب کو لوگوں کے سامنے پڑھتا ہے کہنے لگے کہ وہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا انہوں نے پوچھا کیا وہ جنبی ہے کہنے لگے وہ عیسائی ہے تو وہ انہیں ڈانٹنے لگے اور فرمانے لگے کہ انہیں دوست نہ رکھو جبکہ اللہ نے انہیں دھتکار دیا اور ان کی عزت نہ کرو جبکہ اللہ نے انہیں رسوا کر دیا اور انہیں امانت دار نہ سمجھ جبکہ اللہ نے انہیں خائن قرار دیا۔

امام محمد وضاح رحمہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: حدیث میں آتا ہے کہ جو بدعتی کے ساتھ بیٹھا تو اس نے اسلام ڈھانے کی کوشش کی۔ اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: سلف صالحین بدعتیوں کے خلاف اپنی زبانوں سے گواہی دیتے اور ان کے دل ان سے بیزار رہتے اور وہ لوگوں کو ان کی بدعات سے ڈراتے۔

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: بدعتی کے ساتھ مت بیٹھو وہ تیرا دل بیمار کر دے گا اور انہوں نے ابراہیم سے کہا کہ بدعتیوں کے ساتھ تو مت بیٹھ نہ ان سے کلام کرو مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے دل پھیر دیں گے۔ ان آثار کو ابن وضاح رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے فرمایا: سلف نے بدعتیوں اور گمراہوں کی دشمنی میں گفتگو کی ہے جب اہل ضلالت (اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام سے خارج نہ ہوں لیکن علماء نے ان کے خلاف تشدد سے کام لیا ہو اور ان سے لوگوں کو ڈرایا ہو۔ مؤلفات شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ القسم الاول ص314-315) سے عداوت اور ان کے ساتھ نہ بیٹھنے میں سلف نے اس قدر تشدد سے کام لیا تو کفار اور منافقین اور سخت دل اعراب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں

رکھتے اوران سے مصالحت کرنا ان کا دفاع کرنا انہیں اچھا قرار دینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ جبکہ وہ یا تو کافر ہیں یا منافق اوران میں اسلام جاننے والے بہت کم ہیں تو یہ تو ان کے سرخیل اور سردار لوگ ہیں بروز قیامت انہیں انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ. (الصافات:22)

اکھٹا کر دو ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کئے اور ان کے ساتھ جڑے رہنے والوں کو۔

وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ. (التکویر:7)

اور جب نفوس کو اکھٹا کر دیا جائے گا۔

حدیث میں ہے کہ نہیں محبت کرتا کوئی شخص کسی قوم سے مگر اسے ان کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

خلاصہ وتنبیہ

اللہ نے کفار کے ساتھ دوستی لگانے سے منع کیا اور اس بارے میں سختی کی ہے اور بتایا کہ جو انہیں دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہوگا ایسے ہی احادیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ: جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔گذشتہ آیات،احادیث اور آثار سلف صالحین رحمہم اللہ سے چند امور واضح ہوگئے کہ: ایسا کرنے والا ان آیات کی وعید میں داخل ہے اور جہنم کا مستحق ہے۔ہم اللہ سے اس کے غضب اور اس کے عذاب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

① عام محبت اور دوستی لگانا۔

② خاص محبت یا دوستی لگانا۔

③ معمولی سا جھکاؤ یا میلان۔

اللہ نے فرمایا:

وَ لَوْ لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلاً، اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا. (اسراء:74-75)

اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو تو ان کی طرف معمولی سا مائل ہو جاتا اس وقت ہم تجھے

زندگی اور موت کا دوگنا مزا چکھا دیتے پھر تو اپنے لئے ہمارے مقابل کوئی مددگار بھی نہ پاتا۔

جب اشرف المخلوقات سے اس طرح کا انداز خطابت ہے تو پھر کسی اور کی کیا حقیقت باقی رہتی ہے۔

④ چاپلوسی کرنا یا ساتھ گھومنا پھرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ. (القلم:9)

وہ چاہتے ہیں کہ تم نرمی دکھاؤ تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔

⑤ ان کے قول اور چاہت میں ان کی اطاعت کرنا۔ فرمایا:

وَ لاَ تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا. (الکھف:28)

اور تو اطاعت نہ کر ان کی جن کے دلوں کو ہم نے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش پر چلتے ہیں اور اس کا معاملہ کمی والا ہے۔

وَ لاَ تُطِعْ كُلَّ حَلاَّفٍ مَّهِيْنٍ، هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيْمٍ، مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ، عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ، اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ، اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ. (القلم:9-15)

اور تو کسی ایسے شخص کا بھی کہنا نہ ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا۔ بے وقار، کمینہ، عیب جو، چغل خور۔ بھلائی سے روکنے والا حد سے بڑھ جانے والا گناہگار ہے۔ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ تو اگلوں کے قصے ہیں۔

ان کو قریب بٹھانا اور امرائے اسلام کے پاس لے جانا۔

⑦ معاملات میں ان سے مشاورت کرنا۔

⑧ انہیں مسلمانوں کے کسی معاملے میں استعمال کرنا خواہ کیسا ہی معاملہ ہو امارت ہو یا گورنری یا کاتب ہونا وغیرہ۔

⑨ مومنوں کے سوا انہیں جگری دوست بنانا۔

⑩ ان کے ساتھ بیٹھنا اور ان سے ملاقات کرنا ان کے پاس جانا۔

⑪ انہیں امانت دار سمجھنا جبکہ اللہ نے انہیں خائن قرار دیا۔

⑫ ان کے معاملات میں ان کا معمولی سا بھی تعاون کرنا جیسے قلم اٹھا کر دینا یا دوات ان کے قریب کر دینا تا کہ وہ اپنا ظلم لکھ سکیں۔

⑬ ان کی خیر خواہی چاہنا۔

⑭ ان کی خواہش پر چلنا۔

⑮ ان کے ساتھ رہنا زندگی گزارنا۔

⑯ ان کے اعمال پر راضی رہنا ان سے مشابہت اختیار کرنا ان کے طور وطریق اپنانا۔

⑰ ان کا ادب سے ذکر کرنا جیسے انہیں سردار یا دانشور قرار دینا جس طرح طواغیت کو سید کہنا وغیرہ۔

⑱ ان کے ساتھ ان کے گھروں میں یا محلوں میں رہنا جیسا کہ فرمایا کہ جو مشرکین کے ساتھ اکھٹا ہوا یا ان کے ساتھ رہا وہ انہی کی طرح ہے۔(ابو داؤد)

ان تمام امور میں قرابت دار یا اجنبی کا کوئی فرق نہیں جیسا کہ سورہ مجادلہ کی آیت نمبر۲۲ میں ہے لہٰذا جو ان کی حمایت میں ان کا دفاع کرتا ہو کہ انہیں سزا نہ ہونے دے یا مسلمانوں کو ان سے روکے وہ ان سے بہت محبت اور دوستی کرنے والا ہوا خاص کر مرتدین سے محبت کرنے والا جبکہ یہ لوگ جو جانتے بوجھتے اللہ کی دشمنی اختیار کرتے ہیں ان پر تو اصل کافر سے زیادہ سختی ہونی چاہیئے ظالم کا مددگار بھی ظالم ہے تو کافر اور منافق کی ان کے کفر ونفاق پر مدد کرنے والا کیوں کافر ومنافق نہ ہو کہ حکمرانوں کے سامنے ان کا دفاع کرتا ہو اور جب کوئی ڈاکو کسی رئیس کو ڈاکے کا مال بطور رشوت دے اور وہ قبول کرے تو وہ ان کا سردار بن گیا تو جو کفار اور منافقین کا پوشیدہ طور پر حامی ہو اور ان سے محبت کرتا ہو وہ بالا ولیٰ بڑا کافر ہوا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر صراحت کی ہے۔لیکن اگر کسی مظلوم مسلمان کے حق میں سفارش کی جائے تا کہ اسے سزا نہ ہو تو یہ مستحب ہے لیکن مرتد کے حق میں سفارش مذموم ہے۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:بدر کے روز قیدی لائے گئے ان میں عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ:ان قیدیوں کے متعلق تمہارا کیا مشورہ ہے۔ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:یا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کی قوم

اور رشتے دار ہیں ان سے درگزر کریں شاید اللہ ان کی توبہ قبول کر لے۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: ان سے درگزر کریں اور فدیہ قبول کر لیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ انہوں نے آپ کو جھٹلایا، جلاوطن کیا، آپ سے مقابلہ کیا ان کی گردنیں ماردیں۔ نبی علیہ السلام چلے گئے اور کچھ جواب نہ دیا اور پھر آکر فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیری مثال ابراہیم علیہ السلام کی ہے انہوں نے کہا تھا: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (ابراھیم:36) جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا تو تو غفور رحیم ہے﴾ اور تیری مثال اے عمر رضی اللہ عنہ نوح علیہ السلام کی ہے انہوں نے کہا تھا﴿ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا. (نوح:26) اے پرودگار زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی نہ چھوڑنا﴾ تم ضرورت مند ہو تو ان میں سے کوئی نہ چھوڑا جائے مگر فدیہ لے کر یا گردن مار کر تو اللہ نے یہ آیت اُتار دی ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ. (انفال:67) کسی نبی کو زیبا نہیں کہ اس کے قیدی ہوں حتیٰ کہ وہ زمین پر خونریزی کر لے﴾ یہ مختصر واقعہ ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ نے یہ آیت نازل کر دی ﴿ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ...... اگر اللہ کی طرف سے لکھا نہ ہوتا...... ﴾ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ابونعیم سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ تیری مخالفت کی وجہ سے قریب تھا کہ ہم پر برائی آجاتی۔ ابن منذر اور ابن مردویہ کے مطابق اس کی ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ: عمر کی مخالفت کی وجہ سے قریب تھا کہ ہم پر بڑا عذاب آجاتا اور وہ عذاب سوائے عمر کے کسی کو نہ چھوڑتا۔ تو جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو اللہ اور اس کے رسول کے سچے خیر خواہ تھے ان کی اس رائے کا یہ حال ہو تو جو محض دنیاوی مفادات کی خاطر اس طرح کرے اس کا کیا حکم ہوگا۔ اگر کہا جائے کہ نبی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مذمت نہیں کی بلکہ انہیں ابراہیم، عیسیٰ اور میکائیل علیہم السلام سے تشبیہ دی جبکہ جبریل، نوح اور موسیٰ علیہم السلام کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کو تشبیہ دی۔ تو اس سے نرمی اور شفقت میں موافقت ہے خاص اس مسئلے میں موافقت نہیں ہے درست رائے کتاب اللہ کے مطابق عمر رضی اللہ عنہ کی تھی اس کے باوجود اللہ نے فدیہ لینے پر وعید سنائی جبکہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اجتہادی

رائے تھی تو جو کفار کا خیر خواہ ہو ان سے نرمی برتے اور ان سے قتال سے روکے اور نہیں سزا ہونے نہ دے وہ بھی صرف دنیاوی مفادات کی خاطر تو اس کا کیا حکم ہوسکتا ہے۔اور جو مسلمانوں کو ان سے قتال سے روکتا ہو اگر اس کا مقصد یہ ہے ان کی تالیف قلبی ہو وہ اسلام میں داخل ہونے کا وعدہ کرلیں یا داخل ہو جائیں پھر مصلحت ان کے ساتھ قتال نہ کرنے ہی میں ہے اور یہ جائز ہے لیکن اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ مسلمان ان سے بالکل چھیڑ چھاڑ نہ کریں نہ قتال کریں نہ سزا دیں نہ سختی کریں تو وہ ان کا بہت بڑا مددگار رہوا اور ان سے الگ رہ کر بھی ان کا دوست ہوا اور جہاں تک مسلمانوں کے نقصانات پورا نہ کرنے دینے کی بات ہے تو اگر نقصان کرنے والے مرتد تھے اور وہ بھی ایسے جو بار بار ارتداد کرچکے ہوں تو ان پر چٹی واجب ہے مسلمانوں کا نقصان پورا کرنا چاہیئے البتہ جو ایسا نہ ہونے دے وہ گناہ گار ہے بشرطیکہ صرف مالی نقصان ہو تو اسے پورا کرنا چاہیے اسے پورا نہ کرنا ان کے ساتھ ظلم و زیادتی پر تعاون کرنا ہے لہٰذا جب یہ چیز عام ہو جائے گی تو بدوی لوگ ارتداد میں جری ہو جائیں گے لہٰذا ہر حال میں اس کا سد باب ہونا چاہیے اور سائل کا یہ استفسار کہ ان سے اس طرح کا تعلق نفاق کہلائے گا یا کفر تو جواب یہ ہے کہ اگر تعلق یہ ہے کہ ان کے ساتھ ان علاقوں میں رہتا ہے اور ان کے ساتھ مل کر لڑتا ہے وغیرہ تو یہ کافر ہے جیسا کہ فرمایا:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ ايٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا .(النساء:140)

اللہ نے تم پر کتاب میں یہ بات نازل کردی کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر واستہزاء کیا جارہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو تا آنکہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں اس وقت تم ان کی طرح ہوتے ہو۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو مشرکین کے ساتھ اکھٹا ہوا اور ان کے ساتھ رہے تو وہ انہی کی مانند ہے۔فرمایا: میں ان مسلمانوں سے لاتعلق ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتے ہوں۔(ابو داؤد)

اور اگر ان سے تعلق اس طرح ہے کہ وہ مسلمان علاقوں میں رہ رہے ہوں تو یہ نافرمان گناہگار اور وعید کا مستحق ہے اور اگر یہ تعلق دنیاوی ہے تو اس کو سزا دینا واجب ہے تا کہ اسے عبرت ہو اور اگر ان کے ساتھ ان کے تعلق ان کے دین کی وجہ سے ہے تو وہ انہی کی مانند ہے اور جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے وہ انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ لیکن سوال کرنے والا اپنے الفاظ پر غور کرے ممکن ہے یہ اس لئے ہو کہ وہ دل میں ان کے لئے محبت رکھتا ہو اور اگر وہ ان سے بغض وعناد رکھتا ہوتا تو انہیں خوش کرنے کے بجائے انہیں ناراض کرتا۔ رہا سوال کرنے والے کا یہ استفسار کہ اگر وہ انہیں کافر اور برا قرار دینے کی طاقت رکھتا ہو پھر بھی ایسا نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یا تو ان کے کفر میں شک کرتا ہوگا یا ان کے کفر سے لاعلم ہوگا یا انہیں اور ان جیسے دیگر کو کافر سمجھتا ہوگا لیکن ان کے سامنے ان کی تکفیر نہ کرتا ہوگا تو وہ ان کے لئے نرمی برتنے والا ہوا اور اللہ کے اس فرمان کا مصداق بنا کہ ﴿ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ. (القلم:9) وہ چاہتے ہیں کہ تم نرمی دکھاؤ تو وہ بھی نرمی دکھائیں ﴾ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ گناہگار ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں ان کے علاوہ کو تو کافر کہتا ہوں لیکن انہیں کافر نہیں کہتا تو گویا اس نے انہیں مسلمان قرار دیا کیونکہ کفر کے علاوہ اسلام ہی ہے تو اس صورت میں ہم پر کیا واجب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ پر واجب ہے کہ آپ ایسے لوگوں کو دعوت دیں اور نصیحت کریں اور ان کے عمل کو برا جانیں اگر وہ توبہ کر لے تو یہی مطلوب ہے اور اگر وہ اصرار کرے تو پھر اس کے عمل کے مطابق اس پر حکم لگایا جائے اگر کفر کیا ہے تو کافر ہے اور اگر اس نے نافرمانی کی ہے تو گناہ گار ہے اس کا ردّ کرنا اور اسے سزا دینا اور اس سے دور رہنا واجب ہے حتی کہ وہ توبہ کر لے نبی علیہ السلام نے ان لوگوں سے قطع تعلق کر لیا تھا جو ایک غزوے میں شامل نہ ہوئے اور پیچھے رہ گئے حتی کہ ان سے گفتگو اور سلام تک کرنا چھوڑ دیا تو جو کفار کے ساتھ دوستی لگائے اور ان سے محبت رکھے اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟۔

سوال کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ حربی کافر کے ملک میں بغرض تجارت سفر کرے؟

جواب اگر وہ اپنے دین کے اظہار پر قادر ہو اور مشرکین سے دوستی نہ لگائے تو اس کے لئے جائز ہے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس طرح ثابت ہے جیسے ابوبکر وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم مشرکین کے علاقوں میں تجارت

کی غرض سے گئے لیکن اللہ کے نبی علیہ السلام نے ان پر ردّ نہیں کیا۔(مسند احمد)

اور اگر اپنے دین کے اظہار پر قادر نہ ہو اور ان سے دوستی نہ کرنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے ان علاقوں میں سفر کرنا جائز نہیں جیسا کہ علماء فرماتے ہیں اس کے لئے وہ احادیث ہیں جن میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اللہ نے انسان پر توحید کے مطابق عمل کرنا اور مشرکین سے دوستی نہ رکھنا واجب قرار دیا ہے تو ہر وہ کام جو اس میں کوتاہی کا سبب ہو وہ ناجائز ہے۔ نیز یہ ان کی موافقت کا ذریعہ بن سکتا ہے جیسا کہ اکثر فاسق مسلمان ان کے علاقوں میں جا کر ایسا کرتے ہیں۔(نعوذ باللہ من ذٰلک)

سوال کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ تجارت کی غرض سے کفریہ ممالک میں رہے جبکہ شعائر کفر بھی ظاہر ہوں؟

جواب اس کا جواب وہی ہے جو اس سے پہلے سوال کا ہے اور دارالحرب اور دارالصلح کا کوئی فرق نہیں ہے جبکہ مسلمان وہاں اپنے دین کے اظہار پر قادر نہ ہو تو وہاں سفر کرنا جائز نہیں۔

سوال کیا کم یا زیادہ مدت کا فرق کیا جا سکتا ہے؟

جواب اس میں کم یا زیادہ مدت کا کوئی فرق نہیں ہر وہ شہر جہاں مسلمان اپنے دین کا اظہار نہ کر سکتا ہو وہاں ایک دن رہنا بھی جائز نہیں جبکہ وہ وہاں سے نکلنے کی طاقت رکھتا ہو۔

سوال اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ ﴿اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ. (النساء:140) تم اس وقت ان کی مانند ہوئے﴾ اور نبی علیہ السلام کی حدیث کہ: جو مشرک کے ساتھ اکٹھا ہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی طرح ہے۔ کا کیا معنی ہے؟

جواب اس آیت کا معنی ظاہر پر ہے کہ جب کوئی شخص سنے کہ اللہ کی آیت کے ساتھ کفر واستہزاء کیا جاتا ہے اور وہ ان مرتدین اور کافرین کے ساتھ بلا اکراہ بیٹھتا ہے ان پر ردّ نہیں کرتا نہ وہاں سے اٹھتا ہے حتیٰ کہ وہ دوسری بات کرنے لگیں تو وہ انہی کی طرح کافر ہے اگرچہ عملاً ان کے ساتھ شریک نہ ہو کیونکہ یہ کفر پر راضی ہونا ہے اور کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے اور ایسی دیگر آیات سے علماء نے دلیل لی

ہے کہ گناہ پر راضی رہنے والا بھی اس گناہ کے مرتکب کی طرح ہے اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ دل سے اسے ناپسند کرتا ہے تو یہ قابل قبول نہیں کیونکہ حکم ظاہر پر لگتا ہے اور وہ کفر ظاہر کر رہا ہے لہٰذا کافر ہوا۔ لہٰذا جب اللہ کے نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگ مرتد ہو گئے اور پھر یہ کہنے لگے کہ ہم دل سے راضی نہ تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی یہ بات قبول نہ کی بلکہ ان سب کو مرتد گردانا البتہ جس نے زبان اور دل دونوں سے اسے ناپسند کیا وہ مستثنیٰ ہے ایسے ہی وہ حدیث جس کے متعلق سوال ہوا اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ اگر کوئی اسلام کا دعویٰ کرنے کے بعد مشرک کے ساتھ اکھٹا رہے اس کی مدد کرے اور مشرکین اسے اپنا ساتھی شمار کرنے لگیں تو وہ ان کی طرح مشرک ہے اگر چہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے الّا یہ کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور مشرکین کو دوست نہ بنائے۔ اسی لئے جب بعض لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے تھے لیکن مکہ میں مشرکین کے ساتھ رہ رہے تھے جبکہ اللہ کے نبی ہجرت کر چکے تھے اور وہ بدر میں مشرکین کے ساتھ نکلے بھی اگر چہ وہ دل سے اس نکلنے کو ناپسند کرتے تھے پھر ان میں سے بعض لوگ قتل کر دیئے گئے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں مسلمان خیال کیا اور کہا کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا تو اللہ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کر دی:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ. (النساء:97)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔

سدّی وغیرہ مفسرین فرماتے ہیں: وہ کافر تھے اللہ نے ان کا یہ عذر قبول نہ کیا کہ وہ کمزور تھے۔

سوال جو اسلام کا دعویٰ کرنے لگے لیکن علامات نفاق کا اظہار بھی کرے تو کیا اسے منافق کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب جس سے علامات نفاق کا صدور ہو جیسے مومنوں کی صف بندی کے وقت پلٹ جانا یا ان کی مدد کرنا چھوڑ دینا جب دشمن سے مقابلہ ہو وہ ان لوگوں کی طرح ہے جو کہتے تھے اگر ہم لڑنا جانتے تو تمہارے ساتھ چلتے اور اس کی یہ حالت کہ جب مسلمان غالب ہوں تو ان کا ساتھ دے اور جب کافر

تو کافر کا اور بعض اوقات مشرکین کی تعریف کرے اور مومنوں کے سوا انہیں دوست بنائے اس طرح کی دیگر علامات جنہیں اللہ نے منافق کی علامت بتایا ہے تو اسے منافق کہنا جائز ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اکثر اسے منافق کہتے جیسے حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد رسالت میں ایک شخص کوئی بات کہتا اور منافق بن جاتا نیز عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا کہ تو منافق ہے ایسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ یارسول اللہ مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن ماردوں کیونکہ یہ منافق ہے ایسے ہی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ جب انہوں نے منافقین کے حق میں کوئی بات کہی کہ تو جھوٹا ہے اور منافق ہے۔ایسے ہی دیگر بہت سے واقعات۔لیکن یہ جان لینا چاہیے کہ ظاہری اور باطنی نفاق میں کوئی تعلق نہیں ہوتا ایسا ہوتا ہے ایک شخص بظاہر منافق ہو لیکن بباطن منافق نہ ہو کیونکہ بسا اوقات انسان غلطی یا لاعلمی سے کوئی ایسا کام کر لیتا ہے جو نفاق کی علامت ہوتی ہے جبکہ وہ منافق نہیں ہوتا ہے پھر اگر کوئی اسے اس وجہ سے منافق کہہ دے تو اس کے لئے جائز ہے جس طرح اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو منافق کہہ دیا تھا لیکن اللہ کے نبی علیہ السلام نے ان پر ردّ نہ کیا جبکہ سعد منافق نہ تھے اور جو ایسا کرنے سے خاموش رہے تو وہ بھی منافق ہے الّا یہ کہ وہ مذبذب ہو کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ہے یا مشرکین کے ساتھ۔اور واضح ہو کہ خواہش یا عصبیت کی بناء پر مسلمان کو منافق کہنا جائز نہیں یا کسی دنیاوی غرض یا بغض کی وجہ سے یا کسی ایسے اختلافی مسئلے کی وجہ سے جس میں اکثر لوگوں میں اختلاف رہتا ہو اس صورت میں انسان کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے صحیح حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ: جو کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائے وہ ایسے ہے جیسے اس نے اسے قتل کر دیا البتہ اگر نفاق کی علامات موجود ہوں تو ایسا کرنا جائز ہے جبکہ انسان کی نیت اللہ کے دین کی سربلندی اور اللہ کی رضامندی ہو۔

سوال کیا دوستی اور دشمنی لا الٰہ الا اللہ کے معنی سے متعلق ہے یا اس کے لوازمات میں سے ہے؟

جواب مسلمان کو جاننا چاہیے کہ اللہ نے اس پر مشرکین سے دشمنی رکھنا اور ان سے دوستی نہ کرنا فرض کر دیا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا بھی فرض ہے اس فرضیت کا علم رکھنے کے بعد اگر کوئی یہ بھی جانتا

ہو کہ اس کا تعلق کلمہ توحید کے معنی سے ہے یا اس کے لوازم سے تو یہ خیر مزید ہے اور جو نہ جانتا ہو تو وہ اسے جاننے کا مکلّف نہیں خاص طور پر جب اس سے اختلاف اور شر کا اندیشہ ہو اور مومنوں کی صفوں میں تفرقہ ہو جو ایمان کے واجبات کو قائم کرتے ہیں اللہ کے لئے جہاد کرتے ہیں اور مشرکین سے دشمنی اور مسلمانوں سے دوستی رکھتے ہیں لہٰذا اس پر خاموش رہنا چاہیے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کی جانب سے عزیز بیٹے صالح کی طرف سلمہ اللہ تعالیٰ آمین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ باز نے نبہان کے بیٹے کو خط روانہ کیا ہے جسے حمد بن عتیق رحمہ اللہ نے لکھا ہے جو چند آیات محکمات سے اس استدلال کو متضمن ہے کہ ان کی اطاعت اور ان کی طرف میلان حرام ہے اور اس میں وارد آیات کے معانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ دین کا بنیادی اصول ہے جسے جاننا اور اس کے متعلق بحث کرنا اور اسے جاہل کے سامنے واضح کرنا ضروری ہے خاص طور پر عصر حاضر میں تاکہ نصیحت ہو اور لوگوں کو بچایا جاسکے اور یہ دین مضبوط ہے اگر ساری دنیا کے عالم اور جاہل اس کا ردّ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ابن نبہان نے جب اس رسالے کا مطالعہ کیا تو چند اعتراضات اور اصول لکھ دیئے جن کے متعلق وہ نہیں جانتا کہ وہ کسی بدعتی کے ہیں یا نہیں اگر ان سے کہا جائے کہ یہ کس کا مذہب ہے اور کون اس کا قائل ہے تو وہ اس کا مناسب جواب نہیں دے سکتے تو ہمیں ایسا ہی کچھ معلوم ہوا کہ ایک اصول یہ لکھا ہے کہ امام کے بغیر جہاد نہیں ہوتا لہٰذا جب امام نہ ہو تو جہاد بھی نہیں اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ جہاد ترک کرنے سے جو جائز ہوتا ہے وہ اس صورت میں بھی ہوتا ہے کہ اللہ کے دین کی مخالفت کرنے اور ایسا کرنے والے کی اطاعت کرنا جائز ہے کیونکہ اگر جہاد ترک کرنا جائز ہے پھر تو مشرکین سے دوستی لگانا اور ان کی موافقت وحمایت کرنا بھی جائز ہوا جبکہ یہ باطل ہے قرآنی حکم کے برعکس ہے کہ امامت کے بغیر جہاد جائز نہیں۔دوسرا اصول یہ لکھا ہے کہ قرآن عزیز کی تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار حجت نہیں ہیں تو جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال حجت نہیں جنھوں نے

بالمشافہ نبی علیہ السلام سے قرآن سیکھا اور اس کے نزول کے وقت موجود تھے اور امت میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور عدل کرنے والے تھے جو تفسیر میں حجت ہیں تو کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ کن مبتدعہ کا یہ مذہب ہے۔خلاصہ یہ کہ آپ وہ لے لیں جو اس نے لکھا ہے اور مجھے روانہ کردیں تاکہ میں اسے دیکھ سکوں تاکہ اس سے اس کے ہر لفظ کی دلیل مانگی جائے اور اس کا رڈ کیا جائے کیونکہ اس میں موقع پرستی کی گنجائش نہیں ہے اگر یہ کسی ایسے شخص کا کام ہوتا جسے علم سے تعلق نہ ہوتا تو اس سے پہلوتہی مناسب ہوتی لیکن دعویٰ کرنے والا ایسا ہے کہ وہ علم رکھتا ہے لیکن خود اپنے علم سے ناواقف ہے لہٰذا اسے واضح کرنا ضروری ہے تاکہ جاہل اس سے دھوکہ نہ کھائے جب اس کی غلطیوں کی اصلاح ہو جائے گی تو ضعف بصیرت کا شبہ بھی دور ہو جائے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

یہاں میں ایک سوال کر کے اس سے اس کا جواب چاہتا ہوں اس سے لفظ اسلام کے متعلق پوچھنا جو کہ اللہ کے دین کی اساس ہے اس کے معنیٰ مضمون ، مدلول، مقتضیٰ ،حق ،حقیقت ،لوازم کے متعلق اگر وہ یہ جانتا ہوا تو سمجھ جائے گا کہ وہ غلط ہے اور اگر نہ جانتا ہوا اور علم کا دعویٰ کرتا ہو تو اس کا دعویٰ باطل ہو جائے گا اور اگر وہ پھر بھی کسی خبط میں گرفتار ہو تو خبط کسی کام نہیں آتا لہٰذا اس سے لازمی جواب مانگیں یہ اس کے خلاف دلیل ہے۔**واللہ الموفق لبیان الھدی والاستقامة علیه والسلام**

نوٹ: جب شیخ کے پاس ابن نبہان کے اعتراضات پہنچے تو انہوں نے حق کو باطل سے الگ اور واضح کر دیا ارشاد فرمایا:

ہمارے پاس ہمارے شاگرد حمد بن عتیق رحمہ اللہ کا رسالہ آیا اللہ ہمارے اور ان کے دلوں کو ایمان کے نور سے روشن رکھے اور ہمیں ہر امتحان میں ثابت قدم رکھے اور اللہ ہی اپنے دین و کتاب اور رسول کی حفاظت و حمایت کرنے والا ہے میں نے اس رسالے کو انہی مقاصد سے پایا منہج سنی وسلف اور دعوت اسلامی سے بھرپور پایا اس میں مغرور جہلاء اور ظالموں اور کافروں کے دوستوں وغیرہ سے واضح دلائل کے ذریعے ڈرایا گیا ہے علاوہ ازیں اس میں کچھ ناپسندیدہ معارضات بھی ہیں جو محض ضلالت و جہالت ہیں جو منہج علماء اہل اتباع کو منہج اہل ابتداع سے علیحدہ بیان کرنے کا تقاضا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ حق سچ

بیان کرنے اور اس پر عمل کرنے اس کی نشر واشاعت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔اصل مقصود شروع کرنے سے قبل یہ نافع مقدمہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ. (الفصلت:33)

اس سے بڑھ کر بات میں اچھا اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ اور عمل صالح کی دعوت دے اور کہے کہ میں مسلمانوں سے ہوں۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے معمر تک اپنی سند بیان کرنے کے بعد نقل کیا ہے کہ حسن رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا: یہ اللہ کا ولی ہے اس کا پاک کردہ اس کا چنا ہوا اس کی مخلوق میں اس کی طرف دعوت دینے کی وجہ سے سب سے بڑھ کر محبوب ہے کہ دعوت کے ساتھ عمل بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں یہ اللہ کا خلیفہ ہے۔ابن جریر رحمہ اللہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ یہ بندہ اپنے قول وعمل اور دخول وخروج اور ظاھر و باطن، حاضر وغائب میں سچا ہے اور منافق اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿**اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا.** (الفصلت:30)﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کی'' کے معنی میں ابن جریر رحمہ اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی پھر فرمایا: اکثر لوگ یہ کہتے ہیں پھر کفر کر بیٹھتے ہیں تو جو اس پر مرا وہ ان لوگوں میں سے ہے جو ڈٹے رہے۔ابن جریر رحمہ اللہ زہری سے نقل کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ آیت تلاوت کی پھر فرمایا: وہ لوٹ گئے۔اللہ کی اطاعت پر اور وہ لومڑی کی طرح ادھر ادھر نہیں بھاگتے ۔اللہ کا فرمان ہے:

شَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًا وَّ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ وَ مَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰۤی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ مَا تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَیۡہِ اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ. (الشوریٰ:13)

اور اس نے تمہارے لئے اسی دین کو شریعت بنایا ہے جس کا تاکیدی حکم اس نے نوح (علیہ السلام) کو دیا اور ہم نے آپ کی طرف وحی کیا اور جس کا تاکیدی حکم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا کہ اس دین کو قائم رکھو اور فرقہ میں مت پڑو۔

اس آیت کے معنی میں ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس نے جو تمہارے لئے شریعت مقرر کی ہے اس کے مطابق عمل کرو اور فرقہ پرستی میں نہ پڑو اور قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جان لو فرقہ بازی ہلاکت ہے اور جماعت مضبوطی ہے اور اللہ کے فرمان:

فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ ج وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ ھُمْ. (الشوریٰ:15)

اسی کی طرف تو دعوت دے اور ثابت قدم رہ جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات پر مت چل۔

اس کی تفسیر میں ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس دین کی طرف دعوت دے جسے اس نے تمہارے لئے شریعت قرار دیا ہے اور جس کا تاکیدی حکم اس نے نوح کو دیا اور جس کی وحی اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کی طرف کی ہے آپ اللہ کے بندوں کو اس پر عمل کی دعوت دیں اور اس میں کج روی اختیار نہ کریں اور ثابت قدم رہیں جیسا کہ آپ کے رب نے آپ کو اس پر استقامت کا حکم دیا ہے۔ اللہ کا فرمان: ﴿وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ ھُمْ﴾ ''اور ان کی خواہشات پر مت چل'' ان کی خواہشات پر جو حق میں شک کرتے ہیں وہ حق جسے اللہ نے تمہارے لئے شریعت بنایا ہے اور اللہ کا فرمان ﴿وقل امنت بما انزل اللہ من کتاب﴾ ''اور کہہ کہ میں ایمان رکھتا ہوں اس کتاب پر جسے اللہ نے نازل کیا'' وہ وعدے جو اللہ نے انبیاء سے لئے اور کتاب کوئی سی بھی ہو تورات انجیل یا صحف ابراہیم میں تمہاری طرح ان میں سے کسی کی بھی تکذیب نہیں کرتا جس طرح تم بعض کو مانتے ہو اور بعض کو ردّ کر دیتے ہو۔ اور اللہ کا فرمان: ﴿وامرت لاعدل بینکم﴾ ''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں'' اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دو کہ مجھے میرے رب نے تمہارے درمیان عدل کا حکم دیا ہے لہٰذا میں تم سب کے درمیان اس حق کے مطابق فیصلہ کروں گا جس کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے اور

جس کی طرف دعوت دینے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔قتادہ رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تاحیات عدل کا حکم دیا ہے اور عدل زمین پر اللہ کا میزان ہے اس کے ذریعے وہ مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلاتا ہے اور کمزور کو طاقت ور سے اور عدل کے ذریعے اللہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرتا ہے اور عدل کے ذریعے زیادتی کرنے والے کا ردّ کرتا ہے۔بغوی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ہے:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ. (هود:112)

پس تو ثابت قدم رہ جس طرح تجھے حکم کیا گیا ہے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہین: اپنے رب کے دین پر عمل کرتا رہ اور اس کی طرف دعوت دیتا رہ: ﴿وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَلاَ تَطْغَوْا﴾ ''اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ توبہ کریں اور تم سرکشی نہ کرو'' اللہ کے احکامات سے تجاوز نہ کرو اور میری نافرمانی مت کرو: ﴿وَ لاَ تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ ''اور ان لوگوں کی طرف مائل مت ہو جنہوں نے ظلم کیا'' ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مائل نہ ہو اور میلان دلی توجہ اور محبت کو کہتے ہیں اور ابوعالیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ: ان کے اعمال پر راضی نہ ہو۔اور سدّی رحمہ اللہ نے کہا: ظالموں کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش نہ آؤ۔اور عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: ان کی اطاعت نہ کرو اور ظالموں کی طرف مت متوجہ ہو﴿ فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ﴾ ''پس تمیں آگ لگ جائے گی'' وہ تمہیں جلا دے گی: ﴿ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لاَ تُنْصَرُوْنَ.(هود:113)﴾ ''اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی'' اس آیت و دیگر آیات جو ہم نے پہلے ذکر کیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل استقامت اور اہل الرکون مائل ہونے والے لوگوں کے مابین بہت فرق ہے جیسا کہ بعض علماء فرماتے ہیں جس طرح واجبات اور محرمات کے مابین اور ثواب وعقاب کے مابین فرق ہے ان دو گروہوں کے مابین اس سے بھی زیادہ فرق ہے ان کا انجام اور ہے اور ان کا اور ہے۔دو آیات کے ذریعے یہ بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لاَ هُمْ يَحْزَنُوْنَ، اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءًم بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.

(الاحقاف:14)

وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارارب اللہ ہے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے یہ لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ ان کے اعمال کی جزاء ہے۔

اللہ نے خوف وملال کی نفی کی اور توحید واطاعت کی بنیاد پر ہمیشہ کی جنت ان کا ٹھکانہ بتایا اور جو اس راہ کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کریں ان کے متعلق فرمایا:

تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَھُمْ اَنْفُسُھُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَ فِی الْعَذَابِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ. (المائدۃ:80)

آپ ان میں سے اکثر کو دیکھیں گے کہ ان لوگوں کو دوست بناتے ہیں جنہوں نے کفر کیا البتہ بہت برا ہے جو ان کے نفسوں نے ان کے لئے آگے بھیجا کہ اللہ ان پر ناراض ہوگیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

اس میں اللہ نے کفار کو دوست بنانے والے کی مذمت کی ہے اور اسے ہمیشہ کے عذاب کی وعید سنائی ہے اور پھر یہ بتایا کہ یہ اوصاف اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان کے منافی ہے فرمایا:

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا، نِ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (النساء:138-140)

منافقین کو خوشخبری سنادیں کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ لوگ جو کافروں کو مومنوں کے سوا دوست بناتے ہیں۔

تو اہل استقامت کو ثواب کس قدر عظیم ہے اور کفار سے دوستی کرنے والوں کی سزا کس قدر سنگین ہے جیسا عمل ویسی ہی جزاء جو علم اور ایمان کے نور سے روشناس ہو اس کے لئے قرآن بڑا واضح ہے لیکن معمولی سی سمجھ بوجھ رکھنے والا بھی یہ تصور کرسکتا کہ یہ دونوں طبقے اسلاف میں تو اسی طرح تھے لیکن متاخرین میں نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جانشینوں کا تذکرہ کیا فرمایا:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا. (مریم:59)

پس ان کے بعد ان کے برے جانشین آئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات پر چلنے لگے عنقریب وہ غی سے ملیں گے۔

اور فرمایا:

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ،مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ. (القلم:36-35)

کیا ہم مسلمانوں کو مجرمین کی طرح بنادیں تمہیں کیا ہوا تم کس طرح فیصلہ کرتے ہو۔

کیا کوئی مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کہ یہ پہلوں کے متعلق ہے پچھلوں میں ایسا نہیں ہے ہرگز نہیں نیکیاں اور برائیاں پچھلوں پر بھی اسی طرح گنی جاتی ہیں جس طرح پہلوں پر گنی جاتی تھیں:

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ. (الجاثیہ:21)

کیا برائیوں کا ارتکاب کرنے والے سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حادثہ تاتار کے متعلق اپنے ایک رسالے میں فرمایا کہ کتاب وسنت کے نصوص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہیں وہ لفظ اور معنی یا فقط معنی کے عموم کے اعتبار سے تمام مخلوق کو شامل ہیں ایسے ہی کتاب وسنت میں اللہ کے وعدے جس طرح امت کے اول کو متضمن ہیں ایسے ہی آخر کو بھی شامل ہیں اللہ نے ہم پر پہلی امتوں کے واقعات بیان کئے تا کہ وہ ہمارے لئے عبرت ہوں ہمارا حال بھی ایسے ہی ہے اس امت کے آخر کو اس کے اول پر قیاس کیا جائے گا بعد والے مومن کے لئے وہی کچھ ہے جو پہلے والے مومن کے لئے تھا ایسے بعد والے کفار ومنافقین کے لئے وہ ہے جو پہلے والے کفار ومنافقین کے لئے تھا۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى. (یوسف:111)

البتہ ان کے قصوں میں عقل والوں کے لئے عبرت ہے وہ بنائی ہوئی کہانیاں نہیں۔

فرعون کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ،اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى.

(النازعات:26-25)

پس اللہ نے اسے پکڑا پچھلوں اور پہلوں کے لئے عبرت کے طور پر یقیناً اس میں ڈرنے والے کے لئے عبرت ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ. (آل عمران:13)

یقیناً تمہارے لئے دو جماعتوں میں جو باہم متحارب ہوئیں نشانی ہے ایک جماعت اللہ کی راہ میں لڑتی ہے اور دوسری کافر ہے وہ انہیں آنکھ سے اپنے سے دوگنا دیکھتے ہیں اور اللہ جس کی چاہتا ہے اپنی مدد سے اس کی تائید کرتا ہے یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے عبرت ہے۔

بنو نضیر کے قصہ میں فرمایا:

فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِى الْاَبْصَارِ. (الحشر:2)

اے عقل والو عبرت حاصل کرو۔

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس امت کے پہلوں اور ان سے بھی پہلے والوں سے عبرت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو تمام جن وانس کی طرف نبی بنایا فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا. (الفرقان:1)

بابرکت ہے وہ ذات جس نے فرقان کو اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ وہ جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہوجائے۔

اور فرمایا:

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ. (الانعام:19)

اور یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا تا کہ میں تمہیں اور جس جس کو پہنچے ڈراؤں۔

اللہ نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب کو نازل کیا تا کہ قیامت تک لوگوں کے اختلافات حل کریں آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کی ملت وشریعت آخری ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔فرمایا:

''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی جو ان کی مدد نہ کرے اور ان کی مخالفت کرے وہ انہیں نقصان نہ دے سکے گا یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور وہ اسی حال میں ہوں''۔

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کے نصوص قیامت تک آنے والے تمام مکلّف انسانوں کے لئے ہیں اس میں پہلے اور بعد کا کوئی فرق نہیں اور کتاب وسنت کے اس معنی پر پہلوں اور پچھلوں سب کا اتفاق ہے اور کوئی ایک مسلمان بھی اس سے انکار نہیں کرتا۔اسلئے علماء نے دین وشریعت کی حفاظت اور اصلاح امت کے لئے ہر دور میں اور ہر جگہ تفسیر حدیث فقہ اصول وغیرہ کی کتابیں لکھیں کیونکہ یہ تمام چیزوں سے زیادہ ضروری ہیں خاص طور پر یہ جب فتنہ بڑھ جائے اور اسلام اجنبی رہ جائے۔

ابوسلمان الخطابی رحمہ اللہ معالم السنن میں فرماتے ہیں: اللہ کا خطاب تین طرح ہے۔

① عام خطاب، جیسے فرمایا ﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ. (مائدہ:60) ﴾ ''اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونا چاہو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو دھولو'' یا ﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ. (البقرہ:183) ﴾ ''اے ایمان والو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں''۔ایسے ہی دیگر احکام شریعت۔

② خاص خطاب جو فقط نبی علیہ السلام سے ہو۔جیسے ﴿ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ. (اسراء:79) ﴾ ''اور رات میں تو تہجد پڑھ تیرے لئے نفل ہے'' یا ﴿ خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ. (احزاب:50) ﴾ ''خاص ہے تیرے لئے مومنوں کے سوا''

③ خطاب نبی علیہ السلام اور تمام امت سے ہو اور دونوں مراد میں برابر ہوں۔ جیسے ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ. (الاسراء:78)﴾ ''نماز قائم کر سورج کے ڈھلنے سے رات کی تاریکی تک'' یا ﴿فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ. (النحل:98)﴾ ''جب تو قرآن پڑھے تو اللہ کی شیطان مردود سے پناہ مانگ لے'' یا ﴿وَ اِذَا کُنۡتَ فِیۡہِمۡ فَاَقَمۡتَ لَہُمُ الصَّلٰوۃَ. (النساء: 102)﴾ ''اور جب تو ان میں ہو تو انکے لئے نماز پڑھا'' اسے خطاب مواجہۃ کہتے ہیں لہٰذا جب بھی سورج ڈھل جائے تو آپ پر نماز پڑھانا فرض ہے ایسے ہی قرآن کے قاری کے لئے تعوذ واجب ہے اور دشمن کا خوف ہو اور نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز اس طرح پڑھنی ہے جس طرح اللہ کے نبی علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے سنت چھوڑی ہے ایسے ہی اللہ کا فرمان ﴿خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً. (التوبۃ: 103)﴾ ''تو ان کے مالوں سے زکاۃ لے'' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے نائب کی ذمہ داری ہے کہ وہ امت سے اسی طرح زکاۃ لے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کی وجہ اور حکمت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف دعوت دینے والے اور اس کی مراد کو بیان کرنے والے ہیں لہٰذا آپ سے خطاب ہوا تاکہ لوگ آپ کے بتائے ہوئے منہج وطریق پر گامزن رہیں۔

میں کہتا ہوں کہ: اللہ کے درج ذیل فرامین بھی اسی نوع سے متعلق ہیں فرمایا:

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ جَاہِدِ الۡکُفَّارَ وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَیۡہِمۡ وَ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ. (التوبۃ:73)

اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا. (الاحزاب:1)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے ڈر اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کر یقیناً اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوۡلِيَآءَ‌ ‌ۘ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ؕ وَ مَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ،فَتَرَى الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوۡنَ فِيۡهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ نَخۡشٰٓى اَنۡ تُصِيۡبَنَا دَآئِرَةٌ‌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِالۡفَتۡحِ اَوۡ اَمۡرٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖ فَيُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ نٰدِمِيۡنَ،وَ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَهٰٓؤُلَاۤءِ الَّذِيۡنَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ‌ ۙ اِنَّهُمۡ لَمَعَكُمۡ‌ ؕ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَاَصۡبَحُوۡا خٰسِرِيۡنَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ‌ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ،اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ رَاكِعُوۡنَ،وَمَنۡ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ.(المائدہ:51-56)

اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔ آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے۔ اور ایمان دار کہیں گے، کیا یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال غارت ہوئے اور یہ ناکام ہوگئے۔ اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی وہ نرم دل

ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔ مسلمانو! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے، وہ یقین مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَعَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَ قَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآئَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَاِیَّاکُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَادًا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِیۡ تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَ اَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَ مَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡهُ مِنۡکُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ،اِنۡ یَّثۡقَفُوۡکُمۡ یَکُوۡنُوۡا لَکُمۡ اَعۡدَآءً وَّ یَبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ اَیۡدِیَهُمۡ وَاَلۡسِنَتَهُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَ وَدُّوۡا لَوۡ تَکۡفُرُوۡنَ،لَنۡ تَنۡفَعَکُمۡ اَرۡحَامُکُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ یَفۡصِلُ بَیۡنَکُمۡ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ، قَدۡ کَانَتۡ لَکُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡکُمۡ وَ مِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ کَفَرۡنَا بِکُمۡ وَ بَدَا بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ اِلَّا قَوۡلَ اِبۡرٰهِیۡمَ لِاَبِیۡهِ لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ لَکَ وَ مَاۤ اَمۡلِکُ لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَ اِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ،رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ اغۡفِرۡلَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ،لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡهِمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰهَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ،عَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّجۡعَلَ بَیۡنَکُمۡ وَ

بَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُم مِّنۡهُم مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِيۡرٌ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ، لَا يَنۡهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ وَ لَمۡ يُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَ تُقۡسِطُوۡٓا اِلَيۡهِمۡ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ، اِنَّمَا يَنۡهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ قٰتَلُوۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ وَ اَخۡرَجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ وَ ظٰهَرُوۡا عَلٰٓى اِخۡرَاجِكُمۡ اَنۡ تَوَلَّوۡهُمۡ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ. (الممتحنة:1-9)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آ چکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو)، تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا اگر وہ تم پر کہیں قابو پالیں تو وہ تمہارے (کھلے) دشمن ہو جائیں اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں اور (دل سے) چاہنے لگیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ، تمہاری قرابتیں، رشتہ داریاں، اور اولاد تمہیں قیامت کے دن کام نہ آئیں گی، وہ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے، (مسلمانو!) تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔ جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے عقائد کے منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت ظاہر ہو گئی لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے

کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں۔اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے ،اے ہمارے رب !تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے، بے شک تو ہی غالب ،حکمت والا ہے۔یقیناً تمہارے لیے ان میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو،اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ بالکل بے نیاز ہے اور سزاوار حمد وثناء ہے۔کیا عجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے۔اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ (بڑا) غفور رحیم ہے۔جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دیس نکالے دیے اور دیس نکالا دینے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ قطعاً ظالم ہیں۔

ان آیات کا سبب نزول اگر چہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ تھا جب اس نے قریش کو خط لکھ کر نبی علیہ السلام کے لشکر کشی کے ارادے سے باخبر کرنا چاہا لیکن اللہ نے خطاب عام مومنوں سے کیا اور فرمایا کہ ﴿وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡہُ مِنۡکُمۡ﴾ ''اور تم میں سے جس نے ایسا کیا'' خواہ کوئی بھی ہو ﴿فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ﴾ ''وہ سیدھی راہ سے گمراہ ہو گیا'' امت کا کوئی بھی فرد پہلوں سے یا پچھلوں سے اور کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا یہاں کفار و منافقین سے دوستی کی نہی عام ہے لیکن جس کا دل نور ایمان و نور علم سے کورا ہو وہ ان حقائق کا ادراک نہیں کر سکتا جیسا کہ فرمایا کہ:

فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ. (الحج:46)

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔

وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ. (الزخرف:36)

اور جو رحمٰن کے ذکر سے غفلت برتے گا ہم اس پر شیطان مسلط کر دیں گے وہ اس کا ساتھی بن جائے گا۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ. (الانعام:125)

جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ. (النور:40)

اور اللہ جس کے لئے نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں ہوتا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ نجدی ممالک کے باشندوں کو دولت مصر کے غلبے کے ذریعے آزمائے جس طرح اس نے اس آیت وغیرہ کے پہلے لوگوں کو آزمایا تاکہ سچوں اور جھوٹوں کی تمیز ہو جائے۔ جیسا کہ فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً. (التوبہ:16)

کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہیں ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا اور ابھی تک اللہ نے تم میں جہاد کرنے والوں کو ظاہر نہیں کیا اور وہ اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو گہرا دوست نہیں بناتے ہیں۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ، يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ، يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ.

(الحج:11-13)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچسپی لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آفت آ گئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں، انہوں نے دونوں جہانوں کا نقصان اٹھالیا۔ واقعی یہ کھلا نقصان ہے۔ اللہ کے سوا انہیں پکارا کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں نہ نفع۔ یہی تو دور دراز کی گمراہی ہے۔ اسے پکارتے ہیں جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے، یقیناً برے والی ہیں اور برے ساتھی۔

الٓمّٓ،اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ، وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ،اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّسۡبِقُوۡنَا سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ،مَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ وَ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ،وَ مَنۡ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفۡسِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ. (عنکبوت:1-6)

الٓمٓ، کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔ کیا جو لوگ برائیاں کر رہے ہیں انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ یہ لوگ کیسی بری تجویزیں کر رہے ہیں۔ جسے اللہ کی ملاقات کی امید ہو پس اللہ کا ٹھہرایا ہوا وقت یقیناً آنے والا ہے، وہ سب کی سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

یہی وہ محنت اور مشقت ہے جس کے سبب نفاق اور شکوک وشبہات کے بیج پیدا ہوئے جس کے ذکر کی ان اوراق میں گنجائش نہیں ہے لیکن چونکہ اس کا ذکر کردہ کلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حادثہ تاتار سے متعلق کلام سے مناسبت رکھتا ہے لہٰذا ہم اس ان کے کلام کو یہاں ذکر کر رہے ہیں ارشاد فرمایا:

''عقل مندوں کو اللہ کی سنت اور اس کی آیات سے عبرت پکڑنی چاہیئے کہ اس نے بندوں میں اور مومنوں میں کس طرح کی نشانیاں رکھی ہیں ان کی عادات وغیرہ میں خاص طور پر اس عظیم حادثے میں جس کی خبر نے بزدلوں کو خوفزدہ کردیا اور سارے اسلامی ممالک میں یہ شر پھیل گیا نفاق نے اپنی پیشانی اٹھانا شروع کردی اور کفر نے اپنی کچلیاں اور پنجے پھیلانے شروع کردیئے قریب تھا کہ کتاب اللہ کا ستون ڈھے جاتا اور ایمان کی رسی کٹ جاتی اور مسلمان پچھاڑ کر رکھ دیئے جاتے اور یہ دین فاجر تاتاریوں کے غلبے کے سبب زوال پذیر ہوجاتا جس طرح کبھی منافقین نے یہ گمان کرلیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان سے جو نصرت وفتح کے وعدے کیئے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور اب رسول اور ان کے صحابہ کبھی پلٹ کر نہ آسکیں گے وہ قوم ہلاک ہوگئی ایسا فتنہ آیا جس نے بردبار کو حیران کردیا اور لوگ دیوانوں کی طرح چلانے لگے اچھا خاصا ذہین فطین شخص بھی ایسا ہوگیا جیسے نہ سویا ہو نہ ہی جاگا ہو معرفت واخوت سے معمور دل دہل گئے ہر شخص کے پاس سوائے غمزدہ ہونے کے اور کوئی شغل نہ بچا اس فتنے میں اللہ نے اہل بصیرت وایقان کو الگ کردیا ان لوگوں سے جن کے دلوں میں بیماری تھی یا نفاق یا ان کا ایمان کمزور تھا اور بہت سی اقوام کو بلند مراتب عطا کیئے جیسا کہ بہت قوموں کو پست اور ذلیل بھی کردیا اس میں ایسی جھڑپیں ہوئیں جنہوں نے قیامت صغریٰ کا منظر پیش کیا لوگ اس شقی اور سعید گروہوں میں تقسیم ہوگئے لوگ اپنی ماؤں اور بھائیوں سے فرار ہونے لگے ہر شخص ان سے بیزاری کا اظہار کرنے لگا ہر شخص اپنی نجات کی فکر کرنے لگا اسے نہ اپنے مال کی پرواہ نہ اولاد کی نہ بیوی کی کچھ لوگ اپنے مال اور اہل وعیال کو بچانے کی فکر میں تھے یہ پہلے سے زیادہ نفع میں رہا کچھ لوگ سفارشات ڈھونڈنے میں لگے رہے کچھ ان کے فرمانبردار بن گئے ہر ایک اللہ کے ہاں نفع اور دفاع میں کچھ نہ کچھ مقام رکھتا لیکن ان تمام فائدوں میں خالص فائدہ ایمان اور عمل صالح اور نیکی اور تقویٰ کا تھا جس نے اسے بچالیا اس نے سب کچھ بچالیا یہ

اس امت کے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے الہامات ہوئے بشارتیں ملیں یہاں طائفہ منصورہ غالب رہا انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکا نہ وہ جس نے ان کی مدد نہ کی نہ وہ جس نے ان کی مخالفت کی اور تا قیامت یہ ایسے ہی رہے گا لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے کچھ لوگ اس دین کی مدد میں کوشاں ہو گئے اور باقی دھوکے میں پڑے رہے اور یہ امتحان اللہ کی طرف سے حق و باطل میں تمیز کے لئے تھا۔ فرمایا:

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنَافِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (الاحزاب:24)

تا کہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقین کو اگر چاہے تو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اگر وہ توبہ کر لیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کر لے۔ اور اب اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔

معترض: (اس سے مراد وہ ہے جس نے وہ رسالہ لکھا) نے کہا کہ ہمیں تمہاری جانب سے چند اوراق موصول ہوئے جب ہم نے انہیں پڑھا تو وہ قرآنی آیات پر مشتمل تھے اور اللہ کی کتاب حجت قاطعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اس گفتگو سے اس کے قائل کی حالت معلوم ہوئی ہے اسے بحث و مناظرے کے اصولوں سے بالکل واقفیت نہیں ہے اس نے وہ بنیاد ذکر کر دی جو خود اس کے خلاف ہے کہ اللہ کی کتاب حجت قاطعہ ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو، غلط قبول کر لے اور اپنی اس بات پر بھرپور توجہ دے اور اپنے آپ کو بطور مقابلہ پیش نہ کرے۔ جان لیجئے کہ ادلہ شرعیہ کے اصول دو طرح کے ہیں:

① کتاب و سنت و اجماع

② قیاس و استحباب

ان دونوں میں اہل علم کے مختلف نظریات ہیں پہلے تین کی حجیت میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں اور اگر کوئی اس پر اعتراض کرے تو وہ دلیل پیش کرے یا تو کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اگر وہ دلیل دے پھر تو ٹھیک ہے وگرنہ اس کا اعتراض خود اس پر لوٹ جاتا ہے اس بنیادی اصول کو اچھی طرح

سمجھ لیں اور ہر وقت ذہن میں رکھیں اللہ آپ پر رحم کرے۔

معترض: اور اس سلسلے میں میں نے شیخین (ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہم) کی اقتداء کی ہے (یہاں معترض کی عربی عبارت میں غلطی تھی)

میں کہتا ہوں: جو اپنے آپ سے بھی غافل ہو وہی اس طرح کی بات کرتا ہے جبکہ اس عبارت میں عربیت کی رو سے بھی غلطی ہے متذکرہ شیخین کی حالت مخفی نہیں ہے انہوں نے اللہ کے دین کو نافذ کیا اور صراط مستقیم کی دعوت دی لہٰذا جو بھی انہیں قائد مانتا ہے اسے ان کے علم و عمل سے اعراض نہیں کرنا چاہیے یہ آپ کے اعتراض کے جواب میں بنیادی بات ہے مزید تحقیق کے لئے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا حادثہ تاتار سے متعلق گذشتہ کلام اور محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ وَّ اَنَّ الْـمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا. (جن:18) ﴾ ''اور مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو'' کی تفسیر میں 10 درجات اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْـنِیْ. (یونس:104) ﴾ ''کہہ دیجئے اے لوگو اگر تم میرے دین میں شک کرتے ہو'' کی تفسیر میں آٹھ (8) حالات ملاحظہ ہوں۔

اگر مذکورہ دونوں ائمہ قائد ہیں اور ان کے کلام پر عمل ہونا چاہیے تو پھر آپ پر لازم ہے کہ آپ ان کے کلام کی طرف رجوع کریں تا کہ آپ کی بات میں وزن پیدا ہو۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ ''لیکن آپ نے آیات بیان کرتے وقت ان کے شان نزول اور حکم وغیرہ کا تذکرہ نہیں کیا'' تو اس کے جواب میں کہوں گا اول تو آپ کی عبارت ہی نہایت رکیک ہے اگر ان کی خامیاں بیان کی جائیں تو بات بہت لمبی ہو جائے گی بہرحال آپ کا یہ کلام آپ کے ابتدائی کلام کے منافی ہے آپ نے کہا تھا کہ اللہ کا کلام حجت قاطعہ ہے لیکن یہاں آپ پھر گئے کہ موجودہ وقت میں ان سے حجت نہیں لی جاسکتی اب اگر قرآنی احکام صرف ان لوگوں کے لئے خاص ہیں جن کے متعلق نازل کئے گئے تو وہ ان کے علاوہ کے لئے حجت قاطعہ کس طرح ہوئے آپ کے کلام میں تناقض ہے آپ تعمیر کرتے ہیں پھر گرا دیتے ہیں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ آپ نے یہ اصول کس امام سے لیا ہے کہ کتاب میں اللہ کا خطاب اور سنت رسول میں نبی

کا خطاب صرف مخاطبین کے لئے خاص ہے ان کے بعد آنے والوں کے لئے نہیں ہے کوئی جاہل سے جاہل شخص بھی اس طرح کی بودی بات نہیں کرسکتا بلکہ وہ اپنے آپ کو جہالت وضلالت کی تہمت سے بچانے کے لئے ہرگز ایسی بات نہیں کرے گا کیونکہ یہ جہالت وضلالت کی واضح دلیل ہے نیز اس بات سے شریعت کی تعطیل اور صحابہ پر طعن لازم آتا ہے کیونکہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد مرتدین کے خلاف قتال کیا جبکہ وہ توحید کی گواہی بھی دیتے تھے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشہور قصہ ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں سمجھ گیا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اسلام کے کھول دیا ہے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ کہہ دیں کہ یہ باطل ہے اور اس کا کرنے والا بھی باطل ہوا نیز آپ کے اس قول سے یہ بھی لازم آئے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خوارج کے خلاف قتال کرنا بھی غلط تھا کیونکہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتے تھے اور عبادت بھی کرتے تھے اور نبی علیہ السلام کا ان کے متعلق یہ فرمان کہ ''تم جہاں بھی ان سے ملو انہیں قتل کردو اور اگر میں انہیں پالیتا تو عاد کی طرح انہیں ہلاک کردیتا'' بھی غلط ہے کیونکہ خوارج کے قتل کا واقعہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں مقابلے کے بعد بھی پیش آیا جیسا کہ نبی علیہ السلام نے بھی ان کے متعلق یہی بتایا تھا کہ وہ عنقریب ظاہر ہوں گے۔ آپ کے اس باطل قول سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ کسی کو بھی کتاب وسنت سے دلیل نہیں دینی چاہیئے اور جو ایسا کرے گا تو اس کا یہ عمل باطل ہے کیونکہ جن کے متعلق قرآن اترا صرف انہی تک محدود ہونے کی وجہ سے احکام، حدود اور شرائع سب معطل ہو چکے ہیں جب یہ سارے لوازم باطل ہیں تو انہیں لازم قرار دینے والا بھی باطل ہوا اور اگر آپ کچھ دیر کے لئے قلم رکھ کر سوچیں تو اس طرح کے اور بہت سے لوازم آپ کے سامنے آشکارا ہوں گے جنہیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والا نہیں کہہ سکتا ہمارا مقصد صرف راہ حق کی خبر دینا اور باطل سے بچانا ہے اور یہ بتانا ہے کہ اختلاف کے وقت حق پر وہی ہوتا ہے جو کتاب وسنت کی طرف رجوع کرے جیسا کہ فرمایا:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ. (النساء:59)

پس اگر تم کسی شئے میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹادو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو۔

وَ مَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِیۡهِ مِنۡ شَیۡءٍ فَحُکۡمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ. (الشوریٰ:10)

اور تم جو بھی اختلاف کرو تو اس کا حکم اللہ کی طرف ہے۔

اور اللہ کا یہ حکم ان تمام جن وانس کے لئے ہے جن کی طرف آپ کو نبی بنا کر بھیجا گیا:

وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَکُمۡ بِهٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ. (الانعام:19)

اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعے تمہیں اور ہر اس شخص کو ڈراؤں جسے یہ پہنچے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں غور کریں فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَعَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَ قَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآئَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَاِیَّاکُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَادًا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِیۡ تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَ اَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَ مَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡهُ مِنۡکُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ،اِنۡ یَّثۡقَفُوۡکُمۡ یَکُوۡنُوۡا لَکُمۡ اَعۡدَآءً وَّ یَبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ اَیۡدِیَهُمۡ وَاَلۡسِنَتَهُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَ وَدُّوۡا لَوۡ تَکۡفُرُوۡنَ،لَنۡ تَنۡفَعَکُمۡ اَرۡحَامُکُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ یَفۡصِلُ بَیۡنَکُمۡ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ، قَدۡ کَانَتۡ لَکُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِیۡۤ اِبۡرَاهِیۡمَ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡکُمۡ وَ مِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ کَفَرۡنَا بِکُمۡ وَ بَدَا بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ اِلَّا قَوۡلَ اِبۡرَاهِیۡمَ لِاَبِیۡهِ لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ لَکَ وَ مَاۤ اَمۡلِکُ لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَ اِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَ اِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ،رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ اغۡفِرۡلَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ

الْحَكِيْمُ،لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ مَن يَتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ،عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ،لاَ يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْآ اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ،اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ.(الممتحنة:1-9)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آ چکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو)، تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا اگر وہ تم پر کہیں قابو پالیں تو وہ تمہارے (کھلے) دشمن ہو جائیں اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں اور (دل سے) چاہنے لگیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ، تمہاری قرابتیں، رشتہ داریاں، اور اولاد تمہیں قیامت کے دن کام نہ آئیں گی، وہ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے، (مسلمانو!) تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔ جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے عقائد کے منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں

ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں ۔اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے ،اے ہمارے رب ! تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے، بے شک تو ہی غالب ،حکمت والا ہے۔ یقیناً تمہارے لیے ان میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو،اور اگر کوئی روگردانی کرے تو اللہ بالکل بے نیاز ہے اور سزاوار حمد وثناء ہے۔ کیا عجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کردے۔ اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ (بڑا) غفور رحیم ہے۔ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دیس نکالے دیے اور دیس نکالا دینے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ قطعاً ظالم ہیں۔

اللہ نے اپنے اس حکم کے ذریعے مومنوں کو ڈرایا ہے اور بلاشبہ اس سے ہر مومن مراد ہے جو نزول قرآن کے وقت حاضر ہو یا اس کے بعد قیامت تک آئے معمولی عقل رکھنے والا بھی یہ نہیں کہے گا کہ یہ آیات صرف حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہیں کوئی بھی اسے اس امت کے اول کے ساتھ خاص نہیں کرسکتا کیونکہ قرآن وسنت کا خطاب پہلوں اور پچھلوں میں سے ہر ہر فرد سے متعلق ہے اس پر امت کا اتفاق ہے البتہ روافض نے اللہ کے اس فرمان:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا. (التوبہ:103)

تو لے ان کے اموال سے صدقہ تو انہیں اس کے ذریعے پاک کرتا ہے اوران کا تزکیہ کرتا ہے۔

میں اختلاف کیا ہے کہ یہ صرف آپ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ باطل موقف ہے۔کتاب وسنت کے تمام احکام،اوامر ونواہی کا یہی حال ہے کہ وہ امت کے ہر فرد کے لئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ نبی علیہ السلام پر ختم فرمادیا اوران پر کتاب نازل کی جو ہر شئے کی وضاحت کرنے والی ہے اورآپ کی شریعت وامت پر قیامت قائم ہوگی جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے فرمایا:''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا جوان کی مدد چھوڑ دے اور جوان کی مخالفت کرے وہ انہیں نقصان نہ دے سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے'' یہ جماعت اور 72 فرقے سب ہی امت محمدیہ ہیں اور ہر ایک حق پر ہونے کا دعویدار ہے ابن تیمیہ کا کلام گزر چکا ہے کہ کتاب وسنت کے نصوص تا قیامت نبی علیہ السلام کی دعوت ہیں جو تمام مخلوق کو لفظ اور معنی دونوں یا فقط معنی کے اعتبار سے شامل ہیں اور کتاب وسنت میں اللہ کے وعدے اس امت کے اول وآخر سب کے لئے ہیں۔سورۂ ممتحنہ کی آیات جن کا تذکرہ ابھی ہوا اوراس جیسی دیگر آیات یہ بتاتی ہیں کہ یہ (یعنی کفار سے دوستی ومحبت رکھنا) کس قدر بڑا گناہ ہے ان آیات میں اللہ نے اسے ہدایت میں مانع قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والے کو ظالم قرار دیا ہے اور بہت سی آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنا اسلام سے مرتد ہونا ہے۔ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اس مسئلے پر ابن سحیم وغیرہ کا ردّ کر چکے ہیں ایسے ہی ان سے پہلے ابوجعفر ابن جریر اپنی تفسیر میں ایسا کر چکے ہیں اورلوگ اپنے اعمال سے ہی پہچانے جاتے ہیں اللہ نے فرمایا:

وَ قُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَيَرَى اللّٰہُ عَمَلَكُمۡ وَ رَسُوۡلُهٗ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ.(التوبۃ:105)

اور آپ کہہ دیں کے تم عمل کرو عنقریب اللہ تمہارا عمل دیکھے گا اوراس کا رسول اور مومن۔

تو جب کوئی اہل ایمان کا سا عمل کرے اور ایمان کے منافی کوئی کام نہ کرے وہ مومن ہوتا ہے اور اگر منافقین جیسے کام کرے تو کافر ومرتد ہوتا ہے اگر چہ حسب ونسب اور مال میں کتنا ہی بڑا ہو خواہ وہ اس پر

راضی ہو یا انکار کرے چنانچہ ہر بندہ اپنے رب سے امید لگائے اور اپنے گناہوں سے ڈرے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا کہ: ایمان آراستہ ہو جانے یا تمنا کرنے کا نام نہیں بلکہ وہ ہے جو دلوں میں جم جائے اور اس کا عمل اس کی تصدیق کرے۔ تو جب آپ لوگوں کو ان کی شخصیتوں کے ذریعے پہچاننے لگیں نہ کہ ان کے اعمال کے ذریعے تو آپ توحید کی معرفت کا کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں جبکہ آپ موحد و مشرک میں تمیز نہیں کرتے جبکہ علماء نے اسلام کے ''400'' سے زیادہ نواقض شمار کئے ہیں مگر اکثر لوگ اس فتنہ کی وجہ سے آج ان کا ارتکاب کر رہے ہیں توحید و سنت سے واقف ہر شخص یہ بات خوب جانتا ہے اگر ہم ان واقعات کو شمار کریں تو بہت طوالت ہو جائے البتہ اہل بصیرت دیکھ کر بصیرت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان کے زمانے میں دعوت کے اعتبار سے تقریباً 14 قسم کے لوگ ہیں ان میں نہ تو کوئی یہودی ہے نہ نصرانی نہ رافضی نہ جہمی نہ معتزلی لیکن یہ تمام لوگ اللہ کے اپنے رسول کے ذریعے نازل کردہ دین کے مخالف ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ بھی لاشعوری طور پر انہی اقسام میں سے ہوں۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ میں نے شیخین (ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ) کے کلام سے دلیل لی ہے اور ان لوگوں پر اس کا اطلاق کیا ہے جو اسلام سے متصف ہیں......

جواب یہ بات وہی کر سکتا ہے جو اسلام سے واقف نہ ہو اگر آپ کہیں کہ میں اسلام سے واقف ہوں تو میں نے اسلام سے متعلق آپ سے کچھ سوالات کئے تھے اس کی تعریف حقیقت مقتضی مدلول لازم حق وغیرہ کے متعلق لیکن آپ نے ان میں سے کسی ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا تو جب آپ اسلام کے متعلق اتنا جانتے ہیں جتنا جاہل عوام تو اسلام کے متعلق الٹی سیدھی باتیں کر کے چھیڑ چھاڑ مت کریں شاید آپ کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو علم نہیں رکھتے اور وہ یہ علم بھی نہیں رکھتے کہ وہ جاہل ہیں کیا آپ نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لاَ تُنْصَرُوْنَ.(ھود:113)

اور نہ مائل ہوان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کئے پس تمہیں آگ لگ جائے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست نہیں پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔

کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ نے آگ کو پہلوں اور پچھلوں میں سے ہر اس شخص کے لئے تیار کیا ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اور دین کو چھوڑ دے۔اور کیا آپ نہیں جانتے کہ ابھی ماضی قریب میں ہی اہل قصیم اس آیت کا مصداق بن چکے ہیں انہوں نے وہی کچھ کیا جو کچھ تم میں کچھ لوگ کررہے ہیں:

وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْآ اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ.(الشعراء:227)

اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس پھرنے والی جگہ وہ پھرتے ہیں۔

اللہ نے ان پر فرض کیا تھا کہ شرک اور مشرکین اور کفر سے براءت کا اظہار کریں اور ان سے بغض رکھیں اور ان کے خلاف جہاد کریں:

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلاً غَيْرَ الَّذِیْ قِيْلَ لَهُمْ.(البقرہ:59)

پس بدل دیا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا قول کو علاوہ اس قول سے جو ان سے کہا گیا۔

پس انہوں نے ان سے دوستیاں لگائیں ان کی مدد کی اور مومنوں کے خلاف ان کے ساتھ ہر طرح تعاون کیا اور مومنوں کو گالیاں دیں۔یہ تمام باتیں کتاب وسنت کے مطابق اسلام کے منافی ہیں علماء نے بھی اس مسئلے کو ذکر کیا ہے اس کے باوجود بھی یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے دین پر قائم ہیں اور اس سے الگ نہیں ہوئے ہیں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اللہ تعالیٰ نے ان جیسے لوگوں کی یہی حالت بیان کی ہے فرمایا:

فَـرِيْـقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللهِ.(الاعراف:30)

ایک گروہ کو اس نے ہدایت دی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی کہ انہوں نے شیطانوں کو اللہ کے سوا دوست بنالیا ہے۔

وَ مَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَہٗ شَیۡطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیۡنٌ. (الزخرف:36)

اور جو رحمٰن کے ذکر سے اعراض کرے گا ہم اس پر شیطان مسلط کر دیں گے۔

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ اللہ نے گذشتہ گفتگو کے حوالے سے اہل ایمان پر کیا فرض کیا ہے تو اللہ کے اصحاب کہف سے متعلق اس فرمان پر غور کریں:

وَّ رَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِھِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلٰھًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا. (الکھف:14)

اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا جب وہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم ہرگز اس کے سوا کسی اور کو معبود بنا کر نہ پکاریں گے اس وقت تو ہم نے بڑی زیادتی والی بات کہی۔

وہ جانتے تھے کہ ان کا دین اس وقت صحیح ہے جب وہ ان سے الگ ہو جائیں ان کے معبودوں کو ٹھکرا دیں اگر چہ اس کے لئے انہیں ساری مخلوق سے دور ہو کر غار میں رہنا پڑے اور کیا انہوں نے یہ کہا کہ ہم کہاں جائیں کہیں بھی اسلامی مملکت نہیں نہ ہی کوئی امام ہے نہ ہی کوئی تعاون کرتا ہے جیسا کہ آج کل بہت سے دنیا دار جہلاء کہتے ہیں۔اور غور کریں کہ ابراہیم خلیل اللہ امام الموحدین علیہ السلام کے متعلق اللہ نے کیا فرمایا جب اس نے اپنے باپ سے کہا:

یٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّیۡطٰنَ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا. (مریم:44)

ابا جان آپ شیطان کی پوجا مت کریں کیونکہ شیطان رحمان کا نافرمان ہے۔

جو رحمٰن کا نافرمان ہو اس کی اطاعت بھی نافرمانی ہے۔پھر فرمایا:

یٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّیۡطٰنَ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا،یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَکُوۡنَ لِلشَّیۡطٰنِ وَلِیًّا،قَالَ اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِھَتِیۡ یٰۤاِبۡرٰھِیۡمُ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَہِ لَاَرۡجُمَنَّکَ وَ اھۡجُرۡنِیۡ مَلِیًّا،قَالَ سَلٰمٌ عَلَیۡکَ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَکَ رَبِّیۡ اِنَّہٗ کَانَ بِیۡ حَفِیًّا،وَ اَعۡتَزِلُکُمۡ وَ مَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ

دُوْنِ اللّٰہِ وَ اَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰٓی اَلَّآ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا.(مریم:44-48)

میرے ابا آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں شیطان تو رحم وکرم کرنے والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ابا جی! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم!(علیہ السلام) کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کررہا ہے۔سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا،جا ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہ۔کہا اچھا تم پر سلام ہو میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے۔میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں۔صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگنے میں محروم نہ رہوں گا۔

اور فرمایا:

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرَاھِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَالْبَغْضَآءُ.(الممتحنۃ:4)

تحقیق تمہارے لئے ابراہیم(علیہ السلام) اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا یقیناً ہم تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت وبغض ظاہر ہے۔

جو ان آیات کو اچھی طرح سمجھ لے گا وہ توحید اور موحدین کو شرک اور مشرکین سے ممتاز کر سکے گا۔شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے قریش کو نبی علیہ السلام کی دعوت توحید کے ضمن میں اور اس ضمن میں کہ ان کے معبود نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان اور قریش نے آپ کی اس بات کو گالی سمجھا ارشاد فرمایا کہ:جب آپ نے یہ

جان لیا تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ انسان کا دین اس وقت تک درست نہیں اگر چہ وہ اللہ کو ایک نہ مانے اور شرک نہ چھوڑے جب تک وہ مشرکین سے دشمنی کی کی صراحت نہ کرے جیسا کہ فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ.

(المجادلة:22)

تو کوئی ایسی قوم نہ پائے گا جو اللہ پر اور روز آخر پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے محبت کرے جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔

یہ جاننے کے بعد آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اکثر دین کے دعویدار اس سے نابلد ہوتے ہیں وگرنہ وہ کیا بات تھی جس نے انہیں تکالیف اور قید و بند کی صعوبتیں اور حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر آمادہ کیا جبکہ آپ ﷺ سب سے زیادہ رحم دل تھے اگر آپ ﷺ ان کے لئے کسی طرح کی گنجائش پاتے تو ضرور اجازت دیتے لیکن کیوں جبکہ اللہ نے فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ. (العنکبوت:10)

بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں تکلیف دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کے فتنے کو اللہ کا عذاب سمجھنے لگتے ہیں۔

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے مشرکین کی محض زبانی موافقت کی جب اس پر تشدد کیا گیا تو جو اس کے بغیر ہی ایسا کرے یعنی کسی تکلیف کے بغیر ہی قول وفعل سے ان کی موافقت وحمایت ونصرت ودفاع کرے اور ان کے مخالفین کی مخالفت کرے جیسا کہ آج کل ہے تو اس کا کیا حکم ہوسکتا ہے؟ سلف نے خوب فرمایا کہ تعجب یہ نہیں کہ ہلاک ہونے والا کس طرح ہلاک ہوا تعجب اس پر ہے کہ نجات پانے والے نے نجات کیسے پائی جب صورتحال یہ ہے تو آپ ڈریں کہیں ارتداد نہ کر بیٹھیں اس فتنے میں مبتلا ہو کر خصوصاً جبکہ علماء ارتداد کو نواقض وضوء میں شامل کرتے ہیں کہ جب کوئی نماز کے ارادے سے وضو کرے اور پھر کوئی اسلام کے منافی بات کہے یا عمل کرے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اللہ کی پناہ ایسے

امور سے جو دین کو برباد اور اعمال کو رائیگاں کر دیں۔ اور رہا کہ آپ نے اپنے شبہات کا انکار کرنے پر اعتراض کیا ہے اور سورۃ نساء کی آیت کو دلیل بنایا ہے تو یہ اعتراض وہی کر سکتا ہے جو سورۃ نساء کی اس آیت کو سمجھ نہ سکا ہو ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے وضاحت سے اس آیت کی تفسیر کی ہے کہ یہ ہجرت سے متعلق ہے۔ فرماتے ہیں:

قصہ ہجرت: اس میں بہت سے فوائد اور عبرتیں ہیں جنہیں اکثر قاری نہیں جانتے لیکن ہماری مراد ایک خاص مسئلہ سے ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو دین میں شک نہ کرتے تھے لیکن انہوں نے ہجرت نہ کی وہ اہل وعیال مال اور وطن سے محبت کرتے پھر جب وہ بدر میں آئے تو مشرکین کے ساتھ زبردستی آئے اور جب ان میں سے کوئی قتل کیا جاتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا اور وہ افسوس کرتے تو اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَالُوۡا فِیۡمَ کُنۡتُمۡ قَالُوۡا کُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِیۡهَا فَاُولٰٓئِکَ مَاۡوٰهُمۡ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا، اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الۡوِلۡدَانِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ حِیۡلَةً وَّ لَا یَهۡتَدُوۡنَ سَبِیۡلًا، فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّعۡفُوَ عَنۡهُمۡ وَ کَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا. (النساء:97-99)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔ مگر جو عورتیں اور بچے بے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارۂ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

جو اس قصے میں غور کرے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس قول میں کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا وہ جان لے

گا کہ ان کے دین میں عیب نہ تھا نہ وہ مشرکین کے دین کو اچھا سمجھتے تھے اگر ان میں ایسی کوئی بات ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نہ کہتے کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا جبکہ اللہ نے ہجرت سے قبل مکہ میں ہی ان پر واضح کر دیا تھا کہ یہ ایمان لانے کے بعد کفر کرنا ہے۔ فرمایا:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ. (النحل:106)

جو ایمان لانے کے بعد کفر کرے مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

اس سے زیادہ واضح اللہ کا گزشتہ فرمان ہے کہ فرشتے ان سے کہتے ہیں: ﴿قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ﴾ ''تم کس حال میں تھے'' وہ یہ نہیں کہتے کہ تمہاری تصدیق کس طرح ہو جواباً: ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین پر کمزور تھے'' نہ ہی فرشتے ان سے یہ کہتے ہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو کہ جس طرح اللہ اور فرشتے کہیں گے جو بہادری کے لئے لڑا اور قتل کر دیا گیا وہ کہے گا میں تیری راہ میں لڑا حتی کہ قتل کر دیا گیا اللہ کہے گا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو اس لئے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے ایسے ہی وہ عالم اور سخی سے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو نے علم حاصل کیا تا کہ کہا جائے کہ عالم ہے اور تو نے سخاوت کی تا کہ کہا جائے کہ سخی ہے لیکن ان لوگوں کو فرشتے جھوٹا نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ ان کی بات کو قبول کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ: ﴿قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ ''کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی تم اس میں ہجرت کر لیتے'' اس کے بعد والی آیت اس کی مزید وضاحت کرتی ہے کہ: ﴿اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا﴾ ''مگر کمزور مرد اور عورتیں اور بچے جو کوئی حیلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی راہ پاتے ہیں'' یہ بہت ہی واضح ہے کہ یہ لوگ وعید سے خارج ہیں لہٰذا شبہ باقی نہ رہا لیکن اس کے لئے جو علم کا طالب ہو اس کے لئے نہیں جو طالب نہ ہو بلکہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا: ﴿ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. (البقرہ:18)﴾ ''بہرے گونگے اندھے ہیں وہ لوٹ نہیں سکتے''۔ شیخ کے اس کلام پر غور کریں اور اس فتنہ کو سمجھیں کہ دین اور دینداروں کا مذاق اڑایا جاتا ہے ان کے علاوہ دیگر باتیں جنہیں ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ وہ اللہ کے دین اور مسلمانوں سے دشمنی ہے ساتھ ہی یہ بھی سوچیں کہ

اسلام اوراہل اسلام سے بغض رکھنے کی کیا وجہ بنی کہ اس کے باوجود بھی وہ خود کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ایسے ہی آپ کا یہ کہنا کہ میں نے اللہ کے اس فرمان سے بھی دلیل لی ہے کہ:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ٍاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (التوبة:24)

کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے اور تجارت جس کے نقصان سے ڈرتے ہو اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ آیات ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنے سے پیچھے رہ گئے۔

جواب آپ نے یہ دعویٰ کہاں سے لیا کس کتاب سے نقل کیا ہے یہ تو بلا علم اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے، باطل ہے ان آیات کے سیاق وسباق پر غور نہیں کیا اگر آپ کے پاس معمولی عقل بھی ہوتی تو غور کر لیتے کی آپ نہیں جانتے کہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفران کا انکار کرنا ہوتا ہے ان کے معنی میں الحاد کا راستہ اختیار کرنا بھی کفر ہے اور جو بعض کتاب پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کریں اللہ نے انہیں کافر قرار دیا ہے آپ نے بھی ان آیات کے معنی کا انکار کیا ہے لہٰذا مشہور مفسرین کا کلام ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَ كُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ. (التوبة:23)

اے ایمان والو اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح

دیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت طلحہ اور عباس کے متعلق نازل ہوئی جب انہوں نے ہجرت نہ کی۔ کلبی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو ہجرت کا حکم دیا تو بعض مسلمانوں کے اہل وعیال ان سے کہنے لگے کہ ہم تجھے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں تو ہمیں ضائع نہ کر اس کا دل نرم پڑ جاتا اور وہ ہجرت نہ کرتا تو اللہ نے یہ آیت نازل کر دی اور یہ بھی کہ:

وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ.(التوبة:23)

اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا۔

مسلمانوں پر انہیں اہمیت دے گا یا ان کے ساتھ رہتا رہے ہجرت اور جہاد نہ کرے جیسا کہ آج کل یہ فتنہ بھی ہے:

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ.(التوبة:23)

تو یہ لوگ ہی ظالم ہیں۔

پھر فرمایا:

قُلْ.

آپ کہہ دیجئے۔

اے محمد ﷺ ہجرت سے پیچھے رہ جانے والوں سے۔

اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُم......(التوبة:24)

اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی......۔

جب پہلی آیت نازل ہوئی تو ہجرت نہ کرنے والے مسلمانوں نے کہا اگر ہم ہجرت کریں گے تو ہمارے مال وتجارت ضائع ہو جائیں گے اور گھر تباہ اور رشتہ داریاں ٹوٹ جائیں گی تو اللہ نے سورہ توبہ کی آیت نمبر 24 نازل کر دی۔ چنانچہ جب ہجرت اور جہاد نہ کرنے والوں کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں تو تم بھی اسی کے مصداق ہو کیونکہ نہ تو ہجرت کرتے ہو نہ ہی جہاد اور نبی علیہ السلام نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو

ہجرت و جہاد پر آپ کی بیعت کو مؤخر کر رہے تھے کہ: ''اگر نہ ہجرت ہے نہ ہی جہاد تو تم جنت میں کس طرح جاؤ گے'' لہٰذا تم نے دو فرض ترک کئے اور اس ترک کی وجہ سے مشرکین سے موافقت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کا ارتکاب کر بیٹھے اور اسلام کی عمارت کو ڈھا دیا اب تمہارے ہاتھوں میں سوائے اس ظاہری اچھی حالت کے اور کچھ باقی نہ رہا حق کو ردّ کر دیا اور اہل حق دشمنان مشرکین کو ناراض کر دیا ﴿وَ سَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَىَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ. (شعراء:227)﴾ ''اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس پھرنے والی جگہ پھرتے ہیں'' اور آپ نے خود حدیث ذکر کی ہے کہ: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے'' یہ صحیح حدیث آپ کے خلاف دلیل ہے نہ کہ آپ کے حق میں آپ خود غور کریں مسلمانوں کو برا کون کہہ رہا ہے اگر ہم ایسا کر رہے ہیں تو تم ہم سے دلیل مانگ سکتے ہو اور اگر تم ایسا کر رہے ہو تو جو تمہاری دلیل ہے وہ ہی ہماری بھی دلیل ہے اور حقیقت یہی ہے کہ ہر عقل مند جانتا ہے ہم کسی ثابت قدم مسلمان کو برا نہیں کہتے البتہ تم اسے برا اور گمراہ قرار دیتے ہو۔ اور تم نے ابن کثیر کا قول نقل کیا ہے کہ ہجرت اس پر واجب ہے جو اپنے دین کے اظہار پر قدرت نہ رکھتا ہو......تو علماء اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ کون ہے جس پر اپنے دین کا اظہار کرنے کی وجہ سے ہجرت فرض نہیں ہے اور وہ ایسے ہی امن میں ہے تم اسے جانتے ہو وہ نہ تو اسلام کا استہزاء کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے نہ ان کی طرف مائل ہوتا ہے نہ ان کی مدد کرتا ہے نہ زبان سے نہ عمل سے۔ مجھے بتاؤ تم میں کون ہے جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو؟ میرا سوال تو اس کے بارے میں تھا جسے کچھ معرفت حاصل ہو لیکن کسی نے مجھے اس کا تسلی بخش جواب نہ دیا یہ فتنہ اس قدر عام ہے کہ اس نے لوگوں کو اندھا اور بہرا کر دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور اگر آپ کہیں کہ آپ کا اعتراض اس شخص پر ہے جو آیات و احادیث سے اظہار دین کے باوجود مشرکین سے دوستی کا استدلال کرتا ہو تب تو یہ اور زیادہ گناہ اور نافرمانی ہے یہاں میں آپ کو اس سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا کیونکہ اللہ نے فرمایا:

وَّ لَلَبَسۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّا يَلۡبِسُوۡنَ. (الانعام:9)

اور ہم نے ان پر وہی اشکال ڈال دیا جو اشکال وہ اب کر رہے ہیں۔

اور پھر آپ محفوظ رہ بھی کس طرح سکتے ہیں جبکہ آپ کے قدم ڈگمگا چکے ہیں۔اور آپ ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول پیش کر کے یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم توحید واسلام پر ہیں مگر کیا واقعی ایسا ہے تو پھر ہجرت کے وجوب یا عدم وجوب سے متعلق کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے اس کا تو ابن کثیر رحمہ اللہ کے قول سے کوئی تعلق نہیں یہ تو اُن لوگوں کے متعلق ہے جو مشرکین ہوں اور ان میں کوئی ایسا شخص جو ان سے ان کی مجالس بازاروں اور اجتماعات سے علیحدہ رہ کر اپنے دین کا اظہار کرتا ہو اور ان سے اور ان کے اعمال سے اظہار براءت کرتا ہو اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہو۔

آپ کا ہم پر یہ اعتراض کہ آپ یہ آیت ہمارے خلاف بطور دلیل پیش نہیں کر سکتے کیونکہ اس کا تعلق امام کے ساتھ جہاد کرنے سے ہے لہٰذا اگر کوئی ایسا امام ہے تو ہمیں بتائیں۔

میں کہتا ہوں: آپ کا یہ کہنا کہ اس آیت کا تعلق امام کے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے ہے اللہ پر اور اس کی کتاب پر افتراء پردازی ہے اور اللہ نے فرمایا:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِکُوْا بِاللهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. (الاعراف:33)

کہہ دیجئے کہ درحقیقت میرے رب نے فواحش کو حرام کر دیا ہے جو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ اور بغاوت ناحق کو اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤ جس کی دلیل اس نے نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کے متعلق وہ کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔

آپ نے کس آیت یا کتاب سے حجت لی ہے کہ امام کے بغیر جہاد نہیں ہوتا یہ تو محض بہتان ہے اللہ کے دین پر اس کے خلاف دلائل اس قدر عام اور مشہور ہیں جنہیں ذکر کرنے کی حاجت نہیں مثلاً جہاد کا عام حکم، ترغیب اور جو اسے ترک کرے اس کے لئے وعید فرمایا:

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ. (البقرہ:251)

اگر اللہ ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا تو زمین پر فساد ہو جاتا۔

وَ لَوۡ لاَ دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَھُمۡ بِبَعۡضٍ لَّھُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِد. (حج:40)

اللہ اگر لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا تو عبادت گاہیں تباہ کر دی جاتیں۔

اور جو جہاد فی سبیل اللہ کرے گا وہ اللہ کی اطاعت اور اس کا فریضہ بجالائے گا اور امام امام اسی وقت بنتا ہے جب وہ جہاد کرے کیونکہ امام جہاد کے بغیر نہیں ہوتا بخلاف آپ کے فرمایا:

قُلۡ اِنَّمَآ اَعِظُکُمۡ بِوَاحِدَۃٍ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ مَثۡنٰی وَ فُرَادٰی. (السبا:46)

کہہ دیجئے میں تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے دو دو ہو کر یا تنہا کھڑے ہو جاؤ۔

وَ مَنۡ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفۡسِہٖ. (العنکبوت:6)

اور جہاد کرے گا تو وہ اپنے نفس کے لئے جہاد کرے گا۔

حدیث میں ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی......الحدیث

یہ جماعت الحمدللہ آج بھی ہے اور حق پر جہاد کر رہی ہے انہیں کسی کا خوف نہیں ہے۔فرمایا:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّھُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ یُجَاھِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لاَ یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ،اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمۡ رَاکِعُوۡنَ،وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ھُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ. (المائدہ:54-56)

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی وہ نرم دل ہوں گے

مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔ مسلمانو! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے، وہ یقین مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔

وسیع فضل والا اور جہاد کے لئے مناسب مجاہد کو جاننے والا ہے۔ آپ کے نظریے کے خلاف کتاب وسنت تاریخ اور اہل علم کے اقوال بھرے پڑے ہیں کیا آپ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہیں جانتے کہ جب وہ ہجرت کر کے آ گئے تو قریش نے آپ سے مطالبہ کر دیا کہ انہیں واپس کریں جیسا کہ صلح حدیبیہ کی شرط میں ہے آپ نے ایسا کر دیا اور پھر راستے میں انہوں نے دونوں مشرکین کو قتل کر دیا جو انہیں لینے آئے تھے پھر ساحل پر چلے گئے جب نبی علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی ماں ہلاک ہو وہ جنگ کی آگ بھڑکا دے گا اگر اس کے ساتھی ہوں۔ لہٰذا انہوں نے قریش کے قافلے تجارت جو شام سے آتے انہیں لوٹ کر قتل کر دیتے اس طرح اللہ کے رسول کے بغیر ہی قریش کے خلاف اکیلے جنگ کرنے لگے نبی علیہ السلام صلح حدیبیہ کی وجہ سے اس جنگ میں شامل نہ تھے تو کیا نبی علیہ السلام نے ان پر اعتراض کیا کہ تم غلط کر رہے ہو کہ امام کے بغیر جہاد کر رہے ہو؟ سبحان اللہ جہلاء پر حق پوشیدہ ہے وہ اس جہالت اور باطل کو ہی حق اور دین قرار دیتے ہیں۔ فرمایا:

شَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوۡحًا وَّ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ. (الشوریٰ:13)

اس نے تمہارے لئے اسی دین کو مشروع کیا جس کا تاکیدی حکم اس نے نوح کو دیا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف اتاری۔

سب جانتے ہیں کہ دین جہاد کے ذریعے ہی قائم ہوتا ہے اسی لئے نبی علیہ السلام نے ہر نیک وفاجر کے ساتھ

مل کر جہاد کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ چھوٹی مصلحت سے محروم رہ کر بڑی مصلحت حاصل کی جا سکے اور چھوٹا نقصان برداشت کر کے بڑے نقصان سے بچا جا سکے کیونکہ اگر دین کو جہاد کے ذریعے محفوظ کر لیا جائے تو یہ فاجر کے فجور سے بڑھ کر کام ہے کیونکہ جہاد کے ذریعے دین غالب ہوتا ہے اور اس پر عمل مضبوط ہوتا ہے اور شرک اور مشرکین کی بیخ کنی ہوتی ہے تا آنکہ مسلمانوں کو غلبہ مل جائے اور باطل پرستوں کو روکا جا سکے کیونکہ اگر وہ غالب آ جائیں گے تو زمین کو شرک وفساد اور ظلم سے بھر ڈالیں لہٰذا فاجر کے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے بہت سی دینی مصلحتیں حاصل ہوتی ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ اس دین کی مدد فاسق کے ذریعے بھی کر دیتا ہے اور ایسے لوگوں کے ذریعے بھی جو اس قابل نہ ہوں''۔ اور اگر اس کی برائی کی وجہ سے اس کے ساتھ مل کر جہاد نہ کیا جائے تو جہاد کمزور پڑ جائے اور انتشار پیدا ہو جائے اس سے مشرکین کو فائدہ پہنچے گا اور وہ قوی ہو جائیں گے جبکہ ان کا ہدف ہی دین کو فاسد کرنا ہے اگر لوگوں پر کوئی ایسا جاہل اور بے بصیرت مسلط ہو جائے جو اپنے دل میں مشرکین کو مسلمانوں سے زیادہ جگہ دے تو وہ ان سے امیدیں وابستہ کر لے گا ان کی مدد کرے گا ان کے جھوٹ اور ظلم کو جائز قرار دے گا تو درحقیقت وہ اپنے آپ کو ہی نقصان دے گا اللہ کا تو وہ کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

ہر وہ شخص جو دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہو اور دین کا دفاع کرے وہ مجاہد ہے اور ہر جماعت جو اللہ کے دشمن سے برسرِ پیکار ہو ضروری ہے کہ اس کے امراء بھی ہوں جن کی بات وہ جماعت مانتی ہو اور ان کے حکم کے مطابق چلتی ہو اور لوگوں میں امامت کا مستحق وہ شخص ہے جو دین کو قائم کرے جیسا کہ آج کل ہے پھر اگر لوگ اس کی اتباع کریں گے تو انہوں نے واجب ادا کیا اور نیکی اور تقویٰ کے کام پر تعاون بھی ہو گیا اور جہاد بھی مضبوط ہوا اور اگر اس کی اتباع نہ کریں گے تو سب اسلام کی مدد نہ کرنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔ اور جو دین کو قائم رکھتا ہو اس کے مددگار کم ہوں تو اس کا اجر زیادہ ہوگا جیسا کہ فرمایا: (الحج:78، العنکبوت 69، الحج 39، المائدہ 54، التوبہ 5، البقرہ 249، الانفال 65، البقرہ 216)

بلا شبہ جہاد تا قیامت جاری رہے گا اور اس کا حکم مومنوں کو ہے لہٰذا اگر کوئی طاقتور جماعت ہو تو اس پر جہاد فرض ہے جتنی استطاعت ہو جہاد کسی حالت میں اس سے ساقط نہ ہوگا اور نہ ہی دیگر جماعتوں سے

جیسا کہ میں نے ابھی آیات ذکر کی ہیں۔ نیز حدیث میں ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی۔ کتاب وسنت میں ایسی کوئی حالت نہیں جس میں جہاد کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہو اور نہ ہی کسی فرد سے کسی بھی حال میں ساقط ہوتا ہے سوائے اس صورت کے جو سورۃ براءت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کرو:

وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ. (الحج:40)

اور البتہ اللہ ضرور مدد کرتا ہے اس کی جو اس کی مدد کرے۔

وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا. (المائدہ:56)

اور جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو دوست بنائے۔

یہ تمام آیات کسی تخصیص کے بغیر عموم کا فائدہ دیتی ہیں تو کیا تم قرآن میں عقل سے کام نہیں لیتے ہو نیز گذشتہ صفحات میں آپ جان چکے ہیں کہ اللہ کا خطاب ہر مکلّف سے تعلق رکھتا ہے خواہ وہ پہلوں میں ہوں یا پچھلوں میں اور قرآن میں جو احکامات خاص ہیں وہ بھی عموم کا حکم رکھتے ہیں مثلاً فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ. (التوبۃ:73)

اے نبی کفار و منافقین سے جہاد کر۔

اس کے دلائل بھی گزر چکے ہیں یہ بات ہر عالم بلکہ دین کا معمولی طالب بھی جانتا ہے اس لئے ہم صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں وباللہ توفیق۔ آخر میں یہ کہوں گا کہ اللہ نے ایک امام ظاہر کر دیا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور انہیں اسلام اور اتحاد کی دعوت دیتا ہے لہٰذا ہم پر یہ نعمت بھی ہو چکی اور ہمارے اردگرد کے لوگوں پر بھی کہ اس نے ہماری مدد کی شرک وفساد کی بیخ کنی کی ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی نعمتوں کا خاص طور پر نعمت اسلام کا شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ نے مزید فرمایا: جان لیجئے طالب ہدایت اور اسباب گمراہی سے دور کہ میں نے ایک ورقہ دیکھا جس میں توحید رب العالمین پر ضرب کاری لگائی گئی ہے اور وہ گمراہی سے

بھرا پڑا ہے اور کبھی خود ہی اس کا ردّ بھی کرتا ہے کبھی سوال کرتا ہے کبھی گمراہ کن فتوے دیتا ہے لہٰذا میں نے عزم کیا کہ اسے اہل علم پر پیش کروں جو حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں یہ لکھنے والا اگرچہ جاہل ہے لیکن اپنی چرب زبانی سے اسلام کی کڑیاں توڑنا چاہتا ہے پھر میں نے خود ہی اس کا ردّ کرنا چاہا الحمدللہ لہٰذا اللہ سے مدد مانگتا ہوا اور اس کی پناہ میں رہتے ہوئے اس کا ردّ لکھتا ہوں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا ان میں سے ہر راستے پر شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے پھر یہ آیت پڑھی:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لاَ تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (الانعام:153)

اور یہ میرا سیدھا رستہ ہے اس پر چلو اور مختلف راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اس کے راستے سے ہٹا دیں گے۔

یہاں اصل مقصود شروع کرنے سے پہلے ایک جھگڑے کی نشان دہی کر دوں کہ اکثر لوگوں کو دو چیزیں دھوکہ میں ڈال دیتی ہیں۔

① وہ صرف اچھی باتیں کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں اور عمل نہیں کرتے نبی علیہ السلام کا خوارج کے متعلق قول نہیں جانتے آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے ہدف سے پار ہو جاتا ہے۔ کتاب وسنت میں اس طرز عمل کی بہت مذمت بیان کی گئی ہے۔ فرمایا:

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لاَ تَفْعَلُوْنَ. (الصف:3)

بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ. (البقرہ:14)

اور جب وہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لائے اور جب اپنے ہم

خیال کے پاس علیحدہ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مذاق اڑاتے ہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ایمان آراستہ ہو جانے اور آرزو کا نام نہیں بلکہ وہ ہے جو دلوں میں ٹھہر جائے اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔

② اکثر لوگ صرف شہادتین کے اقرار کو ہی اسلام سمجھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے مال اور جان محفوظ بن گیا جبکہ وہ لا الہ الا اللہ کا معنی مفہوم تک نہیں جانتے کہ شرک کی نفی اور اسے چھوڑنا بھی ضروری ہے اور عبادت کی تمام انواع جیسے دعا، امید، توکل وغیرہ محض اللہ کے لئے ہونی چاہئیں اور وہ اللہ کے اس فرمان کو بھی نہیں جانتے کہ:

اِنَّـآ اَنْـزَلْـنَـآ اِلَيْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ، اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ. (الزمر:2-3)

پس تو عبادت کر اللہ کی کو اس کے لئے دین کو خالص کرنے والا ہو خبردار اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے۔

وَ مَـآ اُمِـرُوْٓا اِلَّا لِيَـعْبُـدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّکٰوةَ وَ ذٰلِکَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ. (البينة:5)

اور انہیں نہیں حکم دیا گیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس میں کہ عبادت کو اس کے لئے یکطرفہ ہو کر خالص کریں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں اور یہ مضبوط دین ہے۔

یہاں (ملحظاً) فاعل کی ضمیر مستتر سے حال ہے جو کہ اللہ کے فرمان ﴿ فَاعْبُدِ اللّٰهَ ﴾ ''میں ہے'' تو ظاہری و باطنی اعمال خالص اس کے لئے کر ایسے ہی ﴿ مُخْلِصِيْنَ ﴾ بھی حال ہے فاعل کی ضمیر مستتر سے جو کہ ﴿لِيَعْبُدُوا﴾ ''میں ہے'' اپنے ارادے و عمل کو صرف اسی کے لئے خالص کرلیں اس لئے ہے ﴿حُنَفَآءَ﴾ یکطرفہ ہو کر فرمایا حنیف اس موحد کو کہتے ہیں جو غیر اللہ سے اعراض کر کے مکمل طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہو اور اسی توحید کے لئے اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا رسولوں کو بھیجا اور کتابیں نازل کیں۔

اس سے ثابت ہوا جیسا ھود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ. (الاعراف:65)

اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔

صالح علیہ السلام کی قوم نے صالح علیہ السلام سے کہا تھا:

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَآ اَتَنْھٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ. (ھود:62)

انہوں نے کہا اے صالح تو ہم میں امیدوں کا مرکز تھا اس سے پہلے کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ ہم اپنے آباء کے معبودوں کی عبادت کریں اور ہم یقیناً تیری دعوت سے شک میں ہیں۔

شعیب علیہ السلام کی قوم نے کہا:

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا. (ھود:87)

اے شعیب کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے آباء کے معبودوں کی عبادت چھوڑ دیں۔

اس امت کے اکثر لوگوں کو جب توحید کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کی بھی وہی حالت ہوتی ہے جو ان کی تھی جبکہ توحید ہی اصل دین ہے جس کے سوا اللہ کسی اور دین کو قبول نہیں کرے گا اسی لئے اس نے رسول بھیجے کتابیں اتاریں فرمایا:

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ.

(انبیاء:25)

اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے ان کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا صرف میری عبادت کرو۔

الٓر. کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ، اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ. (ھود:1-2)

اس کتاب کی آیات محکم ہیں پھر حکیم وعلیم کی طرف سے ان کی تفصیل کی گئی ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

ایسے ہی دیگر آیات نبی علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ کہو کامیاب رہو گے انہوں نے کہا کیا تو نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا دیا یہ تو عجیب بات ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔اس سے بڑھ کر اس کی اور کیا دلیل ہوگی کہ تمام انبیاء کو توحید کے لئے بھیجا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کا حکم دیں اور غیر اللہ کی عبادت سے روکیں سابقہ امتوں نے اسی توحید کا انکار کیا اسی توحید کے لئے اللہ نے زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کیا فرمایا:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ. (ذاریات:56)

اور میں نے جن وانس کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: خبردار اس لیے (پیدا کیا) کہ میں انہیں حکم دوں کہ مجھے ایک جانیں۔آپ جانتے ہیں دین کی یہ اصل ملت کی اساس ہے فرمایا:

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ، فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ. (الروم:43)

کہہ دیجئے زمین کی میں چلو پھر دیکھو اس سے پہلے والوں کا کیا انجام ہوا ان کی اکثریت مشرک تھی تو اپنے آپ کو مضبوط دین کے لئے قائم رکھیں۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖٓ اِنَّنِىْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ،اِلَّا الَّذِىْ فَطَرَنِىْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ،وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ. (الزخرف:26-28)

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یقیناً میں بری ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو مگر وہ جس نے مجھے پیدا کیا عنقریب وہ مجھے راہ دکھائے گا اور اس نے اسے اپنے بعد والوں میں باقی رہنے والی بات بنا دیا شاید وہ لوٹ جائیں۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ابراہیم علیہ السلام اس کا مضمون لے کر آئے کہ ﴿**اِنَّنِىْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ،اِلَّا**

الَّـذِیْ فَـطَرَنِیْ ﴾''میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا'' اللہ نے اپنی کتاب میں ہمیشہ ہی شرک سے روکا ہے اور اس کے مرتکب کو صاف صاف کافر کہا ہے اور اس کی سخت وعید سنائی ہے۔فرمایا:

وَ مَـنْ اَضَـلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَ هُـمْ عَـنْ دُعَـآءِ هِـمْ غٰـفِـلُـوْنَ،وَاِذَا حُشِـرَ النَّاسُ کَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ کَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ کٰفِرِیْنَ. (الاحقاف:5-6)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

اِنْ تَـدْعُـوْهُـمْ لَا یَسْـمَـعُـوْا دُعَـآئَکُمْ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ وَ لاَ یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ. (فاطر:14)

اگر تم انہیں پکارو وہ تمہاری پکار نہ سنیں گے اور اگر سن لیں تو تمہیں جواب نہ دیں گے اور بروز قیامت وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور آپ کو خبیر کی طرح کوئی نہیں بتا سکتا۔

فَلاَ تَـدْعُ مَـعَ اللّٰہِ اِلٰهًــا اٰخَـرَ فَتَـکُـوْنَ مِـنَ الْـمُـعَذَّبِیْنَ،وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ. (الشعراء:213-214)

پس تو نہ پکار اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو تو عذاب دیئے جانے والوں میں سے ہو جائے گا اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔

وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰهًا اٰخَرَ لاَ بُرْهَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ اِنَّہٗ لاَ یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ. (المومنون:117)

اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس کے پاس اس کی دلیل نہیں اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہے یقیناً کافر کامیاب نہیں ہوتے۔

حَتّٰی اِذَا جَآءَ تْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ قَالُوْآ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَھِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ. (الاعراف:37)

حتیٰ کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آتے ہیں انہیں وفات دیتے ہیں کہتے ہیں کہ کہاں ہیں وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے تھے وہ کہتے ہیں وہ ہم سے کھو گئے اور وہ اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

ثُمَّ قِیْلَ لَھُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ،مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَکُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ الْکٰفِرِیْنَ. (المومن:73-74)

پھر ان سے کہا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جنہیں تم اللہ کے سوا شریک بناتے تھے کہیں گے وہ ہم سے کھو گئے بلکہ ہم اس سے پہلے کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔

ایسے ہی دیگر آیات بھی ہیں اس سے زیادہ واضح شرک کی مذمت اور کیا ہوگی اللہ نے اسے حرام کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کے مرتکب کو معاف نہیں کرے گا اور یہ صرف پکارنے کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ عبادت کی تمام اقسام میں سے کسی کو بھی غیر اللہ کے لئے کرنا شرک ہے۔

تحقیق: دعا (یعنی) پکارنا دو طرح ہے سوال کرنا اور عبادت کے طور پر۔اور دونوں صرف اللہ کے لئے ہیں غیر اللہ کے یہ شرک ہے جیسا کہ گذشتہ آیات میں ہے اور فرمایا:

قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ،لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. (الانعام:162-163)

کہہ دیجئے! میری نماز قربانی جینا مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

صلاۃ (جس کا ترجمہ نماز کیا گیا ہے) یہاں نماز اپنے لغوی معنی اور دعا دونوں ہے (صلاۃ کا ترجمہ کئی مقام پر دعا بھی کیا گیا ہے) جیسا کہ کتب تفاسیر سے ثابت ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ: ''جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگنا''۔اس میں ﴿اِیَّاکَ

نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ کی تفسیر ہے اور فرمایا﴿ فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْہُ. (العنکبوت: 17)﴾ ''اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اسی کی عبادت کرو'' یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔ اور فرمایا﴿فَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ. (النحل:51)﴾ ''پس مجھ سے ہی تم ڈرو'' ﴿فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ. (عنکبوت: 56)﴾ ''پس میری ہی عبادت کرو'' ﴿ وَّ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ. (بقرہ:41)﴾ ''پس مجھ ہی سے تم ڈرو'' ﴿وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ. (الم نشرح: 8)﴾ ''اور اپنے رب کی طرف تو رغبت کر'' ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ. (الکوثر:2)﴾ ''اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر'' ان آیات میں مفعول کی تقدیم (عربیت کی روسے) حصر کا فائدہ دیتی ہے۔ صرف میری میرے سوا کسی کی بھی نہیں۔ اور فرمایا﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ. (المائدہ:44)﴾ ''پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو'' ﴿فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَ خَافُوْنِ. (آل عمران: 175)﴾ ''پس تم ان سے خوفزدہ مت ہو اور مجھ سے ہی خوفزدہ رہو''۔ ان آیات کا تقاضا یہ ہے کہ بندے اللہ کو اپنے اعمال کے ذریعے ایک مانیں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَّ لاَ یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا. (الکھف:110)

کہہ دیجئے درحقیقت میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جو اپنے رب سے ملاقات کا یقین رکھتا ہے وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ. (طہ:14)

میں ہی ہوں اللہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز پڑھ۔

اور جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کی تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا:

اِنَّمَآ اِلٰھُکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا. (طہ:98)

درحقیقت تمہارا معبود وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ علم سے ہر شیئ کو گھیرے ہوئے ہے۔

اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ،رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَھُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ. (الصافات:4-5)

یقیناً تمہارا معبود صرف ایک ہے آسمانوں اور زمین اور جو ان کے مابین ہے ان کا رب اور مشارق کا رب۔

قُلْ اَرَئَیْتُمْ شُرَکَاءَ کُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ. (الفاطر:40)

کہہ دیجئے! تم مجھے اپنے وہ شرکاء دکھاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بتاؤ انہوں نے زمین پر کیا پیدا کیا ہے یا آسمانوں میں ان کی کیا شراکت داری ہے۔

وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا. (الجن:18)

اور مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْھُمْ اِنَّکُمْ لَمُشْرِکُوْن. (الانعام:121)

یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کی طرف القاء کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور تم نے ان کی بات مان لی تو تم مشرک ہو۔

یہ اطاعت کا شرک ہے جیسا کہ فرمایا:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ.

(التوبہ:31)

انہوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا اور مسیح بن مریم کو۔

اس آیت میں اطاعت میں شرک اور الوہیت میں شرک کا ذکر ہے جیسا کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی مشہور

حدیث سے واضح ہے۔اور ربوبیت کوتو اکثر امتوں کے مشرک رسولوں کی دشمنی کے باجود بھی مانتے تھے جیسا کہ انبیاء کے واقعات سے ثابت ہے سورہ اعراف، ھود، شعراء وغیرہ میں کہ انبیاء کو اسی لئے بھیجا گیا کہ وہ عبادت میں شرک کی نفی کریں جیسے محبت، دعا اور توکل وامید وغیرہ میں شریک ٹھہرانا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا: جومرا اس حال میں کہ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتا تھا وہ جہنم میں گیا۔(بخاری)

مسلم میں ابو مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا: جولا الٰہ الا اللہ کہے اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہوان کا کفر کرے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہیں اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ لا الٰہ الا اللہ کی بہترین تفسیر ہے کہ فقط تلفظ کو جان ومال کی حفاظت نہیں کہا بلکہ صرف اللہ کو پکارنا بھی اس کا سبب نہیں قرار دیا جب تک کہ اللہ کے سوا ہر معبود کے ساتھ کفر نہ کیا جائے اگر کوئی شک کرتا ہو یا متردد ہوتو اس کا مال اور جان محفوظ نہیں تو یہ کس قدر عظیم مسئلہ اور مکمل وضاحت ہے اور کس قدر قطعی حجت ہے اس کے خلاف جو اس کا انکار کرے اور اکثر لوگ جو شرک کرتے ہیں اور بت وغیرہ کی عبادت کرتے ہیں اس کا کس قدر جامع ردّ ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتاب ''الرسالہ السنیۃ'' میں خوارج کی عظیم عبادت کے باوجود ان کے دین سے خروج کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ان ادوار میں بھی بہت سے اسلام کی طرف منسوب لوگ دین سے خارج ہیں اس کی وجہ غلو ہے جس کی اللہ نے اپنی کتاب میں مذمت بیان کی ہے فرمایا:

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ.(النساء:171)

اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو۔

علی رضی اللہ عنہ نے غلو کرنے والوں کو زندہ جلا دیا تھا باب کندہ کے پاس خندقیں کھدوا کر انہیں ان میں پھینک دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے قتل کے جائز ہونے پر اتفاق کیا ایسے علی رضی اللہ عنہ اور بعض مشائخ اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلو۔تو جو بھی کسی نبی یا ولی میں غلو کرے گو یا وہ اس میں الوہیت کی کوئی نوع ثابت کرتا ہے مثلاً یوں کہے کہ اے میرے آقا میری مدد کیجئے یا فریاد سنئے یا روزی دیجئے یا کمی دور کیجئے یا یہ کہ آپ مجھے کافی

ہیں اس طرح کی دیگر باتیں یہ سب شرک وگمراہی ہیں ایسا کرنے والے سے توبہ کرائی جائے اگر نہ کرے تو قتل کر دیا جائے اللہ نے اپنے رسولوں کو اس لئے بھیجا کہ اکیلے اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے اور جو اللہ کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں جیسے فرشتے یا مسیح علیہ السلام یا بت وغیرہ وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ انہوں نے مخلوق کو پیدا کیا ہے یا یہ بارش اتارتے ہیں یا سبزہ اگاتے ہیں بلکہ وہ ان کی قبروں اور تصویروں کی عبادت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے اور یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں تو اللہ نے ان کے پاس رسولوں کو بھیجا جنہوں نے روک دیا کہ اللہ کے سوا کسی کو پکارا جائے نہ عبادت کا پکارنا نہ مدد مانگنے کا پکارنا فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ. (اسراء:56-57)

کہہ دیجئے! تم ان لوگوں کو پکارو جنہیں تم اس کے سوا گمان کرتے ہو پس وہ تم سے تکلیف دور کرنے کے مالک نہیں ہیں نہ ہی اسے بدل سکتے ہیں یہ لوگ جنہیں وہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کا قرب تلاش کرتے ہیں کہ کون ان میں زیادہ قریبی ہے۔

سلف رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ان سے مراد مسیح عزیر اور فرشتے علیہم السلام ہیں لوگ انہیں پکارتے تھے پھر فرمایا کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہی اصل دین ہے اور یہی وہ توحید ہے جس کے لئے اس نے انبیاء بھیجے کتابیں اتاریں فرمایا:

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ. (نحل:36)

اور البتہ ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ.

(انبیاء:25)

آپ سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے ان کی طرف وحی کر دی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں

پس تم میری عبادت کرو۔

نبی علیہ السلام توحید کا اثبات کرتے اپنی امت کو اس کی تعلیم دیتے حتیٰ کہ ایک شخص نے آپ علیہ السلام سے ایک دفعہ کہا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں آپ نے فرمایا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا بلکہ یہ کہہ جو اکیلا اللہ چاہے اور فرمایا اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا آپ ان سے ڈرا رہے تھے اور فرمایا یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جانے لگے اور فرمایا میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو تم جہاں بھی ہوں تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے اسی لئے علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ قبر پر مسجد بنانا یا اس کی طرف نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ بت پرستی کی بنیادی وجہ قبروں کی تعظیم ہی تھی۔ ایسے ہی علماء اہل السنۃ کا اتفاق ہے کہ نبی علیہ السلام پر آپ کی قبر کے پاس درود پڑھنے والے کے لئے آپ علیہ السلام کے حجرے کو چھونا یا بوسہ لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شرف بیت اللہ کے ایک رکن کو حاصل ہے لہٰذا مخلوق کا گھر اللہ کے گھر کی طرح نہیں ہوسکتا یہ سب صرف توحید کے اثبات کے لئے ہے جو دین کی اصل ہے جس کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں اور نہ ہی اس کے تارک کی توبہ قبول ہے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا. (النساء:48)

یقیناً اللہ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا جو بھی جس کے لئے چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بڑا جھوٹ باندھا۔

اسی لئے کلمہ توحید سب سے افضل کلمہ ہے اور قرآن کی سب سے عظیم آیت آیت الکرسی ہے:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. (البقرہ:225)

اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے قائم ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: دنیا میں جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور الٰہ کہتے ہیں جس کی عبادت جس سے مدد مانگنے جس سے امید لگانے جس سے محبت جس سے ڈرنے جس کی بزرگی کی

طرف مدل مائل ہو۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: شرک دو طرح ہے چھوٹا اور بڑا، بڑا شرک اللہ توبہ کے بغیر معاف نہیں کرے گا اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سوا معبود بنائے اس سے محبت کرے جیسے اللہ سے کرتا ہے بلکہ اکثر مشرک اپنے معبودوں سے اللہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور اگر کوئی عالم ان کے معبود کو برا کہے تو زیادہ غضبناک ہو جاتے ہیں بنسبت اس کے جب کوئی اللہ کو برا کہے (تو یہ غضبناک نہیں ہوتے) ہم نے خود اس کا مشاہدہ کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ (معبود) اللہ تک ضروری دروازہ ہے اس کے پاس سفارشی ہے بت پرست بھی ایسے ہی کہتے ہیں یہ قدر تمام مشرکوں کے دلوں میں ایک جیسی ہوتی ہے ان کے معبودوں کے اختلاف کے باوجود کوئی پتھر کا پجاری ہے تو کوئی بشر کا۔ اللہ نے ان کے آباء واجداد کے متعلق فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ. (الزمر:3)

اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوست بنائے ہوئے ہیں (کہتے ہیں) ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیتے ہیں اور اللہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا جس چیز کے بارے میں یہ اختلاف کرتے ہیں یقیناً اللہ جھوٹے کافر کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ نے انہیں اپنی کتاب میں باطل قرار دیا اور بتایا کہ شفاعت ساری کی ساری صرف اللہ کے لئے ہے۔ فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ، وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ. (سبا:23-24)

کہہ دیجئے! تم پکارو انہیں جنہیں تم اللہ کے سوا گمان کرتے ہو وہ ذرہ برابر بھی آسمانوں اور

زمین میں اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی ان دونوں میں ان کی کچھ شراکت ہے اور ان میں سے کوئی اس کا مددگار بھی نہیں اور سفارش اس کے ہاں فائدہ نہ دے گی مگر اس کی جس کی وہ اجازت دے۔

پھر فرماتے ہیں کہ قرآن اس طرح کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے لیکن اکثر لوگ حقیقت کا شعور نہیں رکھتے ہیں اور ان آیات کو ان قوموں کے متعلق سمجھتے ہیں جو مٹ گئیں ان کا نام ونشان نہ رہا یہی چیز فہم قرآن میں حائل ہے جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں گی جب اسلام میں ایسے لوگ آ جائیں گے جو جاہلیت کو جانتے ہی نہ ہوں گے اور یہ اس لئے کہ وہ شرک کو نہیں جانتا ہوگا اور نہ ہی اسے کہ قرآن نے اس کی مذمت بیان کی ہے وہ اس میں واقع ہو کر اس کا اقرار کرلے گا اور یہ نہ سمجھ سکے گا کہ اہل جاہلیت بھی تو اسی پر تھے اس طرح اسلام کی کڑیاں ٹوٹتی جائیں گی اور معروف منکر اور منکر معروف بن جائے گا اور بدعت سنت اور سنت بدعت سمجھ لی جائے گی اور کسی مومن کو صرف ایمان اور توحید کی وجہ سے کافر قرار دیا جائے گا اور متبع رسول کو اتباع اور بدعت وخواہشات سے رک جانے کی بناء پر بدعتی کہا جائے گا ہر صاحب بصیرت وزندہ دل اسے آنکھوں سے دیکھ لے گا۔

پھر فرماتے ہیں: اور چھوٹے شرک سے مراد ریا کاری اور غیر اللہ کی قسم کھانا اور یہ کہنا کہ یہ اللہ اور آپ کی طرف سے ہے یا میں اللہ اور آپ کے دم سے ہوں یا میرے لئے اللہ اور آپ کے سوا کوئی نہیں یا میں اللہ اور آپ پر ہی اعتماد کرتا ہوں یا اگر آپ نہ ہوتے تو ایسا ہو جاتا اور بسا اوقات یہ کہنے والے کے عقیدے کے مطابق شرک اکبر بھی بن جاتا ہے۔ اور اس طرح کا شرک اکبر یعنی بڑا شرک ہے غیر اللہ کے لئے نذر ماننا یا غیر اللہ پر بھروسہ کرنا یا غیر اللہ کی طرف رجوع کرنا یا غیر اللہ کے سامنے عاجزی کرنا اور ذلیل ہونا یا غیر اللہ سے روزی مانگنا یا نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا ایسے مردوں سے ضروریات کی تکمیل چاہنا ان سے فریاد کرنا ان کی طرف لو لگانا اور یہی شرک کی اصل وجہ ہے میت کا عمل منقطع ہو جاتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا چہ جائیکہ وہ کسی اور کے لئے جو اس سے فریاد کرے یا اس سے کچھ مانگے اللہ کے ہاں سفارش کر سکے۔ یہ شفاعت کرنے والے اور جس کے

ہاں شفاعت کی جاتی ہے ان سے جہالت کی وجہ سے ہے اللہ کے ہاں تو کوئی سفارش کر ہی نہیں سکتا اور اللہ کسی اور کے سوال کو اپنی اجازت کا سبب نہیں بناتا بلکہ اس کی اجازت کا سبب کمال توحید بنتا ہے جبکہ یہ مشرک جو سبب پیش کر رہا ہے وہ تو مانع ہے میت تو خود اس پکارنے والے کا محتاج ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت کریں تو ان کے لئے رحمت کی دعا کریں اور اللہ سے ان کے لئے عافیت ومغفرت کا سوال کریں لیکن مشرکین اس کے برعکس کرتے ہیں وہ عبادت کی نیت سے ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان کی قبروں کو بت اور تھان بنا لیتے ہیں اس طرح وہ معبود کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور دین بھی تبدیل کر دیتے ہیں اور اہل توحید سے دشمنی ظاہر کر کے انہیں مردوں کا گستاخ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ وہ خود شرک کر کے خالق کے گستاخ ہوتے ہیں اور اللہ کے اولیاء اور موحدین کی گستاخی کرتے ہیں کہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ ان کے اس شرک پر راضی ہیں اور انہوں نے ہی ایسا کرنے کا حکم دیا ہے یہ لوگ ہر دور میں اللہ کے رسولوں کے دشمن ہوتے ہیں اور ان کی بات کو قبول کرنے والے بہت لوگ مل جاتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے خوب فرمایا:

وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ،رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ.

(ابراھیم :35-36)

اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا کر رکھا ے میرے رب انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا۔

شرک اکبر کا مرتکب موحد بن کر ہی نجات پا سکتا ہے جبکہ اللہ کے لئے مشرکین سے دشمنی کرے اور انہیں ناراض کر کے اللہ سے قریب ہو جائے۔

اللہ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے کس قدر عمدہ بیان ہے اور کس قدر وضاحت سے فرمایا کہ یہ شرک اکبر ہے اور مشرکین کے عقائد کا ردّ کیا اور اکثر ملکوں میں آج کل یہی جھگڑا ہے یہ شرک اکبر ہے ایسا جس کی توبہ کیئے بغیر بخشش نہیں ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے اشعار میں فرمایا کہ:

شرک کا مقصد پتھر قبر بشر یا بت وغیرہ مخلوق کی عبادت کے ذریعے اللہ کا قریب ہونا ہے اور شرک سے بچ کر رہا کر کیونکہ کسی بھی قسم کا شرک معاف نہیں کیا جائے گا رحمان کا شریک ٹھہرالینا خواہ وہ پتھر ہو یا انسان اسے پکارنا اس سے امید لگانا اس سے ڈرنا اور اس سے دین جیسی محبت کرنا۔

الاقناع میں فرماتے ہیں کہ:

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا: جو علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو پکارے وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ فرمایا: جو اللہ اور اپنے درمیان واسطے مقرر کرے اور انہیں پکارے ان سے مانگے ان پر بھروسہ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ شعر میں فرماتے ہیں:

شفعاء اور شرکاء اور مددگاروں وغیرہ کا واسطہ مقرر کرنا واضح طور پر باطل معاملہ ہے۔
اس میں محض انہیں اللہ کے مشابہ قرار دینے کے سوا کچھ نہیں اور یہ قبیح ترین بہتان ہے۔

محمد بن اسماعیل امیر صنعانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

چوتھا اصول: مشرکین جن کی طرف اللہ نے رسول بھیجے وہ اقرار کرتے تھے کہ اللہ ان کا خالق ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ.

(زخرف:9)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے کہ انہیں عزیز علیم نے پیدا کیا ہے۔

اور یہ بھی کہ وہ انہیں رزق دیتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے آسمان کی زمین تک تدبیر کرتا ہے اور سماعت و بصارت اور دلوں کا مالک ہے:

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ. (یونس:31)

کہہ دیجئے! کون ہے جو انہیں رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے کہا وہ جو سماعت وبصارتوں کا مالک ہے اور کون ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون ہے جو معاملے کی تدبیر کرتا ہے پس عنقریب وہ کہیں گے کہ اللہ تو آپ کہیں کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ،سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ،قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ،سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ، قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ. (المومنون:84-89)

کہہ دیجئے! کہ زمین اور جو زمین پر ہیں وہ کس کے ہیں اگر تم جانتے ہو عنقریب وہ کہیں گے کہ اللہ کے ہیں کہا پھر تم ڈرتے نہیں ہو کہہ دیجئے! کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر شئے کی بادشاہت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کسی کو پناہ نہیں ملتی اگر تم جانتے ہو عنقریب وہ کہیں گے کہ اللہ کے لئے کہہ دیجئے! پھر تم کہاں سحر زدہ ہو پڑے ہو۔

اور فرعون سے اس کے دعویٰ ربوبیت کے باوجود موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ:

لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآئِرَ. (اسراء:102)

بے شک تو جانتا ہے کہ انہیں آسمانوں اور زمین کے رب نے دلائل کے طور پر اتارا ہے۔

اور ابلیس معلون نے کہا:

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ. (الحشر:16)

بے شک میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ. (الحجر:39)

کہنے لگا کہ! اے میرے رب بسبب اس کے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔

رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ. (الحجر:36)

اے میرے رب پس تو مجھے مہلت دے۔

اورانبیاء نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ. (الحج:73)

جن لوگوکوتم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی پیدانہیں کرسکتے اگرچہ اس کے لئے جمع ہوجائیں۔

مشرکین ان تمام باتوں کا قرار کرتے تھےان سے انکاری نہ تھے۔

پانچواں اصول: عبادت ایک انتہائی جھک جانے اور عاجزی کو کہتے ہیں اور یہ لفظ صرف اللہ کے سامنے جھکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہی بڑی سے بڑی نعمت کا مالک ہے انتہائی عاجزی کا حق دار ہے جیسا کہ کشاف میں ہے کہ عبادت کی بنیاد اللہ کی توحید ہے جس کا فائدہ وہ کلمہ دیتا ہے جس کی طرف تمام رسولوں نے دعوت دی یعنی لا الٰہ الا اللہ مقصد اس کے معنی پر اعتقاد رکھنا ہے صرف زبان سے ادا کرنا نہیں اور اس کا معنی ہے کہ اللہ کو عبادت والوہیت میں یکتا مان کر اس کے سوا ہر معبود کی نفی اور اس سے براءت کا ظہار کرنا اور کفار یہ معنی اچھی طرح سمجھتے تھے کیونکہ عربی دان تھے لہٰذا انہوں نے کہا:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ. (ص:5)

کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک بنادیا یہ بڑی عجیب بات ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو لا الٰہ الا اللہ کہے اور ''لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ'' کی گواہی دے اس کے جہنم سے خلاصی کے متعلق تواتر سے احادیث آئی ہیں لیکن وہ تمام اخلاص اور یقین کے ساتھ مقید ہیں اور اس کے مطابق موت کے ساتھ یہ ساری بڑی قیود ہیں اکثر اس کلمہ کے قائل اخلاص یقین وغیرہ قیود جانتے ہی نہیں اور ان کے اکثر اعمال محض تقلید اور اپنے جیسے لوگوں کی دیکھا دیکھی کا نتیجہ ہوتے ہیں یہ لوگ اللہ کے مشرکین کے متعلق اس قول سے بہت قریب ہیں انہوں نے کہا تھا:

اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ. (الزخرف:23)

یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔

اس صورت میں احادیث میں منافاۃ نہیں ہے کیونکہ جو اسے یقین اور اخلاص کے ساتھ سمجھے اور اسی پر اس کی موت ہو یہ ناممکن ہے کہ اس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر سبقت لے جائیں بلکہ اس کی اچھائیاں ہی اس کی برائیوں پر غالب ہوں گی لہٰذا وہ آگ پر حرام کر دیا جائے گا کیونکہ وہ اس کلمہ کو یقین و اخلاص کے ساتھ کہے گا وہ گناہ پر اصرار نہیں کر سکتا کیونکہ کمال یقین و اخلاص اس بات کو لازمی کر دیتا ہے کہ اس کے نزدیک اللہ ہر شئے سے بڑھ کر محبوب ہو جائے اور وہ اس سے سب سے زیادہ خوف رکھے اس صورت میں اس کے دل میں اللہ کے حرام کردہ کی چاہت اور اللہ کے ناپسندیدہ کام کی پسندیدگی باقی نہیں رہ سکتی پس یہ وہی شخص بن جاتا ہے جسے آگ پر حرام کر دیا جاتا ہے اگرچہ اس کے اس سے قبل چند گناہ بھی ہوں لیکن یہ اخلاص و یقین اور محبت و توبہ اس کے ذمہ گناہ باقی نہیں رہنے دیتے بلکہ انہیں مٹا ڈالتے ہیں لہٰذا جو اسے ایسے کمال ایمان و اخلاص کے ساتھ کہے گا جو اسے شرک اصغر اور اکبر سے روکتا ہو تو یہ گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں رہا اس کی بخشش کر دی جائے گی اور اسے آگ پر حرام کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اس کلمہ کو اس طور پر کہے گا کہ وہ اسے شرک اکبر سے تو روک دے لیکن شرک اصغر سے نہیں پھر وہ ایمان کے منافی کوئی کام بھی نہ کرے تو اس کی نیکیاں اس کی برائیاں برابر نہیں ہو سکتیں لہٰذا میزان میں اس کی نیکیاں بھاری پڑ جائیں گی جیسا کہ حدیث بطاقہ میں ہے۔ دین کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ کے لئے محبت ہو اس کے لئے بغض ہو اس کے لئے دوستی ہو اس کے لئے دشمنی ہو اس کی عبادت ہو اسی سے مدد مانگی جائے اسی سے خوفزدہ رہا جائے اسی سے امید لگائی جائے اسی کے لئے دیا جائے اسی کے لئے روکا جائے اور یہ سب نبی علیہ السلام کی اتباع میں ہو جو اسے اللہ کا حکم اور اللہ کی نہی بتاتے ہیں اور جن سے عداوت اللہ سے عداوت ہے اور ان کی طاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے اور خواہش پرست کو اس کی خواہش اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے لہٰذا وہ اللہ اور اس کے رسول کی پرواہ نہیں کرتا نہ ان کا طالب ہوتا ہے نہ ان کی رضا کو دیکھتا ہے جب اس کی خواہش کسی بات پر راضی ہو جائے اور جب اس کی خواہش کسی بات پر ناراض ہو جائے تو وہ اسی کے لئے غضبناک ہو جاتا ہے اس

طرح اس کے دین میں شبہ آ جاتا ہے وہ پھر بھی یہی سمجھتا ہے کہ وہ جس کے لئے راضی یا غصہ ہوتا ہے وہ سنت ہی ہے۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ جو مسلمان ہو اور اس کا مقصد اللہ کے دین کی سر بلندی نہ ہو بلکہ اپنی جماعت کی حمایت ہو یا ریا کاری ہو کہ اس کی تعریف کی جائے یا شجاعت دکھانے کے لئے یا دنیا کے حصول کی خاطر۔ اللہ کا فرمایا ہے:

وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَ تْهُمُ الْبَیِّنَةُ،وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ. (البینة:4-5)

اور نہیں فرقہ فرقہ ہوئے وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی مگر ان کے پاس واضح دلیل آ جانے کے بعد اور نہیں حکم دیا گیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے دین کو خالص کر کے۔

منہاج السنۃ میں صاحب المنازل کے نزدیک توحید کی تین وجوہ ہیں:

① عام توحید یعنی شہادت کلمہ توحید یہ توحید کی ظاہر قسم ہے جو شرک کی نفی کرتی ہے اسی کی بنیاد پر قبلہ متعین کیا ہوتا ہے شرعی ذمہ داری واجب ہوتی ہے اور جان و مال محفوظ ہوتے ہیں اور دارالاسلام دارالکفر سے علیحدہ ہوتا ہے یہ صاحب المنازل کا کلام ہے اس کے بعد انہوں نے دو اور وجہیں ذکر کی ہیں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان میں موجود اغلاط و بدعات کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا کہ: توحید کی پہلی قسم جس کا انہوں نے تذکرہ کیا یہ وہی توحید ہے جس کے لئے کتابیں اتریں رسول آئے۔ فرمایا:

وَ سْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ. (الزخرف:45)

اور پوچھ ان سے جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا کیا ہم نے رحمٰن کے سوا اور معبود بنائے تھے جن کی وہ عبادت کریں۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ. (انبیاء:25)

اور آپ سے پہلے ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اس کی طرف وحی کردی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا تم میری عبادت کرو۔

اللہ نے چند رسولوں مثلاً نوح ،ھود، صالح ،شعیب علیہم السلام وغیرہ کا تذکرہ کیا کہ انہوں نے اپنی اپنی قوموں سے کہا تھا: ﴿اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ. (اعراف:59) ''اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں'' ﴾ اور یہی تمام رسولوں کی سب سے پہلی سب سے آخری دعوت بھی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لیں پس جب وہ یہ کہہ دین تو انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کرلیا الاّ یہ کہ اس کا حق ماریں اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے''۔فرمایا:''جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں گیا''۔قرآن اس توحید کے اثبات اور اس کی طرف دعوت اور نجات وسعادت کے اس پر موقوف ہونے سے متعلق بھرپڑا ہے او یہ بات تو معلوم ہے ہی کہ لوگ اس کے اثبات میں مختلف مراتب رکھتے ہیں اور اس کی حقیقت اخلاص عبادت ہے اس میں فناء ہو جانا بقاء کی ضمانت ہے یعنی تو اپنے دل میں حق کی الوہیت کو ثابت رکھ اور اس کے سوا ہر ایک کی الوہیت کی نفی کردے پس تو نے نفی اور اثبات کو جمع کر دیا اور یہی بقاء ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ تو اس کے سوا ہر ایک کو چھوڑ کر اسی کی عبادت میں فنا ہو جا اس کے سوا ہر ایک کو چھوڑ کر صرف اسی سے ڈر اس کے سوا ہر ایک کو چھوڑ کر صرف اسی پر بھروسہ کر اس کے سوا ہر ایک کو چھوڑ کر صرف اسی کے سپرد ہو کر اس کے سوا ہر ایک کو چھوڑ کر صرف اسی کی طرف فیصلے کے لئے جائے اس کے سوا ہر ایک کو چھوڑ کر صرف اسی کے حکم پر سر تسلیم کرے۔ نبی علیہ السلام رات کو تکبیر کہنے کے بعد نماز پڑھتے اور فرماتے: ''یا اللہ تیرے لئے ہی ساری تعریف ہے تو آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہیں ان کو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے لئے ہی تعریف ہے تو آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہیں ان کا نور ہے اور تیرے ہی لئے تعریف ہے تو حق ہے اور محمد حق ہے یا اللہ میں تیرے لئے فرمانبردار ہوا تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تیرے حضور ہی معاملہ پیش کرتا ہوں اور تیری طرف ہی فیصلہ کے لئے جاتا ہوں پس تو میری بخشش کردے یقیناً تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا۔

(بخاری ، مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ ھُوَ یُطْعِمُ وَ لاَ یُطْعَمُ.

(الانعام:14)

کہہ دیجئے ! کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو دوست بنالوں جبکہ وہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور کھلاتا ہے اور وہ کھلایا نہیں جاتا۔

اَفَغَیْرَ اللہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا وَّ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلاً. (الانعام:114)

کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور حاکم تلاش کرلوں حالانکہ اسی نے تمہاری طرف کتاب کو نازل کیا ہے اس حال میں کہ اس کی تفصیل کی گئی ہے۔

قُلْ اَفَغَیْرَ اللہِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ،وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ، بَلِ اللہَ فَاعْبُدْ وَ کُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ. (الزمر:64-65)

کہہ دیجئے ! کیا تم مجھے مشورہ دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں اے جاہلو! حالانکہ آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضرور برباد ہوجائیں گے اور تو خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوجائے گا۔ بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر گزاروں میں ہوجا۔

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدَانِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ،قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ،لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ،قُلْ اَغَیْرَ اللہِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ ھُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَلاَ تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْھَا وَ لاَ تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ.

(الانعام:161-164)

کہہ دیجئے! یقیناً مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دی ہے مضبوط دین ابراہیم (علیہ السلام) کا دین ہے وہ یکطرف تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے کہہ دیجئے! یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں کہہ دیجئے! کیا اللہ کے سوا میں رب بناؤں حالانکہ وہ ہر شئے کا رب ہے اور نہیں کماتا کوئی نفس مگر وہ اس پر ہی ہے اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تمہارے رب کی طرف تمہارا لوٹنا ہے وہ تمہیں بنا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے ہو۔

قرآن میں یہ توحید بہت زیادہ ہے یہ دین کی ابتداء وانتہاء اور ظاہر و باطن ہے اور اس دین کی سربلندی ہے اولوالعزم رسولوں کے نزدیک پھر اللہ کے دو خلیلوں یعنی ابراہیم و محمد علیہما السلام کے نزدیک نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے بھی خلیل بنایا جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا''۔ نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل رسول ابراہیم علیہ السلام ہیں جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مخلوق میں سب سے بہتر ابراہیم علیہ السلام ہیں اللہ نے انہیں امام بنایا انہیں امت قرار دیا اور امت سے مراد مقتدیٰ ہیں جن کی اقتداء کی جائے انہوں نے سب سے یک طرف ہو کر اس توحید کا اثبات کیا۔ فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ،رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ،لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ. (الممتحنۃ:4-6)

تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے

اپنی قوم سے کہا ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سے بیزار ہیں ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ عداوت وبغض ظاہر ہے حتی کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان لے آؤ مگر ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ میں ضرور تیرے لئے بخشش مانگوں گا اور میں تیرے لئے اللہ کے ہاں کچھ اختیار نہیں رکھتا اے ہمارے رب ہمیں کافروں کے لئے فتنہ نہ بنا اور ہماری بخشش کردے اے ہمارے رب تو غالب ہے حکمت والا ہے تمہارے لئے ان میں بہترین نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ،اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ،وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ. (الزخرف:26-28)

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے ہدایت دے گا اور اس نے اسے اپنے بعد میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا شاید وہ لوٹ جائیں۔

یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ، اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ،وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ وَ لَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا. (الانعام:78-80)

(ابراہیم علیہ السلام) نے کہا اے میری قوم میں تمہارے شرکاء سے بری ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو متوجہ کرلیا ہے اس کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکطرفہ ہوکر اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں اور اس سے اس کی قوم نے جھگڑا کیا اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے متعلق جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے ہی مجھے ہدایت دی ہے اور جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو ان سے میں نہیں ڈرتا الا یہ کہ میرا رب کچھ چاہے۔

نیز امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اور اللہ کی محبت اور اس کی توحید ہی اصل مقصد ہے اس کے سوا نفس کی

اصلاح ممکن نہیں یہ وہ دین اسلام ہے جس پر تمام رسول متفق ہیں۔فرمایا:

وَ لَقَدُ بَعَثُنَا فِیُ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوُلاً اَنِ اعُبُدُوا اللّٰہَ وَ اجُتَنِبُوا الطَّاغُوُتَ. (النحل:36)

اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

فَاَقِمُ وَجُھَکَ لِلدِّیُنِ حَنِیُفًا فِطُرَتَ اللّٰہِ الَّتِیُ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیُھَا لاَ تَبُدِیُلَ لِخَلُقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیُنُ الُقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکُثَرَ النَّاسِ لاَ یَعُلَمُوُنَ،مُنِیُبِیُنَ اِلَیُہِ وَ اتَّقُوُہُ وَ اَقِیُمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لاَ تَکُوُنُوُا مِنَ الُمُشُرِکِیُنَ (الروم:30-31)

پس تو یکطرفہ ہوکر اپنا چہرہ دین کی طرف پھیر لے اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں یہ ہی مضبوط دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اس حال میں کہ اس کی طرف رجوع کرنے والے ہو اور اسی سے بچو اور نماز قائم رکھو اور مشرکین میں سے مت بنو۔

تو انتہائی مقصد جس کے ذریعے بنی آدم کی ترقی ونجات ممکن ہے وہ اکیلے اللہ کی عبادت ہے اور لا الٰہ الا اللہ کی بھی یہی حقیقت ہے جسے یہ اخلاص حاصل نہیں اس کی نجات وسعادت ممکن نہیں۔فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَغُفِرُ اَنُ یُّشُرَکَ بِہٖ وَ یَغُفِرُ مَا دُوُنَ ذٰلِکَ لِمَنُ یَّشَآءِ. (النساء:48)

اللہ معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا جس کے لئے چاہے گا معاف کردے گا۔

تو جو ایمان رکھے کہ اللہ ہر شئے کا رب اور خالق ہے اور صرف اسی کی عبادت کرے اس حیثیت سے کہ اللہ اس کے لئے ہر ایک سے زیادہ محبوب ہو اور وہ اسی سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو اور اسی سے ہی امید لگاتا ہو۔لیکن جو اللہ کی محبت اور غیر اللہ کی محبت برابر رکھتا ہو اللہ اور غیر اللہ سے برابر ڈرتا ہو اللہ اور غیر اللہ سے برابر امید رکھتا ہو اور اللہ اور غیر اللہ کو برابر پکارتا ہو تو وہی مشرک ہے جس کی اللہ بخشش نہیں کرے گا اگرچہ وہ کتنا ہی پاک باز ہو یا حلیم یا بہادر۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: دوسری نوع: اللہ کی الوہیت میں شرک کرنے والے اقرار کرتے ہیں کہ وہ

اکیلا ہر شیئ کا رب ہے مالک وخالق ہے ان کا اور ان کے آباء کا رب ہے ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا رب ہے اس کے باوجود وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اللہ اور غیر اللہ سے برابر محبت اطاعت اور تعظیم کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا شرکاء بنا رکھے ہیں یہ لوگ: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُوا﴾ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں کا حق نہیں جانتے اگرچہ: ﴿نَعْبُدُکَ﴾ ہم تیری عبادت کرتے ہیں کے مصداق ہیں لیکن: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُوا﴾ کے مصداق نہیں جس کا معنی ہے کہ ہم نہیں عبادت کرتے مگر تیری خواہ محبت ہو اطاعت ہو تعظیم ہو امید ہو یا خوف ہو تو: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُوا﴾ اس توحید کا اثبات کرتا ہے اور الوہیت میں شرک کی نفی کرتا ہے جیسا کہ: ﴿اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ ہم خاص تجھ سے مدد مانگتے ہیں توحید ربوبیت کا اثبات کر کے شرک کی نفی کرنا ہے ایسے ہی اللہ کا فرمان: ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کو جن پر تو نے انعام کیا۔ اس سے موحدین مراد ہیں اور وہ لوگ جو: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُوا وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ کا حق ادا کرتے ہیں۔ جبکہ مشرک تو غضب اور ضلال والے ہیں یہ تقسیم ضروری ہے کہ ایک وہ ہے جو اس کے تقاضوں کو جانتا ہے یہ نعمت والا ہے اور جو جانتا ہے لیکن عناد رکھتا ہے یہ غضب والا ہے اور اس کے تقاضوں سے ہی لاعلم ہے وہ ضلال والا ہے اور یہ تقسیم رسولوں کے آنے کے بعد ہی ہوتی ہے اگر رسول نہ آتے تو سب ایک ہی ہوتے چنانچہ اس رسالت کے بغیر لوگوں کا تقسیم ہونا محال ہے۔ مقدمہ ختم ہوا اس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ توحید کا علم جس کے لئے اللہ نے انبیاء بھیجے لوگوں میں اجنبی ہو گیا ہے اکثر لوگ اسے نہیں جانتے اور نہ ہی شرک اکبر جو توحید کے منافی ہے سے واقف ہیں اور انہیں زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ہی رب ہے خالق مالک ہے رازق متصرف ہے جبکہ آپ گذشتہ اوراق سے یہ جان چکے ہیں کہ دشمنان رسول بھی اس بات کو جانتے تھے اس کا اقرار کرتے تھے جیسا کہ جب نبی علیہ السلام رسول بن کر آئے تو قریش نے اس بات کا اقرار کیا یہ تو قرآن سے پوری طرح ثابت ہے لیکن توحید الوہیت جو کہ لا الٰہ الا اللہ کا اصل مضمون ہے جیسا کہ پورا قرآن اس کی دلیل ہے اکثر لوگ اسے جانتے ہی نہیں ہیں جبکہ پورا قرآن اس سے بھرا پڑا ہے۔ فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَھُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ. (البقرہ:165)

بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

لَہٗ دَعۡوَۃُ الۡحَقِّ وَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ لَا یَسۡتَجِیۡبُوۡنَ لَھُمۡ بِشَیۡءٍ. (الرعد:14)

اسی کو پکارنا حق ہے اور وہ لوگ جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے یں جو ان کی کوئی بات قبول نہیں کریں گے۔

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ. (اسراء:23)

اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے۔

فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ،اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ. (الزمر:2-3)

پس تو عبادت اللہ کے لئے خالص کر اللہ ہی کے لئے خالص دین ہے۔

وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ حُنَفَآءَ. (البینۃ:5)

اور انہیں نہیں حکم دیا گیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس حال میں کہ دین اس کے لئے خالص کرنے والے ہوں۔

وَّ اَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا. (الجن:18)

اور یہ کہ مساجد اللہ ہی کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ.

(احقاف:5-6)

اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کے سوا انہیں پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں گے۔

وَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ. (فاطر:13)

اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تاگے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ،رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَھُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ.

(الصافات:4-5)

اور تمہارا معبود ایک ہی ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان کے مابین ہے ان کا رب اور مشارق کا سب۔

وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لاَ بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ.(المومنون:117)

اور جو اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارتا ہے اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ وَ قَوْمِہٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ،اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّہٗ سَیَھْدِیْنِ.(الزخرف:26-28)

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا پس وہ ہی مجھے عنقریب راہ دکھائے گا۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ.

(انبیاء:25)

اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کی طرف ہم نے وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو۔

ایسے ہی توحید اور شرک سے متعلق بے شمار قرآنی آیات جن سے ثابت ہے کہ شرک توحید کے منافی ہے سب سے بڑا گناہ ہے فرمایا:

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَ مَاْوٰہُ النَّارُ.(المائدہ:72)

جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اللہ نے جنت اس پر حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلاَ تَتَّقُوْنَ.(یونس:31)

کہہ دیجئے! کون ہے جو انہیں رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے کون ہے جو سماعت وبصارتوں کا مالک ہے اور کون زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون ہے جو معاملے کی تدبیر کرتا ہے پس عنقریب وہ کہیں گے کہ اللہ تو آپ کہیں کیا تم بچتے نہیں ہو۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ،سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ،قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ،سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ، قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ.(مومنون:84-89)

کہہ دیجئے! کہ زمین اور جو زمین پر ہیں وہ کس کے ہیں اگر تم جانتے ہو عنقریب وہ کہیں گے کہ اللہ کے ہیں کہو پھر تم ڈرتے نہیں ہو کہہ دیجئے کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر شئے کی بادشاہت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کسی کو پناہ نہیں ملتی اگر تم جانتے ہو عنقریب وہ کہیں گے کہ اللہ کے لئے کہہ دیجئے پھر تم کہاں سحر زدہ ہو پڑے ہو۔

جب وہ اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہر شئے کا رب خالق مالک متصرف ہے تو ان پر لازم تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کرتے کیونکہ اس توحید کا اقرار توحید کی دوسری نوع کے اقرار کو لازم ہے اور یہ دونوں ہی ضروری ہیں توحید کی تیسری قسم وہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اللہ کو جن صفات سے متصف کیا ہے ان سے اسے متصف ماننا جس طرح اس کی بزرگی کے لائق ہے انہیں بلا تمثیل ثابت کرنا اور بلا تعطیل اس کی تنزیہہ کرنا کیونکہ رب تعالیٰ کے اسماء وصفات اس کے کمال کی دلیل ہیں اور اس سے اس کی نفی کرتے ہیں جن سے اس نے اپنی اور اس کے رسول نے اس کی نفی کی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.(الشوریٰ:11)

اس کی مثل کچھ نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ،اَللّٰهُ الصَّمَدُ،لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ،وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

(اخلاص1-4)

کہہ دیجئے! اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔
اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ سوتا نہیں ہے اور نہ اس کے لائق ہے کہ وہ سوئے''۔ ایسے ہی دیگر صفات جس کی اللہ نے خود سے اور اس کے رسول نے اس سے نفی کی ہے اور اسے پاک قرار دیا ہے جو کتاب وسنت میں بکھری پڑی ہیں تو ہدایت یافتہ مومن وہ ثابت کرتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے اللہ کے اسماء وصفات میں ثابت رکھا ہے جس طرح اس کے شان کے لائق ہے اور اس سے مخلوق کی مشابہت اور نئی جہتوں کی نفی کرتے ہیں اور ہر اس صفت کی اس سے نفی کرتے ہیں جس سے خود اس نے اپنی نفی کی ہو یا اس کے رسول نے اس سے اس کی نفی کی ہو جو اس کے شایان شان نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

توحید کی حقیقت جاننے والا اس کی طرف دعوت دینے والا اس کے دوستی دشمنی کرنے والا کس قدر عزت والا ہے جبکہ توحید سے جہالت عام ہے حتی کہ موحدین کو بدعتی قرار دیا جاتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہو اسے متبع۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا: کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اسلام اجنبی شروع ہوا اجنبی رہ جائے گا پس اجنبیوں کے لئے خوشخبری ہے۔ فرماتے ہیں کہ: اسلام ہی حق ہے جس پر اجنبیت کے شدید دور میں بھی نبی علیہ السلام اور آپکے صحابہ رضی اللہ عنہم گامزن تھے اگرچہ اس کے حق ہونے کی علامات بڑی واضح تھیں مشہور ومعروف تھیں لہذا ہم میں حقیقی اسلام اجنبی ہو چکا ہے اور حقیقی مسلمان بھی اجنبی ہو گئے ہیں اور بہت سے جاہ ومناصب اور بڑی تعداد کے پیروکاروں والے فرقوں میں ایک فرقہ کی حیثیت ہی کیا ہوتی ہے جبکہ اس کے مقابل تمام فرقے خواہش وشبہات کو اتباع قرار دیں اور وہی ان کے فضل وعلم کا منتہی ہو وہی ان کا مقصد وماحصل ہو تو سچا مومن اور تابعدار ان لوگوں کے مابین اجنبی کیوں نہ ہو گا ہر ایک خواہش کا پیروکار اپنے اپنے جھنڈے کا علم بردار لہذا جب آپ کو دین سے اعراض جاننا ہو تو پھر ان کی روش پر غور کر لینا۔

یہ جاننے کے بعد میں نے محمد بن علی المرائی کے اس ورقے پر غور وفکر کیا جس کا تذکرہ میں پیچھے کر آیا ہوں وہ جہالت کے نتیجے میں حماقتوں اور بے وقوفیوں سے اٹا پڑا ہے جب کوئی عقل مند اسے دیکھے گا تو جان

لے گا کہ اس کا لکھنے والا جاہل اور خود پسند ہی ہوسکتا ہے ان جاہل عوام میں رہنے کی وجہ سے جو حق اور باطل میں تمیز نہیں کر سکتے اگر اس نے اس میں کی گئی چرب زبانی میں علم درایت کا کچھ سہارا لیا ہوتا پھر اس کا مطالعہ درست ہوتا اور اس میں موجود اغلاط سے رجوع کا احتمال بھی ہوتا لیکن مجھے تعجب ہے وہ کہتا ہے: امابعد علم وعمل نہ کہ جھگڑا و فساد کا طالب بندہ کہتا ہے:

جواب اس کے اس قول میں غور کریں کیا کہتا ہے حالانکہ اس کے بعد اس سوائے جھگڑے فساد اور نامعقولات کے کچھ نہیں لکھا مثلاً اس نے اللہ پر جھوٹ بولنے والے کی سخت مذمت کی ہے بلاشبہ اللہ جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے لیکن وہ خود ہی اپنے اس قول کی مخالفت کرتا ہے اور کئی مقامات پر اس فعل شنیع کا مرتکب ہوا ہے پھر لکھتا ہے کہ جس مسئلے کے متعلق بحث ہے وہ یہ ہے کہ بعض تنگ دل وتنگ نظر کہتے ہیں کہ جس شہر میں عسکری لشکروں کا قبضہ ہو وہاں رہنے والا ہجرت نہ کرے تو وہ کافر ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ جھوٹ ہے علی الاطلاق کوئی بھی اس طرح نہیں کہتا۔ یہ اس کے مسلمانوں پر بہت سارے جھوٹوں میں سے صرف ایک جھوٹ کی مثال ہے وہ اس طرح خود کو بری کرنا چاہتا ہے جبکہ یہ چیز خود اس کے لئے نقصان دہ ہے اور خواہش پرستوں کے پاس کوئی دلیل تو ہوتی نہیں سوائے باطل خیالات اور اندازوں کے جن سے ان کے تنگ دل مطمئن ہوجاتے ہیں۔ اس کے برعکس حق پرست کے پاس بصیرت علم ویقین ہوتا ہے جس سے تمام شکوک وشبہات دور ہوجاتے ہیں اور اختلاف کرنے والوں سے معارضہ آسان ہوجاتا ہے اور ان اہل حق میں سب سے بڑا وہ مومن ہوتا ہے جو اپنے رب سے اس کی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے اپنے گناہ کے سبب اس کی ناراضگی سے خوفزدہ رہتا ہے۔ فرمایا:

وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّ قُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰی رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ. (المومنون:60)

اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ بھی ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ اس کے لئے اپنی نعمتوں کا مشاہدہ اور اپنے گناہوں کا اعتراف آسان کردیتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں تیری طرف تیری نعمتوں اور اپنے گناہوں کے ساتھ رجوع کرتا ہوں جبکہ فاجر کا دل اللہ کے خوف سے

خالی ہوتا ہے غفلت اور نافرمانی میں کھویا رہتا ہے اس ورقے والے پر تعجب ہے کہ وہ اپنے ہی تھپڑوں کی زد میں ہے اور نافرمانیاں کفر کی ڈاک ہوتی ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ افراط تفریط سے کنارہ کش ہو کر تنہائی میں اپنی نافرمانیوں پر روئے یہ چیز اس کے لئے قیل وقال سے بہتر ہے اگر یہ قیل قال کسی کے لئے جائز بھی ہو تو وہ جائز ہے جس میں ایمان کا احتمال ہو وہ محال یا جہالت کی قبیل سے نہ ہو لیکن یہ تو ان عیوب سے محفوظ ہی نہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: میں تم پر سب سے زیادہ ڈر گمراہ کرنے والے پیشواؤں سے رکھتا ہوں اور اس کا مہاجرین کو برا اور جاہل کہنا اس کی خود پسندی کی دلیل ہے جبکہ یہ بڑا گناہ ہے اور عیب ہے جو قرآن میں اہل کتاب اور ان جیسوں کے اوصاف میں غور کرے جنھوں نے محض رائے کی اتباع حق کو چھوڑ دیا جسے اللہ نے اپنے انبیاء کے ذریعے بیان کیا یہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے لئے ہلاکت کو پسند کیا اللہ نے انہیں ان کے علم کا کوئی فائدہ نہ دیا یہ تو محض اللہ کی توفیق سے ہی حاصل ہوتا ہے اس ورقے والے صاحب بھول گئے کہ انہوں نے اس کے ذریعے کس طرح دشمنان اسلام کی مدد کر دی اللہ کے راستے سے روک دیا یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے اور اکثر لوگ اسی حال میں ہیں لہٰذا یہ ورقے والے صاحب چونکہ اس گناہ کی حقیقت سے نابلد تھے اس لئے انہوں نے اسے جائز مکروہ واجب وغیرہ کی قبیل سے شمار کر لیا ان کے کلام کا مدار بس یہی تین چیزیں ہیں اور جس چیز سے مسلمان عوام وخواص مانوس ہیں اس سے وحشت کھا کر اجتناب کر لیا اب اگر وہ اپنی حالت پر غور کر لے تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جائیں اور اس کا دل پھٹ جائے جیسا کہ اس گناہ کے بڑے ہونے پر بہت سی آیات واحادیث دالت کرتی ہیں اور جب اسے اس کے اپنے باطل خیالات نے ردّ کر دیا اور اس کی تصدیق نہ کی اور یہ واضح ہو گیا کہ ہجرت اور جہاد کے مسئلے میں اس سے غلطی ہوئی ہے اور اس نے جان لیا کہ مسلمانوں نے اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا ہے اور اس کے قبیح افعال سے بیزاری ظاہر کی ہے تو جو حقائق وہ بدلنے اور مٹانے کی کوشش کرنے لگا ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں نیکی کا حکم نہ دوں اور برائی سے نہ روکوں تب تو میں ہلاک ہو گیا۔ وہ فرمانے لگے اگر تیرا دل نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی کے طور پر نہ جانے تب تو برباد ہوا۔ بعض سلف نے فرمایا: تم گناہوں سے ڈرتے

ہوجبکہ میں کفر سے خوفزدہ رہتا ہوں اے پروردگار ہم تجھ سے ایمان پر ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں۔

ہم پر یہ جاننا فرض ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر ظلم ومعاصی کے غلبے کے وقت دین کی حفاظت اور برائیوں سے اور بروں سے براءت کے لئے ہجرت فرض قرار دی ہے تاکہ مومن مطیع فسادی دشمن سے ممتاز ہوسکے اور علم جہاد بلند ہوسکے جس سے براءت ناممکن ہے۔ہجرت نہ کرنے کی عام طور پر یہ وجہ ہوتی ہے کہ بڑے بڑے نافرمانوں کی چاپلوسی کرنا ان کو پسند کرنا ان کے لئے دل کھلا رکھنا اور شر کو کھینچتا ہے ان سے راضی رہنے والا ان کے اعمال پر راضی ہوتا ہے اسی لئے ان کے درمیان رہ رہا ہوتا ہے اس کے بعد اس نے ایک ایسی بات کہی جو جہالت کی واضح دلیل ہے کہ اللہ نے آدمی کی حرمت پر مقدم رکھی ہے اور مردار کھانا جو حرام ہے اسے جان پر خوف کے وقت مباح قرار دیا ہے۔

اس کی جہالت کی دلیل یہ ہے کہ اس نے اصول بنا کر اس پر ہجرت کے ترک ہونے کو قیاس کیا ہے کہ ہجرت نہ کرنے پر مجبور ہے جیسے کوئی مردار کھانے پر مجبور ہوجاتا ہے جبکہ اسے جان جانے کا خوف ہو میں کہتا ہوں یہ قیاس باطل ہے کیونکہ کتاب وسنت سے متصادم ہے جن سے ہجرت کا وجوب معلوم ہوتا ہے ہر صاحب استطاعت کے لئے اگر چہ اس میں قتل بھی متوقع ہو جہاد ترک نہیں کیا جاسکتا۔فرمایا:

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ. (آل عمران:195)

پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور وہ اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور انہیں میری راہ میں تکالیف دی گئیں اور وہ لڑے اور قتل کیے گئے میں ضرور ان کی برائیاں مٹادوں گا اور ضرور انہیں ان جنتوں میں بساؤں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اللہ کی طرف سے ثواب ہے اور اللہ کے پاس بہترین ثواب ہے۔

وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ. (الحج:58)

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ قتل کیئے گئے یا مر گئے اللہ انہیں ضرور اچھا رزق دے گا اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان امور کو جو مہاجر کو درپیش ہو سکتے ہیں ہجرت نہ کرنے کا عذر نہیں بنایا کیونکہ ہجرت یا جہاد میں مرجانا شہادت ہے جو کہ سلامتی ہے اور شہداء اللہ کے ہاں زندہ ہوتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور اللہ کے فضل سے بڑے خوش ہوتے ہیں (آل عمران:169-170) مہاجر کو آخرت میں انعام کے ساتھ دنیا میں بھی اچھے انجام کا سامنا ہوتا ہے۔فرمایا:

وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً. (النساء:100)

اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین پر بڑی چراگاہیں پائے گا اور کشادگی۔

اور فقر یا موت کے خوف سے ہجرت نہ کرنے کی مثال نافرمانوں کی ان کے خوف سے چاپلوسی کے متعلق اللہ نے فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللهِ وَ لَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ اَوَ لَيْسَ اللهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ. (العنکبوت:10)

اور بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انہیں اللہ کے لئے کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی تکلیف کو اللہ کا عذاب سمجھ لیتے ہیں اور اگر ان کے پاس تیرے رب کی مدد آجائے تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں کیا اللہ نہیں جانتا کہ جہانوں کے دلوں میں کیا ہے۔

تو یہ شخص جو لوگوں کی تکالیف کو اللہ کا عذاب سمجھنے لگتا ہے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ضرورت اس کے لئے عذاب بن گئی ہے جبکہ معلوم ہے کہ ہجرت نہ کرنے سے دین ضائع ہو جاتا ہے اور یہی تو عین ہلاکت ہے۔فرمایا

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ. (الزمر:15)

کہہ دیجئے! کہ نقصان میں وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈال دیا بروز قیامت خبردار یہی واضح گھاٹا ہے۔

یہ ان کے ہجرت نہ کرنے کا خسارہ ہے۔ جبکہ ہجرت سے عموماً عزت اور سلامتی حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجرت کے دنیا میں بڑے فائدے ہیں اللہ نے فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ. (النحل :41)

اور جن لوگوں نے اللہ کے لئے ہجرت کی جبکہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ضرور انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور آخرت میں بڑا اجر ہے۔

لہٰذا یہ قیاس دو طرح سے باطل ہے:

① نصوص ثابتہ سے متصادم ہے اور ایسا قیاس ہر عالم کے نزدیک فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ قیاس بوقت ضرورت کیا جاتا ہے جب نص نہ ملے اور اگر کتاب وسنت میں کسی حکم کی کوئی دلیل نہ ہو نہ ظاہراً نہ نصاً اس وقت بعض علماء کے نزدیک چند حدود و قیود کے ساتھ قیاس جائز ہے اور اس قیاس کی چھ قسمیں ہیں جن سے یہ ورقے والے صاحب ناواقف ہیں۔

② جامع کا معدوم ہونا اور فارق کا موجود ہونا: حکمت یہ ہے کہ بوقت اضطرار مردار سے ایک آدھ لقمہ مباح ہے کیونکہ جان بچانا اللہ کی اطاعت کے لئے تقویٰ اور فرائض کی ادائیگی کے لئے فرض ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: حرام اشیاء جیسے مردار اور خون وغیرہ جو بوقت اضطرار مباح ہو جاتی ہیں وہ اس حال میں اصلاً حرام ہوتی ہی نہیں اور اس وقت ان کی تحریم کا اعتقاد درست نہیں ہے علماء کے مابین اختلاف ہے کیا بوقت ضرورت سبب مانع موجود ہوتا ہے یا زائل ہو جاتا ہے اس اختلاف کی بنیاد علت کی تخصیص کے سبب ہے جو کہتا ہے کہ علت کی تخصیص جائز ہے اس کے نزدیک علت منع قائم ہے لیکن اس کا حکم کسی مانع کے سبب مختلف ہو گیا ہے اور جو کہتا ہے کہ علت کی تخصیص جائز نہیں اس کے نزدیک علت تحریم عدم تحریم کے ساتھ نہیں پائی جاتی یہ اختلاف لفظی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کھانا پینا واجب

ہے حتی کہ اگر کوئی مردار کھانے پر مجبور ہو جائے تو عام علماء کے نزدیک اس پر کھانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے بغیر عبادت ناممکن ہے اور جس کے بغیر واجب ادا نہ ہو سکے وہ بھی واجب ہو جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہجرت میں یہ چیز بالا ولیٰ ہے کیونکہ ہجرت کئے بغیر عبادت ناممکن ہے اور ہجرت کے بغیر دین اور عمل محفوظ اور قائم نہیں رہ سکتے اور ہجرت کے ذریعے انسان اپنے دین کی حفاظت کر لیتا ہے اور عمل اس کے لئے ممکن ہو جاتا ہے اور وہ دین کی خاطر دوستی اور دشمنی بھی کر سکتا ہے اس کے علاوہ اور بہت سی دینی مصلحتیں ہیں اور اگر ہم قیاس دیکھیں تو قیاس بھی اس ورقے والے صاحب کے خلاف ہے کیونکہ بندے کا ہجرت کی طرف محتاج ہونا ہر ضرورت سے بڑھ کر ہے اگر چہ اس میں جان جائے یا مال لٹنے کا خطرہ ہو لہٰذا بندہ اس کی طرف کھانے اور پینے سے زیادہ محتاج ہوا۔ نیز اس کی ایک جہالت یہ بھی ہے کہ اس نے واجب الفعل کے ترک کو اس کے فعل پر قیاس کیا یعنی ترک کو فعل پر اور حرام کو واجب پر اور یہ بعید اور فاسد ترین قیاس ہے اس کے برعکس قیاس لفظاً اور معناً زیادہ واضح ہے اس بات پر اگر غور کریں تو اس سے اس کی جہالت واضح ہو جائے گی نیز ہجرت اسلام کا عظیم فریضہ ہے اسلام کا بنیادی قاعدہ ہے اس پر بہت سے احکام کی بنیاد ہے جو اس سے ناواقف ہو وہ ضرورت اور ضرر میں فرق نہیں کر سکتا جیسا کہ آپ اس کی حماقتوں سے اندازہ لگا چکے ہوں گے۔

تو ہجرت میں زیادہ سے زیادہ بس مشقت ہے کہ جن اشیاء سے انس ہوتا ہے مال، گھر بار، وطن وغیرہ اسے چھوڑنا پڑتا ہے اور شریعت میں یہی کچھ ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

(البقرہ:216)

تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے اور قریب ہے کہ تم ایک شئے پسند کرو جبکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور قریب ہے کہ ایک شئے تم پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

جو لوگ غزوہ تبوک میں مشقت کی وجہ سے جہاد کرنے سے پیچھے رہے اللہ نے ان کا عذر قبول نہ کیا اور ان کے متعلق سخت الفاظ میں فرمایا:

سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَکُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَیْھِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْھُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْھُمْ اِنَّھُمْ رِجْسٌ وَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ جَزَآءًم بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ. (التوبہ:95)

وہ عنقریب تمہارے سامنے قسمیں کھا کر کہیں گے جب تم واپس ان کی طرف پلٹو گے تا کہ تم ان سے چشم پوشی کرو پس تم ان سے اعراض کرو وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ ان کے کرتوتوں کی سزا ہے۔

جہاد نہ کرنے میں اس قدر مفاسد نہیں ہوتے جتنے ہجرت نہ کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں جیسا کہ اہل علم وبصیرت جانتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شریعتیں مصالح کے حصول اور ان کی تکمیل کے لئے آئی ہیں اور مفاسد کو دور کرنے اور کم کرنے کی غرض سے پس وہ اس کام کا حکم دیتی ہیں جن کی مصلحتیں زیادہ ہوں اگرچہ اس میں تھوڑا سا مغلوب نقصان بھی ہو جیسے جہاد۔ اور ان کاموں سے روکتی ہیں جن میں مفاسد زیادہ ہوتے ہیں اگرچہ اس میں کچھ مصلحت بھی ہو جیسے شراب نوشی۔ اسی لئے ہمارے رب نے حکم دیا کہ ہم اپنی طرف نازل کردہ احسن پہلو کو اختیار کریں اور احسن پہلو وہی ہے جسے ہمارے رب نے ہماری طرف نازل کیا اور وہ یا تو واجب ہوگا یا مستحب۔ فرمایا:

وَ اتَّبِعُوْآ اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ. (الزمر:55)

اور پیروی کرو احسن پہلو کی اس میں سے جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے احسن پہلو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا:

فَبَشِّرْ عِبَادِ، الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (الزمر:17-18)

پس آپ بندوں کو خوشخبری سنا دیں جو بات کو سنتے ہیں پھر اس میں سے اچھے پہلو کی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقل والے ہیں۔

تارکین وطن ہجرت کو دین و دنیا میں کس قدر مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس پر بھی غور کریں یہ عبرت کا سامان ہے اللہ کی ساری تعریف ہے اس نے اپنے بندوں میں سے جسے چاہا ہلاکتوں میں ڈال دیا اور جسے چاہا اپنی رحمت میں چھپالیا یہ اس کا عدل ہے:

لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحۡيٰى مَنۡ حَىَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ. (الانفال:42)

تا کہ ہلاک ہو جو ہلاک ہونا چاہے دلیل سے (دور ہو کر) اور زندہ ہو جو زندہ رہنا چاہے دلیل کی بناء پر اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

جب آپ یہ جان چکے تو میں کہوں گا کہ اس دھوکے باز پر تعجب ہے کس طرح اللہ کے دین میں جراءتیں کرتا ہے بری مثالیں اور فاسد قیاس بیان کرتا ہے جبکہ قیاس کی اقسام شروط مقبول وغیر مقبول تک سے واقف نہیں بلکہ اس کی انواع یعنی قیاس اولیٰ، علت، دلالت، شبہہ، مخالفت وغیرہ تک نہیں جانتا یہ بھی نہیں معلوم کہ کس کے لئے جائز ہے اور کس کے لئے ناجائز اور کون سے علماء اسے بوقت ضرورت جائز قرار دیتے ہیں اور کون ہیں جو اسے مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں۔ علماء سلف میں سے جعفر بن محمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا اور ابو حنیفہ پر اس کی مذمت کی ان سے فرمایا کہ: اللہ سے ڈر اور قیاس مت کر ہم اور ہمارے مخالف کل اللہ کے ہاں کھڑے ہوں گے پس ہم یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اللہ نے یوں کہا نبی نے یوں کہا اور تو اور تیرے شاگرد کہہ رہے ہوں گے ہماری رائے یہ تھی ہمارا قیاس یہ کہتا تھا۔ پھر اللہ ہمارے اور تمہارے ساتھ جیسا چاہے گا کرے گا اسے ابن شبرمہ نے روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دین میں قیاس نہ کرو قیاس نہیں کیا جاتا اور سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا۔ (دیلمی) ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیاس شر محض ہے اور سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا اور چاند سورج کی عبادت بھی قیاس کے ذریعے شروع ہوئی۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اکثر لوگ

تاویل اور قیاس کی رو سے غلطی کرتے ہیں۔اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا: اللہ کے احکام کو ثابت کرنے میں کتاب وسنت کی اتباع کی جائے اور سابقین اولین کے طرز کی حکم شرعی کو ان تین اصول کے علاوہ بطور نص یا استنباط ثابت کرنا قطعاً جائز نہیں۔اور فاسد قیاسات اکثر گمراہ لوگ اختیار کرتے ہیں اور سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا فرماتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ کے پاس اس طرح بہت سی حکایات اور قیاسات ہیں۔

مقصد ہے کہ مسلمان جان لے کہ نفس کو اللہ کی اطاعت اور رضا میں لگانا ہی اللہ کا اپنے بندے سے مطالبہ ہے۔تا کہ عبادت محض اللہ کی ہو جو اس سے اعراض کرے اور نفس کے ارادوں اور خواہشات کو اپنے رب کی مراد اور اقامت دین اور اس کی رضامندی پر ترجیح دے اس نے اپنے آپ کو اللہ کی ناراضی اور عذاب کا حق دار بنالیا اور مومنین اور متقین کو حاصل ہونے والے ثواب سے محروم ہو گیا ہر بندہ اپنے رب سے امید لگائے اور اپنے گناہ سے ڈرے پھر جو خیر پائے اور اللہ کا شکر ادا کرے اور اس کے علاوہ پائے اور اپنے آپ کو ملامت کرے اس کے بعد یہ دھوکے میں پڑا ہوا مسکین کہتا ہے اللہ نے مجبوری کی حالت میں کفر کو بھی جائز قرار دیا ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ﴾ ''جو اللہ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد کفر کرے مگر وہ جو مجبور کر دیا جائے'' یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب ان پر مشرکین نے تشدد کیا یہاں تک کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو برا کہہ دیا اور پھر نبی علیہ السلام سے تذکرہ کیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تو نے اس وقت اپنے دل کو کیسا پایا تو انہوں نے کہا کہ ایمان پر مطمئن۔

جواب یہ دلیل اس کے اپنے خلاف ہے اس کے حق میں نہیں اس نے مبہم اور مجمل بات ذکر کر کے لوگوں کو شبہ میں ڈال دیا تا کہ ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دے اور ضمناً حق کا اقرار بھی کر لیا اور مان لیا کہ یہ مجبوری کی حالت ہے۔جبکہ مجبوری بھی نہیں ہے۔کیونکہ اگر وہ ان کے پاس رہتا تو یہ رہنا ہی غلط ہے۔اور انہوں نے اُسے قید کر رکھا اور نہ ہی اس پر پہرے بٹھائے جبکہ قریب ہی ٹیلے ہیں جہاں قبائل رہتے ہیں اور دین کی حفاظت کے لئے بھاگنا واجب ہے پھر کیسی مجبوری؟ اور سب جانتے ہیں کہ وہ آتا

جاتا رہتا ہے۔تو اس کی حالت اور عمار رضی اللہ عنہ کی حالت کیسے ایک جیسی ہوئی انہوں نے مشرکین سے براءت کا اظہار کیا ان کو اور ان کے دین کو اور ان کے معبودوں کو برا کہا اسی وجہ سے انہوں نے ان سے شدید دشمنی کا مظاہرہ کیا۔جبکہ قریب میں کوئی مسلمان بستی یا قبیلہ بھی نہ تھا لہٰذا انہوں نے انہیں بدترین تشدد کا نشانہ بنایا اور ان کے ماں باپ کو قتل کر دیا۔پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے تو کہتے کہ صبر کرو آل یاسر تم سے جنت کا وعدہ ہے اس سب کے باوجود بھی انہوں نے صرف زبانی موافقت کی عملی نہیں جبکہ تم کسی مجبوری کے بغیر انہیں خوش کرنے اور ان سے قریب ہونے کے لیے قتل بھی کر دیتے ہو اور عمل بھی کرتے ہو۔خواہ وہ تم سے مطالبہ کرے یا نہ کرے۔انہوں نے تم سے مطالبہ کیا ہی نہیں نہ تمہیں روکا اور نہ مجبور کیا تو تمہاری اور عمار رضی اللہ عنہ کی حالت ایک جیسی کیسے ہو سکتی ہے تم دونوں کی راہیں جدا ہیں۔اور خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :ہمیں مشرکین سے اذیتوں کا سامنا تھا ایک دفعہ نبی علیہ السلام خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے بیٹھے تھے کہ ہم نے آپ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ ہمارے لئے دعا نہیں کرتے کیا آپ ہمارے لئے مدد نہیں مانگتے پس آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے پھر فرمایا: اللہ کی قسم تم سے پہلے لوگوں کو پکڑ کر ان پر لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں جس سے ان کے گوشت اور ہڈیاں الگ ہو جاتیں لیکن یہ چیز بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکی اور آدمی کو گڑھے میں دبا کر اس کے سر پر آرا چلا کر اسے دولخت کر دیا جاتا یہ بھی اسے اس کے دین سے نہ ہٹا سکا ......(الحدیث)اس کے بعد نبی علیہ السلام نے عمار اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی لہٰذا وہ ہجرت کر گئے اور پھر کچھ عرصہ بعد لوٹ کر آئے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے ان حالات میں ان میں کوئی ایک بھی مشرکین سے نہ تو مطمئن ہوا نہ اپنے دین میں ان سے رعایت برتی جبکہ ان سے دشمنی کا اظہار کرتے رہے حتی کہ مدینہ ہجرت کر گئے۔(کتب سیر و تاریخ)

تو ایمان پر مطمئن دل جو مشرکین سے نہ ان کے دین سے نہ ان کی دنیا سے نہ ان کے خوف سے مرعوب ہوتا ہے وہ کسی چرب زبان کی طرح کیوں کر ہو سکتا ہے جس کا کام ہی ہر وقت ان کی تعریفیں کرنا اور ان سے سوال کرنا ہے۔حدیث میں ہے کہ اللہ تمہاری صورتیں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دل

اوراعمال کودیکھتا ہے۔اس آیت سے متعلق ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا تذکرہ کیا جو ایمان لانے کے بعد شرح صدر سے کفر پر مطمئن ہو جائے کہ اللہ اس پر انتہائی ناراض ہوتا ہے کہ پہلے وہ ایمان لایا پھر اس سے پھر گیا اس کے لئے آخرت میں عظیم عذاب ہے کیونکہ اس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اور دنیا کی وجہ سے ارتداد کیا ان کے دلوں پر مہر طبع کر دی گئی اب وہ ان دلوں سے سوچ بچار نہیں کر سکتے ایسے ان کی سماعت و بصارت پر بھی مہر لگا دی گئی ہے پس وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور نہ ہی ان کے کسی کام آسکتے ہیں وہ مکمل طور پر غافل ہو گئے ہیں اور یہ فرمان کہ: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ﴾ ”مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو“ یہ استثنائی صورت ہے کہ جب کسی پر تشدد کیا جائے تو وہ زبان سے کفر کر لے اور کافر کی موافقت کر لے لیکن دل سے انکار کرے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب مشرکین نے ان پر تشدد کیا تو انہوں نے مجبور ہو کر زبان سے ان کی موافقت کر دی۔ابن جریر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے پکڑ کر ان پر تشدد کیا یہاں تک کہ انہوں نے مشرکین سے قریب قریب موافقت کر لی پھر بعد میں نبی علیہ السلام سے تذکرہ کیا تو آپ نے پوچھا کہ تو نے اپنے دل میں کیا پایا انہوں نے کہا ایمان پر مطمئن آپ نے فرمایا: اگر دوبارہ ایسا کریں تو پھر ایسا کر۔ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: بنو مخزوم عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کو سخت دھوپ میں مکہ کے ٹیلوں پر لے جا کر تشدد کرتے نبی علیہ السلام ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے آل یاسر صبر کرو تم سے جنت کا وعدہ ہے پھر ان کی ماں کو انہوں نے قتل کر دیا سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تشدد کی وجہ سے ایسی بات کہہ دیتے تھے جو ان کے ترک دین کا اشارہ دیتی کہتے ہیں اللہ کی قسم وہ ان پر اس قدر تشدد کرتے انہیں پیاسا رکھتے کہ وہ بیٹھنے تک کی طاقت نہ رکھتے حتی کہ مجبور ہو کر ان کی بات مان لیتے تا کہ تشدد سے بچ سکیں۔ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ افضل و اولیٰ تو یہی ہے کہ دین پر ثابت قدم رہے اگرچہ اس سے اسے قتل کا خوف ہو جیسا کہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ السہمی کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں رومیوں نے قید کر لیا اور انہیں اپنے بادشاہ

کے پاس لے گئے وہ ان سے کہنے لگا عیسائی بن جا میں تجھے اپنی بادشاہت میں شریک بنالوں گا اور اپنی بیٹی سے تیری شادی کرادوں گا کہنے لگے اگر تو مجھے اپنی اور سارے عرب کی بادشاہت دے کہ میں دین محمد ﷺ کو پلک جھپکنے برابر چھوڑ دوں میں ایسا کرنے والا نہیں کہنے لگے پھر تو میں تجھے قتل کرادوں گا اس نے انہیں سولی پر چڑھانے کا حکم دیا اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھوں اور پیروں کے قریب تیر ماریں اس حال میں وہ انہیں عیسائیت کی پیش کش کرتا رہا اور وہ انکار کرتے رہے پھر انہیں سولی سے اتار لیا اور پھر ایک دیگ یا تانبے کے ایک دیگ کو گرم کرنے کا حکم دیا پھر ایک مسلمان قیدی کو لا کر ان کی آنکھوں کے سامنے اس میں ڈال دیا پل بھر میں ہی اس کی ہڈیاں چمکنے لگیں پھر انہیں عیسائیت کی پیشکش کی لیکن انہوں نے انکار کردیا پھر انہیں بھی اس میں ڈالنے کا حکم دیا انہیں ایک ڈول میں بٹھا کر اس دیگ میں پھینکنے کے لئے اٹھایا گیا تو وہ رو دیئے وہ سمجھا کہ شاید موت دیکھ کے ڈر گیا واپس بلایا کہ شاید مان جائے لیکن انہوں نے کہا کہ میری صرف ایک جان ہے جو اس وقت اس ہانڈی میں ڈال دی جائے گی لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے جسم کے ہر بال کے بدلے ایک ایک جان ہو جسے اللہ کی راہ میں ایسے ہی قربان کردوں بعض روایات میں ہے کہ پہلے انہیں کافی دن بھوکا پیاسا قید رکھا پر شراب اور خنزیر کا گوشت پیش کیا لیکن انہوں نے نہیں کھایا بادشاہ نے بلوا کر وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ یہ اگرچہ اس حالت میں میرے لئے حلال ہے لیکن میں یہ اس لئے نہیں کھاؤں اور پیئوں گا کہ میں تجھے خوش نہیں کرنا چاہتا بادشاہ نے کہا اچھا تو پھر میرے سر کا بوسہ لے لے میں تجھے آزاد کردوں گا وہ کہنے لگے اور کیا میرے دیگر مسلمان قیدی بھائیوں کو بھی آزاد کردے گا کہنے لگا ہاں لہٰذا انہوں نے بوسہ لے لیا اس نے ان سمیت سب کو آزاد کردیا جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو فرمانے لگے ہر مسلمان کا حق ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سر کا بوسہ لے پھر کھڑے ہو کر خود بوسہ لیا۔ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بلال بھی مشرکین کا انکار کرتے رہے اور وہ ان پر تشدد کرتے رہے حتی کہ ان کے سینے پر شدید گرمی میں بہت بھاری پتھر رکھ دیتے اور شرک کا مطالبہ کرتے لیکن وہ انکار کردیتے اور فرماتے اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے اور کہتے اللہ کی قسم اگر مجھے کوئی اس سے بھی سخت کلمہ معلوم ہو جو تمہیں بھڑکا دے تو میں وہ کہہ دوں گا رضی اللہ عنہ

وارضاہ۔ایسے ہی خبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے جب مسیلمہ کذاب نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں انہوں نے کہا ہاں پھر اس نے پوچھا اور میرے بارے میں گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں انہوں نے کہا میں بہرہ ہوں سن نہیں سکتا وہ اس کے جسم کا ایک ایک حصہ کاٹتا رہا لیکن وہ ثابت قدم رہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

میں کہتا ہوں: یہ ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کو مشرکین کی طرف سے ملنے والی تکالیف آج کل کے فتنے میں پڑے ہوؤں کی حالت ان جیسی کیسے ہوسکتی ہے یہ تو باطل کی طرف ہر اعتبار سے دوڑے چلے جاتے ہیں اللہ کے اس فرمان کے مکمل مصداق ہیں:

وَ لَوۡ دُخِلَتۡ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ اَقۡطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الۡفِتۡنَةَ لَاٰتَوۡهَا وَ مَا تَلَبَّثُوۡا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیۡرًا. (الاحزاب:14)

اور اگر (مدینہ) کی ہر جانب سے ان پر فتنہ داخل کر دیا جائے پھر ان سے فتنہ ڈالنے کا مطالبہ کیا جائے تو ضرور ڈال دیں گے اور بہت کم انتظار کریں گے۔

اللہ ہمیں اسلام پر ثابت قدم رکھے اور ہر طرح کے فتنوں سے بچائے آمین۔اور یہ بات واضح ہے کہ اسلام قبول کرنے والے اگر مشرکین سے دشمنی اور براءت ظاہر نہ کرتے ان کے دین اور معبودوں اور آباء کو برا نہ کہتے تو مشرکین ہرگز انہیں تکالیف نہ دیتے لیکن وہ دین حنیفی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔فرمایا:

قَدۡ کَانَتۡ لَکُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡکُمۡ وَ مِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ کَفَرۡنَا بِکُمۡ. (الممتحنۃ:4)

تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں سوائے اللہ کے۔ہم تمہارا انکار کرتے ہیں۔

اس کے بعد وہ اپنے رسالے میں لکھتا ہے جو شرح صدر کے ساتھ کفر وارتداد کرے اور کفر پر دل سے

راضی ہوجائے تو وہ کافر ہے۔

جواب یہ تین کام الگ الگ بھی کفر ہیں اور تینوں میں تعلق ہے جو شرح صدر سے کفر کرے وہ مرتد ہوا اور کفر پر دل سے راضی ہوا اور جو کفر پر دل سے راضی ہوا وہ مرتد ہوا اور اس نے شرح صدر سے کفر کرلیا۔لیکن اس ورقے والے صاحب کی جہالت اس حقیقت کا ادراک نہیں کرسکتی۔علاوہ ازیں اس آیت کے آخری حصے سے ثابت ہوتا ہے کہ شرح صدر سے کفر کرنے کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔فرمایا:

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ. (النحل:107)

یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اور اللہ یقیناً کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

تو وطن رشتے داروں، جائیداد، کاروبار وغیرہ دنیا سے متعلق کسی بھی شئے کی محبت میں جہاد اور ہجرت جیسے واجب کو ترک کرنے سے یہ وعید ثابت ہوجاتی ہے۔فرمایا:

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ ۣاقْتَرَفْتُمُوْھَا وَ تِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ جِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَ اللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ. (التوبۃ:24)

کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتے دار اور اموال جنہیں تم کماتے ہو اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پسند ہیں پھر انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

مفسرین اللہ کے اس فرمان:

وَ لٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰهُ. (الاعراف:176)

لیکن وہ زمین کی طرف لپکا اور اپنی خواہش پر چلا۔

کے متعلق فرماتے ہیں: اس نے دنیا کی رنگینی کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور رضا پر ترجیح دی تو جس کا کردار اور حال یہ ہو تو ایسا دل ایمان پر مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ اس کے منافی امور موجود ہیں یعنی دنیا سے محبت اور ترجیح اور اس کی وجہ سے اللہ کے واجب کو ترک کرنا لہٰذا جو ایسا دعویٰ کرے مشاہدہ اس کا ردّ کر دیتا ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (التوبہ:105)

اور کہہ دیجئے کہ تم عمل کرو عنقریب اللہ تمہارا عمل دیکھ لے گا اور اس کا رسول اور مومن اور عنقریب تم غیب اور موجود کو جاننے والے کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال سے باخبر کرے گا۔

اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ اسے اس کے شہر میں اس کی جان و مال اور اولاد کی حفاظت نے روکے رکھا ہے۔

جواب ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے سورۃ براءت کی آیت میں بیان کردہ وعید اسی حال کے لئے ہے اگر اس کے پاس معمولی سا بھی دینی فہم ہوتا تو یہ ہرگز ان اشیاء کی محبت کو اہمیت نہ دیتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو ہجرت کا حکم دیا تو آپ کے کچھ ساتھی کہنے لگے کہ ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہمیں برباد مت کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ترس کھاتے ہوئے ہجرت ترک کر دی تو اللہ نے یہ آیت نازل کی:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ٍۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ

اللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ. (التوبۃ:24)

کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتے دار اور اموال جنہیں تم کماتے ہو اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پسند ہیں پھر انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

جب آپ کو اس بات کا علم ہو گیا تو جان لیجئے کہ اہل نجد اس بارے میں مختلف قسم کے ہیں:

① جو اس آیت کے حکم میں داخل ہیں کہ جب انہیں دشمن کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے دین کی حفاظت کی خاطر بھاگنا چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں اور کسی جبر و اکراہ کے بغیر اللہ کی ناراضگی میں ان کی مدد و حمایت کرتے ہیں

② پہلے سے زیادہ سخت لوگ جو اسلام کی حد کو پامال کر کے کفار کو بلوا کر مسلمانوں کے خلاف ان کی ہر طرح مدد کرتے ہیں اور مسلمانوں کو برا کہتے ہیں اور جو مسلمان ہجرت کر جائیں انہیں بزدل ہونے کا طعنہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کفار سے مقابلہ ممکن نہیں عنقریب یہ سارے شہروں پر چھا جائیں گے۔

③ جو مشرکین کے درمیان رہتے ہیں لیکن ان کی حالت واضح نہیں ہے یہ دو طرح کے ہیں کچھ تو ہجرت کی استطاعت رکھتے ہیں اور کچھ نہیں رکھتے اللہ ہی ان کی حالت جانتا ہے یہ ایسا کچھ ظاہر بھی نہیں کرتے جس سے ان کی دلی حالت معلوم ہو بلکہ بسا اوقات باطل اور فساد اور معصیت سے کراہت ظاہر کرتے ہیں یہ خطرے میں ہیں اللہ سب کو توبہ اور اصلاح کی توفیق دے۔

④ وہ لوگ ابتداءً بھاگے انہوں نے جہاد اور صبر کیا لیکن پھر اس پر ثابت قدم نہ رہ سکے اور متفرق ہو گئے اللہ ان سب کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور ان کی توبہ قبول کر لے یقیناً وہ توبہ قبول کرنے او رحم کرنے والا ہے۔

⑤ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ثابت قدم رہے دشمن ان کا کچھ بگاڑ نہ سکا اورانہوں نے ہر حال میں صبر کیا اللہ ہمیں اورانہیں اسلام وایمان پر ثابت قدم رکھے انہی پر ہی اللہ کا خاص فضل ہوتا ہے۔

حجاز میں سبل کے مشہور واقعہ کے بعد ہونے والے فتنے میں وہاں کے عالم اور مفتی امام محمد بن احمد الحقطی رحمہ اللہ کو ایک خاص فضیلت حاصل ہے کہتے ہیں کہ اللہ نے فسادیوں کی آگ کو بجھا دیا اور موحدین کے نور کو پھیلا دیا لیکن اس فتنے کی مدت میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے جن میں اسلام کے دعویداروں کی جانب سے شیطان کے مقاصد کی تکمیل کی گئی کہ بعض نے قرآن کے قوانین کو ناپسند کیا بعض نے ان میں طعن کیا اور اسلام اور مسلمانوں سے بغض رکھا بعض نے موحدین کے اثرات کو مٹانے اور اس کی ضد شرک کو جلا بخشنے کے لئے قوت سے کام لیا بعض نے اللہ اور اس کے رسول اور آیات ومومنین کا مذاق اڑایا اور بعض نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا اور جان مال زبان سے ہر طرح ان کی مدد کی جبکہ مسلمان کو قتل کرنے میں تعاون کے طور پر آدھی بات کے متعلق شدید ترین وعید ہے تو جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں تعاون کرے اس کا کیا حکم ہوگا؟ بعض نے منافقین کا کردار ادا کیا اور اپنی اندر کی بیماریاں ظاہر کردیں بعض نے دشمن کی قوت اور مسلمانوں کے کمزوری سے متعلق جھوٹ کی انتہاء کردی تا کہ مسلمانوں کے جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں بعض نے اللہ کے متعلق بدگمانی کی کہ دشمن کو راستہ بتایا اور انہیں مدد فراہم کی بعض نے قیمتی شئے کے بدلے گھٹیا شئے کا سودا کرلیا اور زندگی بھر کی پونجی تباہ کر ڈالی یہ تمام معاملات کسی قسم کے جبر واکراہ کے بغیر پیش آئے اور ایمان کے چہرے کو زخمی اور اسلام کے بازو کو توڑتے رہے یہ عناداً اسلام سے ارتداد ہے یا پھر نفاق۔اس کے بعد انہوں نے قرآن سے دلائل ذکر کئے ہیں کہتے ہیں کہ انسان اپنی گندگی اور پاکیزگی کو جانتا ہے اپنی معصیت و طاعت سے خوب واقف ہوتا ہے لہٰذا آپ خود ہی اپنے محاسبہ کے لئے کافی ہیں اور اللہ آپ کا رب آپ پر نگران ہے شاید آپ یہ سوچیں کہ میں نے بہت بڑی بات کردی۔میں کہتا ہوں یہ تو کچھ بھی نہیں حقیقت اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے تم اسے معمولی سمجھتے ہو جبکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی ہوتی ہے

۔پھراس کے دلائل ذکر کرتے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی ایک مسجد میں موجود تمام افراد پر کفر کا حکم لگا دیا ایک شخص نے کہا مسیلمہ حق پر ہے اپنی بات میں باقی لوگ خاموش رہے لہٰذا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سب پر کفر کا حکم لگا دیا لہٰذا ایسا ممکن ہے کہ انسان کفر یہ کلمہ کہہ دے یا اس پر خاموش رہے اس طرح کافر ہو جائے گا۔لہٰذا عقل والو! اس سے بچو اور غفلت میں پڑے ہوئے لوگو! اس سے توبہ کرلو کیونکہ اس فتنے کا تعلق عقیدے سے ہے دین کی کسی فرع سے نہیں نہ دنیا سے لہٰذا خاندان اولاد اموال جائداد وغیرہ دین بچانے کا ذریعہ یا دین کے لئے فدیہ بن جائیں دین کو ان کے بدلے فدیہ نہ بنایا جائے۔

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَ اَبۡنَآؤُكُمۡ وَ اِخۡوَانُكُمۡ وَ اَزۡوَاجُكُمۡ وَ عَشِيۡرَتُكُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ جِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ. (التوبة:24)

کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتے دار اور اموال جنہیں تم کماتے ہو اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور گھر جنہیں تم پسند کرتیہو اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پسند ہیں پھر انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس پر خوب غور وفکر کرو اللہ نے فرض کیا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول اور اس کی راہ میں جہاد سب سے زیادہ محبوب ہوں کسی ایک سے نہیں لہٰذا دین کو سب سے زیادہ اہم شئے قرار دو اور توبہ سب سے اہم مقصد ہے۔

اللہ اس امام کی بصیرت پر رحم کرے اللہ کا شکر ہے ہر دور میں حق کہنے والے اور حق بتانے والے حق کا دفاع کرنے والے باطل کا ردّ کرنے والے موجود ہوتے ہیں اللہ کی اس عظیم نعمت کا شکر ادا نہیں کیا

جا سکتا یہ اس کی خاص توفیق فضل اور احسان سے ہی ممکن ہے۔ جبکہ دھوکے میں پڑا ہوا یہ بیچارا اور اس جیسے دیگر لوگ فتنے کی مدہوشیوں میں پڑے ہیں ان کے دل ظالموں اور باطل پرستوں سے مطمئن ہیں اور پورے اختیار اور دل سے دنیا کی خاطر ان کے آگے بچھے جاتے ہیں تو یہ دل ایمان پر کہاں سے مطمئن ہوا جبکہ وہ ہر میدان میں اپنی خواہش کو مقدم رکھتا ہے اس کا اور اس جیسے دیگر افراد کا تعلق ہماری بیان کردہ اقسام میں سے دوسری قسم سے ہے جن کے متعلق علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ لوگ اللہ کے اس فرمان کا مکمل مصداق ہیں۔

لاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلاَ تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (آل عمران:188)

آپ ان لوگوں کو ہرگز گمان نہ کریں جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیئے پس آپ انہیں ہرگز عذاب سے (چھٹکارے میں) کامیاب ہونے والا مت سمجھیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یعنی وہ بدعت وضلال سے خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی اتباع سنت اور اخلاص کی بناء پر تعریف کی جائے۔ صراط مستقیم سے منحرف بہت سے علماء اور عبادت گزاروں میں یہ چیزیں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں کہ وہ ارتکاب تو بدعت وضلالت کا کرتے ہیں وہ بھی دکھاوے اور شہرت کی خاطر اور چاہتے ہیں کہ اتباع واخلاص جس سے ان کا کوئی تعلق نہیں اس پر ان کی تعریف کی جائے حقیقت میں یہ غضب کے مستحق اور گمراہ ہیں۔ اور اس کا یہ کہنا کہ وہ معاصی کو چھوڑنے والا ہے اور احکامات کی پابندی کرتا ہے تو یہ اس کا اپنے بارے میں صاف جھوٹ ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ اقرار کر چکا ہے کہ وہ ان کے ساتھ رہنے کی بناء پر ان سے حاصل ہونے والے مفاسد کو برداشت کر رہا ہے لہٰذا جب وہ قول وعمل اور مال سے ان کی مدد کرتا ہے جبکہ یہ تمام معاصی ہیں تو ان لوگوں کے اوامر کا پابند ہوا نہ کہ اللہ کے احکام کا اس کی اپنی باتیں ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ اللہ کے احکام پر عمل کرنے والے اور اس کی

نافرمانیوں سے رک جانے والے کی یہ حالت نہیں ہوتی کہ باطل کو پسند کرے اس کی طرف مائل ہو اور باطل پرستوں کو اہمیت دے ان کے آگے جھکے ان امور کے مرتکب کو اللہ نے اپنی کتاب میں شدید وعیدیں سنائی ہیں اور اس کے ایمان اور اعمال کو ضائع ہو جانے کی خبر دی ہے۔لہٰذا اگر یہ لوگ اس جھگڑے اور اختلاف کو ترک کر کے حق کو اپنائیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔اور اس کا یہ کہنا کہ اللہ کی قسم ایسا شخص ہمارے نزدیک مسلمان مہاجر ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ اس کی جہالت اور بیوقوفی کی دلیل ہے۔کہ وہ تارک ہجرت کو مہاجر قرار دیتا ہے کہ اسے اللہ کے اس فرمان کی بھی سمجھ نہیں:

وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ. (الحج:58)

جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور پھر قتل کیے گئے یا مر گئے اللہ ضرور انہیں اچھا رزق دے گا۔

وَ مَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِیْرًا وَّ سَعَةً. (النساء:100)

اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ اللہ کی زمین میں بہت سی جگہ اور فراخی پائے گا۔

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ، كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ. (العنکبوت:55-56)

اے میرے ایمان دار بندو! میری زمین وسیع ہے لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے پھر تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ایسے ہی دیگر آیات جن میں ہجرت کا ثواب ذکر کیا گیا اور ہجرت اللہ کے لئے گھر بار چھوڑنے کو کہتے ہیں۔مہاجر اہل کفر و معاصی کو چھوڑ کر ایسی جگہ چلا جاتا ہے جہاں وہ کوئی برائی نہ دیکھے نہ باطل سنے اپنے دین کو محفوظ کر لے جیسا کہ کتاب و سنت اور عقل و فطرت سے ثابت ہے اس پر تمام مسلمان متفق ہیں لیکن اس شخص نے ہجرت کی شرعی حقیقت کو ملاحدہ کی باطنیت سے بدل ڈالا ابن کثیر رحمہ اللہ پہلی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ اس شخص کے متعلق بتا رہا ہے جو اس کی خاطر گھر بار چھوڑ اور احباء و اوطان

چھوڑ گئے پھر اُسے جہاد میں قتل کر دیا جائے یا وہ لڑے بغیر بستر پر مر جائے تو وہ اس عظیم ثواب اور تعریف کا مستحق بن گیا۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ مَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ. (النساء:100)

اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف مہاجر بن کر نکلے اور پھر اس کو موت پالے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا۔

اور یہ بات تو واضح ہے کہ اللہ کے رسول اور آپ کے صحابہ نے مکہ سے مدینہ اللہ کی اطاعت میں اور اس کی رضا کے لئے اور اس کے دشمن سے براءت کے لئے ہجرت کی جبکہ مکہ سب سے افضل جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جس نے ہجرت نہیں کی اس کے متعلق فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا، اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا، فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ وَ کَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا. (النساء:97-99)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔ مگر جو عورتیں اور بچے بے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارۂ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

اس وعید سے وہی مستثنیٰ ہے جو طاقت نہ ہونے کی وجہ سے ہجرت نہ کریں۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لاَ يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلاً، فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ.(النساء:99)

مگر جو عورتیں اور بچے بے بس ہیں جنہیں نہ تو کسی چارۂ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے۔

اللہ نے انہیں معذور ہونے کے باوجود مہاجر نہیں کہا بلکہ کمزور کہا:

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَل لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا.(النساء:75)

وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال کے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار بنا۔

چنانچہ معذور وہی ہوتا ہے کہ جس میں یہ دونوں اوصاف جمع ہو جائیں لیکن یہ صاحب معذور نہیں کیونکہ یہ رستہ بھی جانتا ہے اور حیلہ بھی کرسکتا ہے اس کے باوجود ان کے ساتھ تعاون کرتا ہے یہ لوگ اپنے حالات سے خوش ہیں اور یہ چیز باطل کا حکم دینا اور اس سے راضی رہنا اور اس سے نہ روکنا بلکہ اس کی نفی بھی نہ کرنا اور اسے ثابت رکھنا ہے۔ یہ لوگ مشرک اور نافرمان کو موحد پر ترجیح دیتے ہیں اس طرح کے فتنوں میں یہ خواہش پرست مبتلا ہیں محفوظ وہی رہتا ہے جسے اللہ تعالیٰ دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے سے محفوظ رکھے یہ ان لوگوں کی اصل حقیقت ہے۔ آئمہ اہل السنۃ فرماتے ہیں کہ ان کے زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہیں جن کے علم وفہم تک یہ نہیں پہنچ سکتے۔ صاحب بصیرت ان لوگوں کی ظاہری اچھائی اور باطل آراستگی اور اہل حق کو ترک کردینے سے دھوکہ نہیں کھاتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں ان کے ارادوں واعمالوں اور اقوال کے اعتبار سے فرق کیا ہے اور سچے کو جھوٹے سے الگ کیا ہے ممتاز کیا ہے۔

اور اس کا یہ کہنا کہ جو مسلمان کی تکفیر کرے وہ کافر ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک ہی مسلمان ہونے کا دعویدار ہے اور ہر دعوے کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اسلام کی بنیاد کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ:

دین اسلام کی بنیاد، دو باتیں ہیں

① اللہ کی عبادت کا حکم دینا اس پر ابھارنا اور اسی کی خاطر تعلقات قائم کرنا اور اس کے تارک کی تکفیر کرنا۔

② اللہ کی عبادت میں شرک سے ڈرانا اس بارے میں سختی کرنا اور اسی کی بناء پر تعلقات توڑنا یعنی دشمنی کرنا اور اس کے مرتکب کی تکفیر کرنا۔

اس کی مخالفت کرنے والے مختلف طرح کے ہیں سب سے بڑا مخالف وہ ہے جو اس پورے کی مخالفت کرے ان میں وہ بھی ہے جو ایک اللہ کی عبادت کرے لیکن شرک کی نفی نہ کرے وہ بھی ہے جو شرک کرے لیکن توحید کا انکار نہ کرے وہ بھی ہے جو شرک کا انکار کرے لیکن مشرک سے دشمنی نہ کرے وہ بھی ہے جو ان سے دشمنی کرے لیکن ان کی تکفیر نہ کرے وہ بھی ہے جو نہ توحید کو پسند کرے اور نہ اس سے بغض رکھے وہ بھی ہے جو توحید کا انکار کرے موحدین سے عداوت نہ رکھے وہ بھی ہے جو موحدین سے عداوت رکھے اگرچہ ان کی تکفیر نہ کرے وہ بھی ہے جو موحدین کی تکفیر کرے اور وہ بھی ہے جو شرک سے بغض نہ رکھے اور نہ ہی محبت کرے وہ بھی ہے جو شرک کی نہ تعریف کرے اور نہ اس کا انکار کرے اور سب سے خطرناک وہ ہے جو توحید پر عمل تو کرے پر اس کی قدر نہ جانے پس تارک توحید سے نہ بغض رکھے اور نہ اس کی تکفیر کرے یہ سب سے خطرناک ہے وہ بھی ہے جو شرک نہ کرے اس کا انکار بھی کرے لیکن شرک کی قباحت نہ جانے اور مشرک سے عداوت نہ رکھے یہ تمام لوگ وہ ہیں جو منہج انبیاء کی مخالفت کرتے ہیں۔

لہٰذا اس بے چارے کو چاہیئے کہ اپنا محاسبہ کرے اور دیکھے وہ کس مقام پر ہے کیا اس کا تعلق مذکورہ کسی قسم سے تو نہیں نیز اسے کافر کس نے کہا ہے اگر کسی نے کہا ہے تو اس کے دلائل دیکھے جائیں پھر حتمی فیصلہ کیا جائے اور اگر دلائل درست ہوں تو حکم بھی درست ہے اور اگر دلائل درست نہیں تو پھر تمہاری اس بات کہ جو مسلمان کو کافر کہے وہ کافر ہے کو تسلیم کرنے میں حرج نہیں کیونکہ یہ اسلامی کتابوں میں موجود ہے لیکن ان الفاظ میں نہیں بلکہ ان الفاظ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: نبی علیہ السلام نے فرمایا جو کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا کہے او اللہ کے دشمن اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ بات اس پر لوٹے گی۔ یہاں لفظ حار ہے جس کا معنی ہوتا

ہے لوٹنا جیسا کہ ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ نے فرمایا ﴿اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ. (انشقاق:14) ﴾ ''اس نے گمان کیا کہ وہ کبھی نہ لوٹے گا'' علماء فرماتے ہیں کہ نااہل کو ایسا کہنے کے متعلق یہ شدید ترین وعید ہے نیز چند اقوال واعمال مذہب میں ایسے ہیں کہ جن سے اسلام معتبر نہیں رہتا اور ان کا مرتکب مرتد ہوجاتا ہے الّا یہ کہ توبہ کر کے حق قبول کرلے اگر توبہ مع شروط کرے تو اللہ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِلَّا الَّـذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ سَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا. (النساء:146)

مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اللہ سے مضبوط تعلق جوڑ لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرلیں یہی لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مومنوں کو اجر عظیم دے گا۔

اس آیت میں چار امور ہیں کچھ کا تعلق ظاہر پر ہے کچھ کا باطن سے اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ پھر بھی عام مومنوں پر مقدم نہیں ہوگا اگرچہ اس کی توبہ صحیح ہو۔ اور جو سچی توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ منافقین والا برتاؤ کرنا چاہیے اس سے اعراض اور جہاد کرنا چاہیے کیونکہ اللہ امتحانات کے ذریعے اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ فرمایا:

وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ.

(العنکبوت:3)

اور ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمائش میں ڈالا پس اللہ ضرور سچوں اور جھوٹوں کو الگ الگ کردے گا۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَکُوْا وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا مِنْکُمْ وَ لَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَةً وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (التوبہ:16)

کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا حالانکہ اللہ نے ابھی تک تم میں سے ان

لوگوں کوظاہر نہیں کیا جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہ بنایا اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ٭اطْمَاَنَّ بِهٖ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ٭انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ. (الحج:11)

لوگوں میں وہ بھی ہے جو الگ ہو کر عبادت کرتا ہے پھر اگر اسے خیر ملے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے آزمائش پہنچے تو چہرہ پھیر لیتا ہے اس نے دنیا و آخرت میں نقصان اٹھایا اور یہی واضح خسارہ ہے۔

اور لوگوں کو وہی مقام دینا چاہیے جو اللہ نے انہیں دیا:

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ. (القلم:35)

کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے۔

لہٰذا جب وہ قول و فعل سے کسی بدعت یا کفریہ عمل کا ارتکاب کریں اور توبہ بھی نہ کریں تو مسلمانوں کو ان سے بغض رکھنا چاہیے فرمایا: ایمان کا مضبوط ترین تعلق اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا ہے۔

نیز بدعتی کی مذمت و شناعت اور اس سے قطع تعلق کرنے کے متعلق احادیث وارد ہیں لالکائی نے کتاب السنۃ میں فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جس کے پاس کوئی شخص آئے اور اسے بدعتی کا پتہ بتائے تو اس نے اسلام میں دھوکہ کیا بدعتی کے پاس جانے سے بچو کیونکہ وہ حق سے روکتے ہیں۔

بدعتی کے ساتھ مت بیٹھ مجھے ڈر ہے کہ تجھ پر لعنت برسے گی اور جو بدعتی سے محبت کرے گا اللہ اس کے اعمال برباد کر دے گا اور اس کے دل سے اسلام کا نور نکال دے گا اور بدعتی سے اپنا دین محفوظ مت سمجھ نہ ہی اس سے مشورہ لے نہ ہی اس کے پاس بیٹھ جو اس کے پاس بیٹھے گا وہ اسے اندھا کر دے گا۔ اس طرح کی اور بہت سی روایات ہیں۔

لہٰذا اگر کوئی مسلمان کسی شخص کے متعلق کوئی بات کہہ دے اور وہ ایسے افعال کا مرتکب ہو جن پر علماء

اسلام نے کفر کا حکم لگایا ہو اور کتاب وسنت سے دلائل دیئے ہوں اور اس بات کو ناپسند کرتے ہوں کہ کسی مسلمان کو متعین کر کے کافر کہا جائے البتہ اس کے اعمال کو ذکر کر کے ایسا کہیں تو سننے والا یہی سمجھے گا کہ اس نے اسے کافر قرار دیا ہے اور جس حدیث کو ہم نے ابھی ذکر کیا علماء نے اس کی اس جیسی دیگر احادیث کی طرح تاویل کی ہے جیسا کہ فرمایا کہ ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے'' اس حدیث میں یہ قید ہے کہ ''وہ ایسا نہ ہو'' جیسا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے مالک بن دخشم کے متعلق کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا تو نبی علیہ السلام نے ان پر سختی نہیں کی بلکہ صرف اتنا کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے لیکن اس کی ہمدردیاں منافقین کے ساتھ ہیں آپ نے فرمایا: جو اللہ کی رضا کی خاطر لا الٰہ الا اللہ کہہ دے اللہ نے اس پر آگ حرام کردی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ بدری تھا۔ نیز خوارج کے متعلق نبی علیہ السلام نے قتل کا حکم دیا اور انہیں قتل کرنے والوں کو بشارت دی اور پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کیا تو ان سے پوچھا گیا کیا وہ کافر ہیں آپ نے فرمایا: وہ کفر سے بھاگ رہے تھے۔ گذشتہ حدیث پر علماء نے تفصیلی بحث کی ہے بقول امام نووی رحمہ اللہ بعض علماء نے اس حدیث کو مشکل قرار دیا ہے اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ نافرمانیوں جیسے قتل زنا وغیرہ کی بناء پر کسی مسلمان کی تکفیر جائز نہیں ہے اس حدیث میں مختلف تاویلیں ہیں:

① اس سے مراد حلال سمجھنے والا ہے

② اس کی معصیت اس کی طرف لوٹتی ہے

③ اس سے مراد خوارج ہیں جو مومنوں کی تکفیر کرتے ہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اکثر علماء اسلام خوارج کو کافر قرار نہیں دیتے۔

④ یہ کفر کا ذریعہ ہے کیونکہ نافرمانیاں کفر کا ذریعہ یا ان کی طرف راستہ ہوتی ہیں۔

آپ کے لئے امام نووی رحمہ اللہ کا یہ قول کافی ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک خوارج کی ان کی بدعت کی بناء پر تکفیر جائز نہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے بھی صحیح اور غلط کی نشان دہی کی

جاسکتی ہے لیکن لاعلمی اور بدنیتی بہت بڑی آفتیں ہیں اکثر لوگ انہی آفتوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اللہ ہمیں دنیا وآخرت میں محفوظ رکھے۔

جس چیز نے اس بے چارے کو عوام کو دھوکہ دینے پر آمادہ کیا اس میں اس کا یہ قول بھی ہے کہ: اللہ اس شخص پر رحم کرے جو حق کہے اور ڈنکے کی چوٹ پر کہے حق ہی تابعداری کے لائق دار ہوتا ہے۔

جواب ہمارے گذشتہ کلام میں غور کرو اس میں الحمدللہ حق واضح ہے ممکن ہے کہ اللہ اسے ہدایت دے اگرچہ اس نے خوارج کی بات کہی کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کافر ہے لیکن اس بات کی وضاحت ہم کرچکے ہیں کہ گناہ کے مرتکب کو کافر کہنا اہل السنۃ کا مذہب نہیں لیکن اس شخص نے اس گناہ کے مرتکب کو کافر کہا ہے اگر واقعی کوئی کسی سچے مسلمان کو کافر کہے تو اہل السنہ اسے کافر نہیں کہتے کیونکہ ایسا کہنا بھی ایک گناہ ہی ہے یہی اہل السنہ اور صحابہ تابعین وغیرہم کا مذہب ہے۔ مقصود یہ تھا کہ اس ورقے والے صاحب کی حقیقت کو بیان کیا جائے کہ اس نے اہل السنۃ والجماعۃ کی مخالفت کی ہے اور اپنے اقوال سے خوارج اور ملاحدہ باطنیہ اسماعیلیہ کی موافقت کی ہے جیسا کہ ہم ثابت کرآئے ہیں ایسا کرکے اس نے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے اگر وہ بدعت اور اہل بدعت کی حقیقت سے واقف ہوتا تو ایسا ہرگز نہ کرتا اس شخص کی عجیب جہالت ہے کہ جو مسلمان لا الہ الا اللہ کہتے ہیں وہ ان بت پرستوں جو لا الہ الا اللہ کہتے ہوں کی تکفیر کریں تو یہ ان کی تکفیر کردیتا ہے جبکہ یہ انتہائی تضاد بیانی ہے کتاب وسنت کی مخالفت ہے بلکہ خوارج کے قول سے زیادہ برا قول ہے اس کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ خاموش رہا کرے۔

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ نے مزید فرمایا:

عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کی جانب سے بھائی عید کی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد،

(چند نصیحتوں کے بعد فرماتے ہیں) آپ نے آیت اور حدیث کے متعلق پوچھا کہ ان میں تطبیق کیسے ہو تو امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمان تعالیٰ: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ ﴾ ”جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔“ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ عام ہے ہر اس شخص کے لئے جو مشرکین کے درمیان رہ رہا ہو اور ہجرت کی طاقت رکھتا ہو اور اس

کے بغیر اس کے لئے دین قائم رکھنا ناممکن ہو پھر اگر ایسا نہ کرے تو بالاجماع حرام کا مرتکب ہے فرمایا﴿ظَالِمِیٓ اَنۡفُسِهِمۡ﴾ہجرت نہ کرکے نیز آپ جانتے ہیں کہ علماء کا مذہب ہے کہ ہجرت تا قیامت باقی رہے گی جبکہ ضرورت پڑ جائے جہاں تک حدیث ہے تو اب تک مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل سکا اگر اللہ نے توفیق دی تو ان شاءاللہ تفصیلی جواب لکھ بھیجوں گا:﴿سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَکِيۡمُ. (البقرہ:32)﴾"تو پاک ہے ہم اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا تو ہمیں سکھا دے یقیناً تو جاننے والا حکمت والا ہے"۔

مزید جواب دیتے ہیں: اور یہ آپ کا سوال کہ مشرکین اور اہل بدعت کے درمیان رہنا کیسا ہے تو اگر آپ ان سے ہجرت کرنے کی طاقت رکھتے ہیں تو آپ پر ہجرت فرض ہے تاکہ دین محفوظ ہو جائے اور مشرکین سے علیحدگی اور دوری ہو جائے اور جو کمزور ہوں ہجرت نہ کر سکتے ہوں ان پر یہ واجب ہے کہ حتی الامکان ان سے الگ رہیں اور اپنے دین کو قائم رکھیں اور ان کی تکالیف پر صبر کریں فرمایا:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوۡذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتۡنَةَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰهِ. (العنکبوت:10)

لوگوں میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کے لئے انہیں تکلیف دی جائے تو وہ لوگوں کے فتنے کو اللہ کا عذاب سمجھ لیتے ہیں۔

اور اللہ کے اس فرمان:

مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِهَ وَ قَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ.

(النحل:106)

جس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا مگر جو مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

کے متعلق سوال تو یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جب مشرکین مکہ نے ان پر تشدد کیا اور انہیں بئر میمون میں قید کر دیا اور انہیں کلمہ کفر پر مجبور کر دیا تو انہوں نے تشدد سے بچنے کی خاطر کلمہ کفر کہہ دیا پھر نبی علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر وہ دوبارہ ایسا کریں تو تو بھی دوبارہ ایسا کرنا۔ یہ

ہجرت فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے۔اور حدیث کہ: میں اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو وہ ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ پائیں۔ یہ اس شخص کے متعلق ہے جو ان سے دور ہونے کی طاقت رکھتا ہو۔لیکن کسی بھی طرح ان سے دور ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ اس کا مصداق نہیں۔اور یہ حدیث کہ: جس نے انکار کیا وہ بری ہوا اور جس نے ناپسند کیا وہ سلامت رہا اور جس نے رضامندی اور تابعداری کی تو وہ ہلاک ہوگیا۔اس کی وضاحت اس حدیث کہ :تم میں سے جو برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے......الخ

کے ضمن میں گزر چکی ہے انکار کرنا حسب استطاعت فرض ہے اور ناپسند کرنا کمزور ایمان ہے اور برائی پر راضی ہو جانا اس کی پیروی کرنا یہ ایسی ہلاکت ہے جس میں کامیابی کے کوئی پہلو نہیں۔

سوال بغرض تجارت کفریہ ممالک میں سفر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب تجارت کی غرض سے ایسا کرنے کے متعلق اختلاف بہت عام ہو چکا ہے ایسا کرنا اس کے دین میں نقص کی علامت ہے کیونکہ ایسا کرنے والا اپنے آپ کو فتنہ میں ڈال رہا ہے کہ مشرکین سے میل جول رکھے گا لہذا ایسے شخص کو چھوڑ دینا اور اسے ناپسند کرنا چاہیئے مسلمان اس کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں البتہ اسے مارنا گالی دینا جائز نہیں صرف انکار کرنا چاہیئے اگرچہ وہ موجود نہ ہو کیونکہ نافرمانی جب بھی پائی جائے تو اس کے مرتکب پر انکار کرنا چاہیئے۔

سوال اگر مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کر سکتا ہو تو کیا وہ ہجرت کرے گا؟

جواب علماء فرماتے ہیں جو دارالحرب میں اپنے دین کے اظہار پر قادر نہ ہو اس پر ہجرت فرض ہے اور جو قادر ہو تو اس کے لئے ہجرت مستحب ہے بعض وجوب کے قائل نہیں کیونکہ فرمایا: میں اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہے۔اگر وہ جگہ دارالحرب نہ ہو اور وہاں کفر کا غلبہ نہ ہو تو ہم اس صورت میں ہجرت واجب نہیں سمجھتے جبکہ نافرمانیاں ہوتی ہوں اس حدیث کو ہم نبی علیہ السلام کی اس حدیث پر محمول کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جو برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے......الحدیث۔

مزید فرماتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ وہ مسلمان اور مومن کو آزمائش میں ضرور ڈالتا ہے تاکہ سچ اور جھوٹ میں تمیز ہو جائے ہر دور میں اس کی یہ سنت رہی ہے چنانچہ جب بعض اسلامی ممالک پر عراقی افواج نے پیش قدمی کی تو خطباء نے اس طرف ہماری توجہ دلائی یہ وہ وقت تھا جب اللہ نے سچے کو جھوٹے سے اور شک میں مبتلا کو یقین رکھنے والے سے الگ کر دیا حتی کہ لوگ فرائض اسلامیہ کے ترک کرنے کے باطل عذر تراشنے لگے وہ لوگ جو دنیا اور خواہشات کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور ان کی مقرر کردہ بلاد کفر سے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر ہجرت پر ترجیح دینے لگے حتی کہ عوام الناس میں بھی اس بات کو عام کر دیا لہٰذا میں نے چاہا کہ اس سلسلے میں چند آیات واحادیث نقل کر دوں تاکہ طالب حق ان سے مستفید ہو سکے اور باطل پرست پر حجت قائم ہو جائے جن کا کام ہی جھگڑا اور اختلاف ہے۔ فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰہِ مِنْ م بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَہٗ حُجَّتُھُمْ دَاحِضَۃٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ عَلَیْھِمْ غَضَبٌ وَّ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ. (الشوریٰ:16)

جو لوگ اللہ کی باتوں میں حجت بازی کرتے ہیں جبکہ مخلوق انہیں مان چکی ہوتی ہے تو ان کی یہ حجت بازی باطل ہے ان کے رب کے نزدیک اور ان کے اپنے ہی خلاف ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا. (الفصلت:40)

جو لوگ ہماری آیات میں بے دینی سے کام لیتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰھُمْ اِنْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ اِلَّا کِبْرٌ مَّا ھُمْ بِبَالِغِیْہِ. (الغافر:56)

جو لوگ اللہ کی آیات میں ان کے پاس دلیل آئے بغیر جھگڑتے ہیں ان کے سینوں میں سوائے بڑائی کے اور کچھ نہیں جس بڑائی تک وہ پہنچ نہیں سکتے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ سے ضمن میں فرماتے ہیں: کہ فرمان باری تعالیٰ:

الٓمّٓ،اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ. (العنکبوت:1-2)

الٓمٓ، کیا لوگوں نے یہ سمجھ کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا۔

اے محمد ﷺ کیا مشرکین کی تکالیف سے رنجیدہ خاطر آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آزمائش کئے بغیر چھوڑ دیں گے کہ وہ آپ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے رہیں۔ اللہ کریم فرمان ہے:

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ. (العنکبوت:3)

پس اللہ ضرور سچوں کو جھوٹوں سے الگ الگ کردے گا۔

علماء کہتے ہیں کہ یہ آیت ان صحابہ کے متعلق نازل ہوئی جو مکہ میں اسلام کا اظہار تو کرتے تھے لیکن ہجرت نہ کرتے تھے۔ تو انہیں جس آزمائش سے دوچار کیا گیا وہ ہجرت تھی اس کے بعد انہوں نے اس کے قائلین کا تذکرہ کیا پھر شعبی رحمہ اللہ تک اپنی سند بیان کرکے فرماتے ہیں کہ یہ آیات مکہ کے ان لوگوں کے متعلق اتریں جو اسلام لے آئے تھے پھر نبی علیہ السلام کے صحابہ نے انہیں خط لکھ کر بتایا کہ ہجرت کے بغیر تمہارا اسلام ناقابل قبول ہے لہٰذا وہ مدینہ کے قصد سے نکل پڑے لیکن مشرکین ان کا تعاقب کرکے انہیں واپس لے آئے پھر یہ آیت نازل ہوئی پھر صحابہ نے خط لکھ کر انہیں بتایا کہ تمہارے متعلق اس طرح آیات نازل ہوئی ہیں تو وہ کہنے لگے کہ ہم نکلیں گے اب اگر کوئی ہمارے پیچھے آیا تو ہم اس سے قتال کریں گے لہٰذا وہ نکلے مشرکین نے ان کا تعاقب کیا انہوں نے ان سے قتال کیا کچھ شہید کردیئے گئے اور کچھ بچ کر آ گئے تو یہ آیات نازل ہوئیں:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ م بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ م بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (النحل:110)

پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آزمائے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کیا آپ کا رب اس کے بعد بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ. (العنکبوت:10)

لوگوں میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انہیں اللہ کی خاطر تکلیف دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کے فتنے کو اللہ کا عذاب سمجھ لیتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ: یہ ان مومنوں کے متعلق نازل ہوئی جو مکہ سے ہجرت کر کے نکلے لیکن مشرکین سے ان کا مقابلہ ہو گیا اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مکہ میں کچھ لوگ مسلمان ہو گئے اور وہ اپنا اسلام چھپا کر رکھتے تھے پھر معرکہ بدر میں مشرکین اپنے ساتھ لائے تو ان میں بعض شہید کر دیئے گئے تو مسلمان صحابہ کہنے لگے کہ یہ مسلمان تھے زبردستی لائے گئے تھے لہٰذا انہوں نے ان کے لئے بخشش طلب کی تو اللہ نے یہ آیات نازل کر دیں:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظٰلِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَالُوۡا فِیۡمَ كُنۡتُمۡ......؟(النساء:97)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے......؟

فرماتے ہیں کہ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکہ کے باقی ماندہ مسلمانوں کو اس آیت کے متعلق لکھ بھیجا تو وہ ہجرت کے لئے نکلے پھر مشرکین سے ان کا ٹکراؤ ہو گیا اور انہوں نے انہیں پھر سے آزمائش میں ڈال دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتۡنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ.(العنکبوت:10)

لوگوں میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کے فتنے کو اللہ کا عذاب سمجھ بیٹھتے ہیں۔

مسلمان صحابہ نے انہیں اس آیت کی بھی خبر کر دی وہ پھنس گئے اور ہر طرح کی خیر سے مایوس ہو گئے پھر ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا ثُمَّ جٰهَدُوۡا وَ صَبَرُوۡۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ.(النحل:110)

پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آزمائے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کیا آپ کا رب اس کے بعد بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں اس آیت کی بھی خبر کردی کہ اللہ نے ان کے لئے راہ نکال لی ہے لہٰذا وہ نکلے مشرکین سے ان کا ٹکراؤ ہوا تو انہوں نے ان سے مقابلہ کیا پس کچھ شہید ہو گئے اور کچھ بچ نکلے۔ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس قول پر غور کریں کہ یہ ''مسلمان تھے'' اور ''زبردستی لائے گئے تھے'' پھر انہوں نے ان کے لئے بخشش مانگی تو اللہ نے یہ آیت نازل کردی کہ ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ...... ﴾ اس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو ان کے لئے بخشش کرنے سے روک دیا گیا جو مشرکین کے ساتھ مرا اگر وہ مسلمان ہوتا تو مسئلہ سمجھنے والوں پر اس قدر گراں نہ ہوتا۔ اللہ نے فرمایا:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا. (العنکبوت:8)

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔

فرماتے ہیں کہ: یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق اتری پھر قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں: جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو ان کی ماں کہنے لگی کہ میں اس وقت تک سائے میں نہ جاؤں گی جب سعد واپس نہ آجائے۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل کردی کہ ان کے حسن سلوک تو کرو لیکن شرک میں ان کی اطاعت نہ کرو۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ. (العنکبوت:56)

اے میرے ایماندار بندو، میری زمین فراخ ہے پس میری ہی عبادت کرو۔

فرمایا کہ میرے موحد اور مومن بندو میری زمین تم پر تنگ نہیں ہے لہٰذا تم زمین پر کہیں بھی رہ سکتے ہو لیکن جہاں اللہ کی نافرمانیاں ہوتی ہوں اور تم اسے بدل نہ سکتے ہو تو پھر وہاں سے چلے جاؤ پھر سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ: جب وہاں نافرمانیاں ہو رہی ہوں تو وہاں سے نکل جاؤ۔ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب تم سے نافرمانیوں کا مطالبہ کیا جائے تو وہاں سے چلے جاؤ کیونکہ میری زمین بہت فراخ ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: اس صورت میں ہجرت اور جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ،وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ،الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ،وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَااَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. (العنکبوت:57-60)

ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔اور جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انہیں ہم یقیناً جنت کے ان بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے ان سب کو بھی اللہ تعالیٰ روزی دیتا ہے اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے وہ بڑا ہی سننے جاننے والا ہے۔

فرماتے ہیں پس اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے یہ تقاضا کیا کہ مشرک سرزمین سے اسلام کی سرزمین کی طرف ہجرت کر جاؤ کیونکہ میری زمین فراخ ہے لہٰذا میری عبادت پر ثابت قدم رہو اور صرف میری اطاعت کرو تم نے مر کر میرے ہی پاس آنا ہے کیونکہ ہر زندہ جان نے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے پھر موت کے بعد تم ہمارے پاس آؤ گے۔اس کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنی اطاعت پر صبر کرنے والوں کو اپنے کرم کی خبر دی فرمایا:﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا﴾''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم ضرور انہیں جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے''جنت کے اعلیٰ مقام پر:﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ،الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾''ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ان عمل کرنے والوں کا بہترین بدلہ ہے جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں''مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کیا اور وہ اپنی روزی اور مشرکین کے خلاف جہاد میں اللہ پر توکل کرتے ہیں ان سے مرعوب نہیں ہوتے نہ ہی ان پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں سزا دینے سے چوکتے ہیں

کیونکہ اللہ اسلام کو سر بلند اور کفر کو زیر کر کے رہنے والا ہے اور جو رزق ان کے لئے لکھ دیا گیا ہے وہ ان سے ہرگز فوت نہیں ہوسکتا: ﴿وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَہَا اللّٰہُ یَرۡزُقُہَا وَ اِیَّاکُمۡ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ. (العنکبوت:57-60)﴾ ''اور زمین پر چلنے والے کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھا نہیں سکتے اللہ انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے'' کتنے ہی ایسے جانور ہیں جو اپنا رزق ذخیرہ نہیں کر سکتے لیکن اللہ انہیں ہر روز رزق دیتا ہے جس طرح تمہیں رزق دیتا ہے لہٰذا تم فقر و فاقہ سے خوفزدہ نہ ہونا اللہ تمہاری باتیں سنتا اور تمہارے دلوں کی حالت جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ. (العنکبوت:61)

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج و چاند کو مسخر کیا وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے پس کہاں وہ بہکائے جا رہے ہیں۔

جب وہ ان تمام امور کا اقرار کرتے ہیں تو پھر اس کا لازمی تقاضا، صرف اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتے اور کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ فرمایا:

اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَ یَقۡدِرُ لَہٗ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ.

(العنکبوت:62)

اللہ اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور اس کے لئے تنگ کر دیتا ہے اللہ ہر شیئ کا جاننے والا ہے۔

تمہاری روزیاں اور ان کی تقسیم میرے ہاتھ میں ہے میرے سوا کسی کے پاس نہیں لہٰذا جس کے لئے چاہتا ہوں فراخی کر دیتا ہوں اور جس کے لئے چاہتا ہوں تنگی کر دیتا ہوں لہٰذا دشمن تمہیں معیشت کی تنگی سے خوفزدہ کر کے جہاد یا ہجرت سے نہ روک پائے اللہ جانتا ہے کہ کس کے لئے کب کیا بہتر ہے فراخی یا تنگی۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰھُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِھِمۡ...... (النساء:97)

جولوگ اپنی جانوں پرظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسود کہتے ہیں کہ اہل مدینہ کا ایک لشکر نے راستہ روکا میں بھی ان میں شامل تھا پھر میری ملاقات ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام عکرمہ رحمہ اللہ سے ہوئی میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے مجھے اس سے سختی سے منع کیا پھر کہا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عہد رسالت میں کچھ مسلمان مشرکین کی جماعت بڑھا رہے تھے تیر آ کر انہیں قتل کر دیتا یا ان کی گردن ماردی جاتی تو اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا: ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰھُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِھِمۡ...... (النساء:97) ﴾ ''جولوگ اپنی جانوں پرظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔''اس کے بعد انہوں نے ابن جریر رحمہ اللہ کا گذشتہ کلام ذکر کیا ہے پھر فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہر اس مسلمان کے لئے عام ہے جو مشرکین کے درمیان رہ رہا ہو اور ہجرت کی طاقت رکھتا ہو اور اس کے بغیر دین کو قائم نہ رکھ سکتا ہو تو وہ ظالم ہے حرام کا مرتکب ہے فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰھُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِھِمۡ...... (النساء: 97) ﴾ ''جولوگ اپنی جانوں پرظلم کرنے والے ہیں (ہجرت نہ کرکے) جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔'' ﴿قَالُوۡا کُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ﴾ ''وہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے'' اس شہر سے نکل کر کہیں اور جانے کی طاقت نہ رکھتے تھے: ﴿قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوۡا فِیۡھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاۡوٰھُمۡ جَھَنَّمُ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴾ ''فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی پس تم اس میں ہجرت کر لیتے یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے'' اس کے بعد سدی کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ جب عباس اور عقیل ونوفل کو قید کرکے لایا گیا تو نبی علیہ السلام نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنا اور اپنے بھائی کا فدیہ دے تو وہ کہنے لگے یارسول اللہ کیا ہم آپ کے قبلے کی طرف نماز نہیں پڑھتے اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا: اے عباس تم نے مقابلہ کیا پس تم سے مقابلہ کیا گیا پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوۡا فِیۡھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاۡوٰھُمۡ جَھَنَّمُ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴾ ''کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی تم

اس میں ہجرت کر لیتے یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے'' پھر اللہ نے ہجرت کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً. (نساء:100) ﴾ ''اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین پر بہت سی جگہ ہیں اور فراخی پائے گا'' یہ ہجرت اور مشرکین سے الگ ہوجانے کی ترغیب ہے کیونکہ مومن جہاں بھی چلا جائے ان سے چھٹکارا پا کر محفوظ ہو جائے گا اور گمراہی سے ہدایت اور فقیری سے امیری کے راستے پالے گا۔ پھر کہتے ہیں اگر چہ شان نزول کے اعتبار سے صرف ان کے متعلق ہے جنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے جنگ کی لیکن حکم کے اعتبار سے عام ہے قیامت تک کے لئے ہے کیونکہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے سبب نزول کا نہیں جیسا کہ عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ: جب تک دشمن سے قتال کیا جاتا رہے گا ہجرت منقطع نہیں ہوگی۔(احمد نسائی)

اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا کہ: جب تک توبہ منقطع نہ ہو ہجرت منقطع نہ ہوگی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوجائے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا.

(الانفال:72)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہ کی تمہارا ان سے کچھ تعلق نہیں حتی کہ وہ ہجرت کرلیں۔

یہ مومنوں کی دوسری قسم ہے جو ایمان لے آئے پس انہوں نے ہجرت نہ کی اللہ نے انہیں مہاجرین کی طرح قرار دینے سے منع کر دیا اور غنیمت وغیرہ میں جن سے ولایت کی نسبت ہوتی ہے۔ پھر فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ. (الانفال:73)

اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم نے ایسا نہ کیا

تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

جب اللہ نے یہ بتایا کہ مومن آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں تو کفار سے ان کی دوستی منقطع کردی اور ان سے دوستی کرنے سے منع کردیا اور ان کے مابین رہنے سے۔ پھر اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: دو مختلف دین والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے اور نہ مسلمان کافر کا وارث بنتا ہے اور نہ کافر مسلمان کا پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ. (الانفال:73)﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد ہوگا'' پھر امام زہری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تو نماز پڑھ زکاۃ دے بیت اللہ کا حج کر رمضان کے روزے رکھ اور مشرکین کی آگ نہ دیکھنا الاّ یہ کہ تو ان سے جنگ کر رہا ہو۔ یہ روایت اس سند سے مرسل ہے ایک اور سند سے متصل ہے فرمایا کہ: میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہ رہا ہو وہ ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ پائیں (اتنا قریب بھی نہ رہیں کہ ایک دوسرے کے علاقوں کی روشنی دیکھ سکیں) پھر سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مشرک کے ساتھ اکھٹا ہو یا اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی طرح ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ.﴾ ''اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد ہوگا'' اگر تم نے مشرکین سے کنارہ کشی اور مومنین سے دوستی نہ کی تو لوگوں میں فتنہ پیدا ہوجائے گا مسلمان خلط ملط ہوجائیں گے اور اس سے دین کمزور اور دشمن قوی ہوگا۔ فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا

یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ. (التوبۃ:23-24)

اے ایمان والو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیں اور جوان سے دوستی کرے گا پس وہ ظالموں میں سے ہوگا۔ کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتے دار اور اموال جنہیں تم کماتے ہو اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پسند ہیں تو پھر انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

انہیں دوست اور تعلق دار نہ بناؤ نہ ہی انہیں راز دار بناؤ نہ ہی ان کے ساتھ رہنے کو ترجیح دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا تو کچھ چلے گئے اور کچھ لوگ اپنے گھر بار کی وجہ سے نبی علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہمیں ضائع نہ کریں نبی علیہ السلام نے ان پر ترس کھا کر ہجرت کا ارادہ چھوڑ دیا تو اللہ نے یہ آیت نازل کری اور انہیں مشرکین کے ساتھ رہ کران کی جماعت بڑھانے سے منع کر دیا اور بتایا کہ ان آٹھ اقسام کو اللہ کے حکم ہجرت پر ترجیح دینا اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے اور فرمایا کہ: ﴿فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴾ ''پھر تم انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' میں کہتا ہوں یہ خطاب ان لوگوں کے لئے ہے جن کا اسلام ثابت تھا اسلام کے منافی انہوں نے کچھ نہ کیا تھا کہ مشرکین سے دوستی یا ان کی مدد کی ہے کسی بھی طرح ان کی تعظیم یا حوصلہ افزائی کی ہو جبکہ آج کل ہماری حالت تو اس سے بھی کہیں بدتر ہے تو اس کے متعلق اللہ کا کیا حکم ہوسکتا ہے۔ فرمایا:

تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ وَ لَوْ کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَلٰکِنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ. (المائدۃ:80-81)

آپ ان کی اکثریت کو دیکھیں گے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں بہت ہی برا ہے جوان

کے نفوس نے اپنے لئے آگے بھیجا کہ اللہ ان پر ناراض ہو گیا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ اللہ اور نبی اور اس کی طرف نازل کردہ (کتاب) پر ایمان رکھتے ہوتے تو انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ،فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ،وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَۤاءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ. (المائدہ:51-54)

اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز سیدھا راستہ نہیں دکھاتا۔ آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر (بے طرح) نادم ہونے لگیں گے۔ اور ایمان دار کہیں گے، کیا یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال غارت ہوئے اور یہ ناکام ہو گئے۔ اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی وہ نرم دل

ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔

بَشِّرِ الْمُنَافِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا، الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ. (النساء:138-139)

منافقین کو خوشخبری سنادیں کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ لوگ جو کافروں کو دوست بناتے ہیں مومنوں کے سوا۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْم،ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ.

(النحل:106-107)

اور جو ایمان لانے کے بعد کفر کرے مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو لیکن جو شرح صدر کے سے کفر کرے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس طرح کے لوگوں پر اپنی کتاب میں بہت سی جگہ مرتد ہونے کا حکم لگایا ہے۔لیکن ہماری گفتگو اس مسلمان کے متعلق ہے جو قدرت کے باوجود ہجرت نہ کرے اگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہو کہ وہ اسے گناہ نہ سمجھتا ہو اور اپنے لئے مختلف عذر تراشتا ہو اور حجت بازی کرتا ہو تو وہ انتہائی خطرے میں ہے کیونکہ اللہ کے مقرر کردہ ہر مصیبت میں مبتلا مسلمان پر فرض کا انکار کر رہا ہے اور جو اس سے روکتا ہو اس کے لئے تو ہلاکت ہے تفصیل گذشتہ کلام میں گزر چکی ہے مزید وضاحت کی خاطر ہم علماء وائمہ دین کے اقوال نقل کر دیتے ہیں تا کہ کسی کے پاس عذر باقی نہ رہے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: باب فتح کے بعد ہجرت نہیں یعنی فتح مکہ یا اس

سے بھی زیادہ عام فتح یعنی ہر شہر جسے مسلمان فتح کرلیں وہاں سے ہجرت کا حکم اٹھ جاتا ہے البتہ فتح سے پہلے وہاں موجود مسلمان یا تو ہجرت کی طاقت رکھتے ہوں گے اور اس کے بغیر اپنے دین کا اظہار نہ کرسکتے ہوں نہ ہی واجبات ادا کرسکتے ہوں گے تو ان پر ہجرت فرض ہے یا پھر ہجرت کی طاقت بھی رکھتے ہوں اور دین کا اظہار بھی کرتے ہوں گے واجبات بھی ادا کرتے ہوں گے تو ان کے لئے ہجرت مستحب ہے تاکہ ہجرت کرکے مسلمانوں کی ٹولی کو بڑھایا جائے ان کی مدد کی جائے اور کفار سے جہاد کیا جائے اور ان کی غداری سے محفوظ رہا جائے یا پھر کسی عذر مثلاً قید یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے ہجرت کی طاقت نہ رکھتا ہوگا تو اُس کے لئے رہنا جائز ہے البتہ اگر مشقت برداشت کرکے ہجرت کرے تو اس کے لئے اجر ہے۔

ابوالفوز محمد امین بن علی السویدی رحمہ اللہ ہجرت کی فرضیت سے متعلق چند احادیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: دارالکفر میں رہنے والا مسلمان اگر اپنے دین کا اظہار کرسکتا ہو اور اپنے دین کی فتنے سے حفاظت کرسکتا ہو اس کے لئے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا مستحب ہے تاکہ کفار کی جماعت زیادہ نہ ہو اور کبھی ایسا ہو بھی جاتا ہے اور اگر دارالکفر میں رہنے والا مسلمان اپنے دین کا اظہار نہ کرسکتا ہو اور اپنے دین کو فتنے سے نہ بچا سکتا ہو تو اس پر دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا فرض ہے اور وہاں رہ کر وہ گناہ گار ہوگا اگرچہ عورت ہو اور دارالاسلام تک جانے والا کوئی محرم نہ پاتی ہو بشرطیکہ اپنی عزت وآبرو کی طرف سے امن میں ہو۔ اور اگر وہ ہجرت کی طاقت نہ رکھتا ہو تو معذور ہے۔ فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰھُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ﴾ ''وہ لوگ جنہیں کی فرشتے روح قبض کررہے ہوتے ہیں''۔ جیسا کہ فرمایا:

قُلۡ یَتَوَفّٰکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ. (سجدة:11)

کہہ دیجئے تمہیں موت دیتا ہے موت کا وہ فرشتہ جو تمہارے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

فرد واحد کو جمع کے صیغے سے بھی مخاطب کرتے ہیں: ﴿ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِھِمۡ﴾ ''اس حال میں کہ وہ اپنے

نفس پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں'' دارالشرک میں رہنے اور ہجرت نہ کرنے کی وجہ سے: ﴿قَالُوْا﴾ ''اور وہ پوچھتے ہیں'' فرشتے ان کی ڈانٹ کی خاطر: ﴿فِيْمَ كُنْتُمْ﴾ ''تم کس حال میں تھے'' دین کے اعتبار سے تمہاری کیا حالت تھی: ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''وہ جواب دیتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے'' جب فرشتے انہیں ڈانتے ہیں تو عذر تراشنے لگتے ہیں: ﴿قَالُوْا﴾ ''اور فرشتے انہیں جھٹلاتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ ''کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی تم اس میں ہجرت کر لیتے'' کسی دوسرے ملک میں چلے جاتے؟: ﴿فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ ''پس ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے''۔

ابن حجر رحمہ اللہ نے صاحب المعتمد سے نقل کیا ہے کہ: جس طرح بلاد کفر سے ہجرت کرنا فرض ہے اسی طرح اسلامی ممالک سے ہجرت کرنا بھی فرض ہے جہاں وہ اپنے اسلام کا اظہار کرے تو اس سے قبول نہ کیا جائے اور وہ اظہار پر قادر نہ رہے امام بغوی رحمہ اللہ بھی ان کی موافقت کرتے ہیں۔ نیز سورہ عنکبوت کی اس آیت کی تفسیر کہ:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ. (العنکبوت:55)

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے لہٰذا تم صرف میری عبادت کرو۔

میں گزر چکا ہے کہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا جہاں نافرمانیاں کی جاتی ہوں وہاں سے نکل جاؤ کیونکہ میری زمین وسیع ہے اور عطاء رحمہ اللہ نے کہا یعنی جب تمہیں نافرمانیوں کا حکم دیا جاتا ہو تو وہاں سے بھاگ جاؤ کیونکہ میری زمین فراخ ہے۔ ایسے ہی اس شخص پر بھی ایسی جگہ سے ہجرت کرنا واجب ہے جہاں نافرمانیاں کی جاتی ہوں۔ اور وہ انہیں روک نہ سکتا ہو ایسی جگہ کی طرف جہاں عبادت کر سکیں ارشاد فرمایا:

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. (الانعام:68)

یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ شعب الایمان میں فرماتے ہیں: جان لیجئے کہ ہجرت دو طرح ہے: ظاہری اور باطنی،

فتنوں سے بھاگ جانا ظاہری ہجرت ہے جیسا کہ فرمایا: میں اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہے وہ دونوں ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ پائیں۔ نبی ﷺ نے اس سے براءت اس سے ہجرت نہ کرنے کی وجہ سے کی چنانچہ یہ ایمان کا شعبہ ہوا اور فتنوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ جو اس کا دین اختیار کرے گا وہ محفوظ نہیں رہ سکتا مگر جو ایک ڈالی سے دوسری ڈالی تک بھاگ جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ. (النساء:97)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ فتنوں سے بھاگنا ایمان ہے تو جو ایمان سے ہے وہ ایمان کا شعبہ ہوا لہٰذا مشرکین کے درمیان رہنے سے بھاگ جانا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ ایسے ہی ہر اس جگہ سے بھاگ جانا جہاں دین میں فتنہ پڑ جائے بدعت غالب ہو یا پھر کفر کا خطرہ ہو خواہ مسلمانوں کا ہی شہر ہو۔ یہاں سے اللہ کی وسیع زمین میں ہجرت کرنا فرض ہے۔

غزالی سلف صالحین کے اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ دلیل ہے کہ جو کسی ایسے شہر میں رہتا ہو جہاں کفار کی حکومت ہو اور شعائر کفر غالب ہوں تو وہاں سے ہجرت کرنا فرض ہے وہاں رہنے کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ارشاد فرمایا: ﴿اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ ''اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر لیتے'' لہٰذا جب کسی شہر میں فتنہ پھیل جائے اور مسلمان اپنے آپ کو اس سے محفوظ نہ رکھ سکتا ہو تو پھر عذاب فرمانبردار اور نافرمانبردار دونوں پر یکساں ہو جاتا ہے۔

امام ابوعبداللہ الحلیمی رحمہ اللہ شعب الایمان میں فرماتے ہیں: دین میں طمع کا جائز پہلو یہ بھی ہے کہ مسلمان ایسی جگہ سے ہجرت کر جائے جہاں دین کے حقوق ادا نہ کر سکتا ہو اس جگہ جہاں ایسا کر سکے اور کفر و نافرمانی کی جگہ ذلیل اور کمزور ہو کر رہتا ہے تو وہاں سے بھاگ جانے کی قدرت کے باوجود تو وہ ایک

فریضے کا تارک ہے جیسا کہ اکثر علماء اللہ کے اس فرمان کے متعلق کہتے ہیں: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ...... ﴾ ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں......'' یہ نہ کہا جائے کہ اس آیت میں مومنین کی صراحت نہیں ممکن ہے کہ اس سے وہ کافر مراد ہو جو ایمان کی طرف مائل ہو، یہ فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی اور فتح مکہ کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا کہ فتح کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت ہے۔ کیونکہ اللہ نے آیت کے آخر میں چند لوگوں کو معاف کر دیا اور مستثنیٰ کر دیا فرمایا: ﴿اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا، فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ﴾ ''مگر کمزور مرد اور عورتیں اور بچے جو نہ حیلہ کر سکتے ہیں نہ راستہ جانتے ہیں پس امید ہے کہ اللہ ان سے درگزر کر دے'' اس سے اُس بات کی تردید ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کافر کو معاف نہیں کرے گا اگرچہ وہ ایمان کی طرف مائل ہو جب تک کہ ایمان نہ لے آئے اور یہ حدیث کہ فتح کے بعد ہجرت نہیں تو اس کا معنی ہے کہ مکہ سے ہجرت نہیں کیونکہ وہ فتح کے بعد دارالاسلام بن گیا اس سے ہجرت کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ جس جگہ دین قائم رکھنا ناممکن ہو وہ حکم میں فتح سے پہلے والے مکہ کی طرح ہوگا اور اگر مکہ بھی پھر سے ایسا ہو جائے (نعوذ باللہ من ذلک) کہ وہاں دین قائم رکھنا ممکن نہ رہے تو وہاں سے بھی ہجرت کرنا واجب ہوگا کیونکہ اسی وجہ سے وہاں سے ہجرت موقوف ہوئی اب اگر وجہ موجود ہوگی تو حکم بھی موجود ہوگا۔ ایسے ہی ہر شہر جہاں فساد ظاہر ہو گیا ہو اور جہالت کا غلبہ ہو جائے اگرچہ اس سے قبل وہاں مسلمانوں اور صالحین کا غلبہ تھا پھر وہاں جماعتیں بٹ جائیں اور علماء اور اہل حق وہاں کنٹرول حاصل نہ کر سکیں اور جان کے خوف سے حق کا اعلان نہ کر سکیں تو وہ بھی ہجرت سے قبل والے مکہ کی طرح ہے وہاں سے استطاعت کے بقدر ہجرت کرنا فرض ہے اور جو وہاں سے اس حال میں بھی ہجرت نہ کرے گا وہ اپنے دین سے طمع نہ رکھنے والا شمار ہوگا بلکہ دین میں غفلت اختیار کرنے والا ہوگا۔ ایسے ہی بہت سے ائمہ ہیں جن کا اس سلسلے میں کلام ملتا ہے۔

سوال اگر کوئی کہے کہ یہ سب تو کفار کے متعلق ہے لہٰذا جو آیات کفار کے متعلق اور اللہ کے رسول

ﷺ سے جنگ کرنے والوں کے متعلق نازل ہوئیں ان سے تم ہمیں کیونکر مراد لے سکتے ہو اور ہمیں کافروں کی طرح کیوں قرار دے سکتے ہو؟

جواب ابن کثیر اور حلیمی رحمہم اللہ وغیرہ کے کلام میں اس کا گزر چکا ہے۔ قرآن چند اسباب کی بناء پر نازل ہوتا ہے اب اگر صرف ان اسباب میں ہی قرآن سے دلیل لینا جائز ہو دیگر میں نہیں تو قرآن سے دلیل لینا باطل ہو جائے گا اور یہ دین سے خروج ہے۔ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم وغیرہ ان آیات کو جو یہود یا دیگر کے متعلق نازل ہوئیں ہر اس شخص پر منطبق کرتے رہے ہیں جو ان آیات کا مصداق بن رہا ہو خواہ یہودی ہو یا نہ ہو اور ان میں سے کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ آیات یہود سے متعلق ہیں لہٰذا یہود کے علاوہ پر ان کا انطباق درست نہیں ہے لیکن ظالم جاہل اور باطل پرست نصوص کی اہمیت کو کم کرنے کی خاطر اس طرح کی باطل باتیں کرتے ہیں۔

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو مشرکین کے درمیان رہ رہا ہو اگر وہ توحید کے اظہار پر قادر ہو اس طرح کہ وہ ان سے کہہ سکتا ہو کہ یہ کام شرکیہ ہیں جو تم قبروں وغیرہ کے لئے کرتے ہو اور باطل اور گمراہی کے ہیں اور میں ان سے اور جو ایسا کرے ان سے بری ہوں تو اس شخص پر ہجرت فرض نہیں ہے اور اگر وہ اس اظہار کی طاقت نہ رکھتا ہو اور ان کے باطل ہونے کا بھی اعتقاد رکھتا ہو پھر بھی ہجرت نہ کرے تو یہ ایک واجب کا تارک ہے البتہ اس بناء پر اس کی تکفیر نہ کی جائے گی۔

سوال اس حدیث کا کیا معنی ہے ''جب تو نماز قائم کرتا ہو تو تو مہاجر ہے اگرچہ اس اس طرح کی جگہ ہو؟''

جواب ممکن ہے کہ اس سے مراد ہو کہ تو شرک سے ہجرت کرلے اور نماز قائم کرے تو تو مہاجر ہے جیسا کہ فرمایا: مہاجر وہ ہے جو اللہ کے منع کردہ امور سے ہجرت کرے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا معنی ہو کہ جب کوئی یہود ونصاریٰ یا بت پرست کے درمیان رہتا ہو اور وہ مسلمانوں کی نماز سے واقف نہ ہو اور یہ وہاں نماز پڑھتا ہو تو یہ نماز قام رکھنا ہے اس کے لئے دین کا اظہار کرنا قرار پائے پس اس پر ہجرت واجب نہ رہے۔ واللہ اعلم۔

سوال نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''شیطان جھاگ اور اصل کے درمیان ہوتا ہے'' نیز ''میری امت کی ہلاکت کتاب اور دودھ میں ہے'' ان احادیث کا کیا معنی ہے؟

جواب ''شیطان جھاگ اور اصل کے درمیان ہوتا ہے'' اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ فرمایا: ''میں اپنی امت پر دودھ سے ڈرتا ہوں کیونکہ شیطان جھاگ اور اصل کے درمیان ہوتا ہے'' بعض علماء جیسے ابوعبید القاسم بن سلام وغیرہ فرماتے ہیں: کہ شیطان لوگوں کے لئے دودھ مرغوب غذا بنا دیتا ہے لہٰذا وہ جنگل میں نکل جاتے ہیں اور جمعہ اور جماعت چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور دوسری حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن لہیعہ عن ابی عقیل بن مجاہد سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''میری امت کی ہلاکت کتاب اور دودھ میں ہے'' کہا گیا: یا رسول اللہ کتاب اور دودھ سے کیا مراد ہے۔ فرمایا: وہ قرآن سیکھیں گے اور اس کی اس معنی میں تاویل کریں گے جس معنی میں وہ نازل نہیں کیا گیا اور وہ دودھ کو پسند کریں گے اور جماعتیں اور جمعے چھوڑ دیں گے'' جنہوں نے پہلی حدیث کے متعلق کلام کیا ہے شاید انہوں نے اسی حدیث کی تفسیر بیان کی ہے۔

فضیلۃ الشیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن نے رحمہ اللہ فرمایا:

اسحاق بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے تمام بھائیوں اور عمان کے ساحل کے سرداروں ان کے اردگرد اور اہل فارس وجعلان سے محفوظ تمام اہل السنہ والایمان بھائیوں کی طرف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، امابعد، نیکی اور پرہیزگاری پر تعاون کرنا اور دشمن کو زیر کرنے میں مدد کرنا اور بندگی اختیار کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس طرح حق قبول نہ کرنے کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ایسے ہی حق کی تبلیغ نہ کرنے کا بھی کوئی عذر نا قابل قبول ہے اور بعض بھائیوں نے نصیحت کا مطالعہ کیا ہے تو میں تمہیں اور اپنے آپ کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تقویٰ ہر طرح کی خیر کو شامل ایک جامع کلمہ ہے اور اس خیر کا سب سے بڑا پہلو مشقت اٹھانا اللہ اور اس کے رسول کے مخالف سے دشمنی رکھنا اللہ کے اسماء وصفات میں الحاد کرنے والے سے اور اس کی توحید میں شرک کرنے والے سے بغض وعناد رکھنا ہے اور تم جانتے

ہو کہ اصل راز یہی ہے کہ اللہ کے اسماء وصفات کی معرفت حاصل کی جائے اور عبادت کی تمام اقسام صرف اسی کے لئے خاص کردی جائیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے خواہ وہ کوئی بھی ہو اور لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آیا جائے اور جو انصاف نہ کرے اسے اللہ کے نازل کردہ لوہے سے جہاد کر کے سیدھا کر دیا جائے۔اس صدی کی ابتداء میں ہی قرآن کا علم بلند ہوا اور جہادی تلواروں نے ہر شرک وکافر کی بیخ کنی کی اور تمام اسلامی ممالک میں شریعت قائم کی گئی اور واجبات دین کا اہتمام ہوا ہمارے اسلاف نے بھی دین سے متعلق جو کارنامے انجام دیئے ہیں وہ دشمنان دین کی ناکیں خاک آلودہ کرنے کے لئے کافی ہیں اب تمہارے علاقے اسلام کا دیس اور مہاجرین کی پناہ گاہ بن چکے ہیں اس جہاد میں ہمیشہ ایسے داعیان توحید رہے جو منہج انبیاء جہلاء کو بتاتے رہے اور جہمیہ بدعتیوں ملحدوں کی بھرپور تردید کرتے رہے لیکن اب تک اس مسئلے میں بہت سی مخلوق التباس کا شکار ہے اور دعوت اسلامیہ میں بہت سے اعتراضات کئے جاتے ہیں اور عوام یہ سمجھتے ہیں کہ فقط شہادتین کا اقرار ہی اسلام کے لئے کافی ہے اور وہ اللہ کی خالص عبادت اور اس کے سوا معبودان باطلہ کی نفی کا صحیح مفہوم نہیں جانتے ہیں افسوس ہم نے مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے سپرد کر دیا ہے جو انہیں شکوک وشبہات اور الحاد میں مبتلا کرتے ہیں اور اس کے داعیان دین حق کے روشن چراغ کو بجھانے کی بھرپور سعی کر رہے ہیں لیکن اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ وہ اس نور کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر رہے گا اس اختلاف وتفرقہ کے سبب ہم پر مختلف امتیں حملہ آور ہونا شروع ہو چکی ہیں جیسا کہ ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا: عنقریب تم پر امتیں مل کر ایسے حملے کریں گی جس طرح بہت سے بھوکے ایک کھانے کی پلیٹ پر حملہ کرتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کیا ہماری تعداد کم ہوگی اس لئے؟ فرمایا: نہیں بلکہ تم بہت ہوگے لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ہوگے اللہ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔کسی نے پوچھا کہ وہن کیا ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت اور آخرت سے اعراض ہی ذلت وشکست کا سبب ہے۔ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ”قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک میری

امت کے کچھ قبائل مشرکین سے نہ جاملیں اور میری امت کی کچھ جماعتیں بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں'' اس طرح کا فتنہ آہستہ آہستہ پھیلتا جا رہا ہے اسلام اور اہل اسلام کے عقائد پر ضربیں لگائی جا رہی ہیں اور ایسے لوگ اوپر آ رہے ہیں جو ارکان اسلام تک سے واقف نہیں چہ جائیکہ توحید کی اس بنیاد سے واقف ہوں حقیقت وہی ہے جسے امام ابوالوفاء ابن عقیل رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ: جب اہل زمان میں تمہیں اسلام کے مقام کا پتہ کرنا ہو تو مسجدوں کے دروازوں پر ان کے اژدھام اور ان کی لبیک کی بلند و بالا صداؤں کو نہ دیکھو بلکہ دشمنان دین سے ان کی موافقت کو دیکھو دین کے قلعے میں پناہ گزین ہو جاؤ اللہ کی مضبوط رسی کو پکڑ و اور اللہ کے مومن دوستوں سے دوستی لگاؤ اور دشمنان دین سے مکمل اجتناب کرو۔

اللہ کی قربت کا افضل ترین راستہ اس کے اور اس کے دشمن کو ناراض کر کے اور اس کے خلاف ہاتھ زبان اور ظاہر و باطن سے حتی الوسع جہاد کر کے ہے یہی بندے کو آگ سے نجات دے سکتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو ایک ہر سے زیادہ چاہو قرآن وسنت کے احکامات کی مکمل پابندی کی جائے اور ہر مخالف سے براءت کی جائے اسلامی احکامات کو وہی لوگ تبدیل کرتے ہیں اور وہی بدعات ایجاد کرتے ہیں جو جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دیتے ہیں اور لوگوں کو ان کے دین حق سے دور کرتے ہیں لہٰذا اللہ کے بندو بچ کر رہو کہیں دنیا تمہیں برباد نہ کر دے یہی ہر شرک کی بنیاد ہے اور واللہ ساری دنیا آخرت کے کسی ایک ذرے کے برابر بھی نہیں ہو سکتی اور اسلام سے منہ موڑنا اور اسلام اور مجاہدین سے نفرت کرنا دشمنان دین سے امیدیں وابستہ کرنا اور ان سے دوستی کرنا یہ بذات خود اللہ کی طرف سے سزا ہے۔ فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ. (الانفال:73)

جن لوگوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم نے یہ نہ کیا تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

لہٰذا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا وہ کبھی بھی دنیا کی طرف نہیں جھکے گا دشمنوں سے دوستی نہیں کرے گا اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا بلکہ اپنے انجام سے خوفزدہ رہے گا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. (المائدۃ:51)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہوگا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے فرماتے کہ: تم اس بات سے ڈرو کہ یہودی یا عیسائی نہ بن جاؤ اور تمہیں پتہ تک نہ چلے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ دیا کہ انہوں نے ایک عیسائی کو منشی مقرر کیا تھا اور فرمایا کہ تجھے کیا ہوا تو برباد ہوگیا تجھے کوئی موحد مسلمان نہ ملا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی حالانکہ انہوں نے اسے نوکر رکھا تھا تو جو انہیں دوست بناتا ہو ان کی عزت کرتا ہو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے ایمان کی نفی کردی ہے۔ فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ.

(المجادلۃ:22)

آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کرتی ہو۔

اور جو کسی سے محبت کرتا ہے درحقیقت وہ اسکے طرز و فکر سے راضی ہوتا ہے لہٰذا یہ اس کے دین سے راضی ہونا ہے اور جو ایسا کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔ اکثر لوگ نافرمانی اور اس کے اسباب تو جانتے ہیں لیکن شرک اور اس کے محرکات سے واقف نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ نے جب مشرکین اور کفار سے دوستی لگانے سے منع کیا اور بوقت مجبوری تقیہ (ذو معنی کلام کرنا) کرنے کی اجازت دی تو فرمایا کہ:

وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ. (آل عمران:28)

اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔

اور یہ کتاب اللہ کو سمجھنے والے کے لئے سخت ترین وعید ہے۔ہم نے دین کے اس مسئلے کو معمولی سمجھ لیا ہے جبکہ لوگ دین میں داخل ہو کر مسلمانوں کے عقائد خراب کر رہے ہیں اور شبہات پیدا کر کے لوگوں کو دین حق سے روک رہے ہیں لہٰذا تم ان شبہات کے داعیوں سے مکمل اجتناب کر کے اللہ سے قریب تر ہو جاؤ توحید کی معرفت وعلم حاصل کرو سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ شبہات کے وقت تنقیدی نگاہ رکھنے والے کو پسند کرتا ہے اور خواہشات کے غلبے کے وقت عقل کامل رکھتا ہو لہٰذا اگر سچے مومن ہو اللہ اور اس کے رسول کی مکمل اطاعت کرو اور نصیحت کو قبول کرو۔ یہاں ایک بات اور بھی ہے کہ نعمتیں حاصل کرنا اور ناراضگیاں دور کرنا اور یہ نیکی کا حکم کر کے اور برائی سے روک کر اور قصوروار کا ہاتھ پکڑ کر ہی ممکن ہے اللہ نے ان لوگوں کی مذمت بیان کی ہے جن میں برائیوں سے روکنے والے نہ ہوں۔فرمایا:

فَلَوْ لاَ كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُوْلُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلاً مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ. (ھود:116)

پس تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے ہوشمند لوگ کیوں نہ تھے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے سوائے ان چند لوگوں کے جنہیں ہم نے نجات دی تھی ظالم لوگ تو اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس میں انہیں آسودگی دی گئی تھی اور وہ گناہ گار تھے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا. (الاعراف:165)

سو جب انہوں نے ہماری نصیحتوں کو چھوڑ دیا تو ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو برائی سے روکتے تھے اور ان لوگوں کو برے عذاب میں گرفتار کر لیا جنھوں نے ظلم کئے۔

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (آل عمران:104)

تم میں ایک جماعت ہونی چاہیئے جو خیر کی دعوت دے اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے اور جو یہ فریضہ ادا نہ کرے وہ نجات نہیں پا سکتا اور خواہشات اور لذات کو ترجیح دینا گناہ گاروں کا کام ہے اس سلسلے میں اور بھی بہت سی آیات ہیں لیکن اس کے لئے جو رب سے سچی محبت کرتا ہو اور اس کے احکامات کی پیروی بھی کرتا ہو اور اس کی نواہی سے مکمل اجتناب بھی اور اس میں غفلت نہیں برتتا ہو اللہ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اس کی اطاعت پر صبر کرنے اور اس کے غضب سے بچنے اور اس کے دشمن کے خلاف جہاد کرنے اور اس کے رسول ﷺ سے سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال قطع تعلقی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب عمل ہے اللہ نے اس کے دلائل ذکر کئے ہیں اور اس کے مراتب اور احوال و تفاصیل ہیں جن کا تعلق دل زبان اور اعضاء سے ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

وَاَعۡتَزِلُكُمۡ وَ مَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَ اَدۡعُوۡا رَبِّىۡ عَسٰٓى اَلَّاۤ اَكُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّىۡ شَقِيًّا. (مریم:48)

اور میں تم سے اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان سے الگ ہوں اور میں اپنے رب کو پکارتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنی دعا میں محروم نہیں ہوں گا۔

نیز اصحاب کہف کے متعلق فرمایا:

وَ اِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ وَ مَا يَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ. (الکھف:116)

اور جب تم ان سے الگ ہو جاؤ اور ان سے جن کی یہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے تھے۔

نبی علیہ السلام نے بھی تین افراد سے قطع تعلقی اختیار کر لی تھی جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تفصیل کے ساتھ الھدی میں ان کا قصہ بیان کیا ہے۔ ہجر کا لغوی معنی ہے چھوڑنا الگ ہونا بغض رکھنا اور شرعاً اس شئے کو چھوڑ دینا جس سے اللہ نے منع کیا ہے اس سے دور اور الگ ہو جانا اور یہ افعال و اشخاص سب کے متعلق ہے

مشرکین کے متعلق بھی ہے کہ جو ان کی چاپلوسی کرے ان سے میل جول رکھے ان کی خدمت کرے ان کو اچھا سمجھے اس سے قطع تعلق کر لینا اس کی چند اقسام ہیں جن کفار و مشرکین سے قطع تعلقی بھی ہے قرآن اس مضمون سے بھرا پڑا ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ دوستوں کو دشمنوں سے الگ کیا جائے اہل بدعت سے تعلقات قطع کرنا اس کے قریب ہے امام احمد وغیرہ سلف صالحین رحمہم اللہ تو صاف طور پر اہل بدعت سے دور رہنے الگ رہنے انہیں چھوڑ دینے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر بدعتی بیمار ہو جائے تو عیادت نہ کرو اگر مر جائے تو جنازہ نہ پڑھو دل زبان اور بدن سے ان سے دور رہنا واجب ہے مگر جو دین کی دعوت دے یا جہاد کرے دلیل کے ذریعے جبکہ فتنے سے مامون ہو۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ ايٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا. (النساء:14)

اللہ نے کتاب میں تم پر یہ بات نازل کر دی ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر و استہزاء کیا جاتا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو حتی کہ وہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں ورنہ اس وقت تم انہی کی طرح ہو گے ہو اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکھٹا کرنے والا ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے دلائل ہیں۔ محققین فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں اللہ کا یہ فرمان کافی ہے کہ جب اللہ نے مشرکین سے دوستی سے منع کیا پھر فرمایا:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ.

(آل عمران:30)

اس دن ہر نفس اپنا عمل پالے گا جو اس نے کیا ہو گا اچھا ہو یا برا وہ تمنا کرے گا کاش اس

کے اوراس کے (برے) عمل کے درمیان بڑا فاصلہ ہو جائے اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس بات پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ تارک ہجرت نافرمان ہے حرام کا مرتکب ہے۔ ان لوگوں سے صرف دلی بغض کافی نہیں بلکہ اظہار دشمنی ضروری ہے۔ فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا. (الممتحنة:4)

تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اوراس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہوان سے بیزار ہیں ہم تمہارے عمل کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہے۔

انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہمارے تمہارے درمیان بغض وعداوت ظاہر ہے یہی اصل مقاطعہ ہے کہ دل زبان اور اعضاء سب سے دشمنی کی جائے اور مومن کا دل تو کافر کی دشمنی سے خالی ہو ہی نہیں سکتا اختلاف تو صرف اظہار دشمنی میں ہے اسے بسا اوقات چھپانا جائز ہے جبکہ دل مطمئن ہو اور مجبوری ہو ایسے ہی جو کمزور اور معذور ہو وہ بھی اسے چھپا سکتا ہے اور کبھی دنیاوی غرض سے چھپانا بھی جائز ہے اکثر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں لیکن ان کے ساتھ موافقت کس طور جائز نہیں باطل پرست کہتے ہیں کہ اگر وہ عبادت اور تدریس سے نہ روکیں تو یہ بھی اظہار دین ہے یہ دعویٰ باطل ہے اور جہاد اور ہجرت کے حکم کو موقوف کرنے کے لئے ہے کیونکہ آزادی نماز اور تدریس وغیرہ تو ان کے شہروں ملکوں میں بھی ہوتی ہے اس کا مقصد صرف لوگوں کو راہ حق سے روکنا ہے نیز جو مسلمان اپنے آپ کو گرالے اور دنیا کی خاطر ان کے ممالک کو اختیار کرے تو اس سے بھی قطع تعلق کرلو یہ نافرمانوں سے تعلقات قطع کرنے کی قبیل سے ہے امام بخاری وغیرہ نے اس بارے میں باب باندھے ہیں اور کافر سے بائیکاٹ نہ کیا جائے بلکہ اسلام

میں اس کے حقوق ہیں اس کو نصیحت کی جائے اور دعوت دی جائے البتہ اس سے محبت اور نرمی کا برتاؤ نہ کیا جائے جس طرح اہل ایمان کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی اس کے کسی گناہ کو جائز نہ سمجھے اور اس سے متاثر نہ ہو۔

نبی علیہ السلام نے بھی تین افراد سے تعلقات قطع کئے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی صبیغ کو جلاوطن کر دیا تھا اور لوگوں کو اس کے ساتھ بات نہ کرنے کا حکم دیا تھا بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو اس سے بھی معمولی باتوں میں بائیکاٹ کر دیا کرتے تھے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ: میں اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو۔

(ابو داؤ، ترمذی، ابن ماجه، دارقطنی، طبرانی از جریر بن عبداللّٰه)

سنن نسائی میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس حدیث کا ایک شاہد مرفوعاً مروی ہے کہ: اللہ کسی مسلمان کا عمل قبول نہیں کرتا یا پھر وہ مشرکین سے علیحدہ ہو جائے۔ سنن ابوداؤد میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو مشرک کے ساتھ اکٹھا ہو......الخ

اللہ کا فرمان ان احادیث کی تائید کرتا ہے فرمایا:

فَلاَ تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ. (النساء:14)

پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو حتی کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں ورنہ اس وقت تم انہی کی مانند ہو گے ہو۔

لہٰذا ہم بھی اس کام سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جس سے نبی علیہ السلام نے اظہار براءت کیا امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نافرمانوں اور دین میں شک کرنے والوں سے بائیکاٹ کرنا جائز ہے جب تک ان کی پوزیشن واضح نہ ہو جائے اور وہ توبہ نہ کرلیں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تو نبی علیہ السلام نے ہم سے گفتگو کرنے سے منع فرما دیا پچاس دنوں تک ایسا ہی رہا امام بخاری نے توبہ کی حد پچاس دن مقرر کی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو اس وقت تک دین سمجھ ہی نہیں سکتا جب تک لوگوں سے اللہ کے ناراض نہ ہو پھر اپنے آپ سے شدید ناراض نہ ہو جائے اللہ کے لئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی

عبادت خوف وامید اور اجلال محبت وتعظیم کے ساتھ کی جائے اور قلب سلیم میں اس کے دشمنوں کی محبت باقی نہیں رہ سکتی کیونکہ ہر عمل کی بنیاد خواہ وہ حق ہو یا باطل محبت ہوتی ہے لہٰذا شرعی اعمال کی بنیاد اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی محبت ہے ایسے ہی شرعی اقوال کی بنیاد اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق ہے لہٰذا جب لوگوں پر دنیا کی محبت غالب ہو تو وہ اس محبت کو ترک کر دیتے ہیں:

وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ. (الغافر:5)

اور انہوں نے باطل کی حمایت میں جھگڑا کیا تا کہ اس کے ذریعے حق کو مٹا دیں۔

کیونکہ وہ اسلام کی حقیقت اس کے تقاضوں اور قاعدوں سے حاصل ہوتے ہیں اور اگر مسلمان اور مشرک کے مابین قطع تعلقی کی بنیاد اگر صرف سدّ ذرائع ہی ہوتی تو یہ بھی کافی تھا لیکن علم کی کمی جہالت کے غلبے اور دنیا کی محبت میں بہت سے نام نہاد علماء قلعہ اسلام کے دروازے صرف عوام کی موافقت کرنے کی غرض سے کھول دیتے ہیں جن سے دشمن کو داخل ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔کاش جس طرح یہ لوگ اپنے اموال اور اپنی ریاست کی حفاظت کرتے ہیں اسلام کے قلعے کی بھی اسی طرح حفاظت کرتے اور جو لوگ کفریہ مما لک میں تجارت کی غرض سے جاتے ہیں اگر یہ لوگ ان کے ساتھ دوستی، محبت اور نرمی اور ان کی طرف میلان نہ کریں تب بھی حرام کے مرتکب ہیں اگر چہ ان کی حالت ان سے کمتر ہے لہٰذا ان کی سزا بھی ان سے کم ہے کیونکہ اجتماع اور اقامت وغیرہ سے متعلق نصوص کا مصداق یہ بھی بنتا ہے البتہ مسافر چونکہ مقیم کی بنسبت کم نقصان اٹھاتا ہے اس لئے اس کی سزا بھی کم ہے اور ہم نے خود قصیم کے بہت سے مسافروں کا مشاہدہ کیا ہے وہ نمازیں چھوڑ دیتے ہیں شراب پیتے ہیں مشرکین کا طرز وطریق اپناتے ہیں دنیداروں کے عیب نکالتے ہیں حتی کہ ان کی اکثریت پر اسلام کا حکم لگایا ہی نہیں جا سکتا۔بعض اہل مصر اور اہل ترکی ان فاسق لوگوں سے کنارہ کش رہتے ہیں اور ان سے کنارہ کرنا ہی عین مصلحت ہے اور یہ قطع تعلق مندوب نہیں بلکہ واجب ہے کیونکہ وہ پہلے ہی فتنوں اور دشمنوں کے نرغے میں ہیں اس سلسلے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس سے شرک کم سے کم ہو اس پہلو کو ترجیح دینا اور حق کو غالب کر کے باطل کو زیر کرنا اور مخالفت کا مقابلہ کرنا ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس قاعدہ کو بیان کرنے

کے بعد فرماتے ہیں کہ: اسی لئے نبی علیہ السلام کچھ لوگوں سے تعلقات قائم کرتے اور کچھ سے قطع تعلقی کرتے (جہاں ضرر کم اور مصلحت زیادہ ہوتی وہاں تعلقات قائم کر لیتے اور جہاں اس کے برعکس ہوتا وہاں قطع تعلقی کر لیتے)

فضیلۃ الشیخ عبداللطیف رحمہ اللہ نے فرمایا:

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے عزیز بھائیوں محمد بن علی، ابراہیم بن مرشد، ابراہیم بن راشد اور عثمان بن مرشد کی طرف۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد جو کچھ تم نے بتایا وہ معلوم ہو گیا اللہ سے دعا ہے کہ وہ فتنوں کے اس دور میں ہمیں اور آپ کو محفوظ و مامون اور ثابت قدم رکھے میں آپ کو اللہ سے ڈرنے اور کتاب وسنت کا علم حاصل کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ فتنے بہت ہیں اور روایت ہے کہ اللہ شبہات کے وقت تنقیدی نگاہ رکھنے والے کو اور خواہشات کے غلبے کے وقت عقل کامل رکھنے والے کو پسند کرتا ہے نیز ابوداؤد وغیرہ نے فتنوں اور ملاحم سے متعلق انتہائی عمدہ بحث کی ہے ابن رجب نے ''کشف الکربۃ فی فضل الغربۃ'' میں مومنوں کی تسلی ک لئے کافی مواد ذخیرہ کیا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے مدارج السالکین میں عمدہ نصیحتیں کی ہیں روایت ہے کہ: ھرج، قتل وغارت گری کے دور میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے سے افضل ہے اور حدیث غرباء میں فرمایا کہ ان میں عمل کرنے والے کا اجر تمہارے پچاس افراد کے برابر ہے۔ پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ احسن انداز سے حسب طاقت دعوت وتبلیغ ہی بہتر ہے بنسبت عزلت نشینی اور لوگوں سے قطع تعلق کر لینے کے میں چاہتا ہوں کہ میں بھی تم جیسا بن جاؤں لیکن مجھے کچھ رکاوٹوں کا سامنا ہے اور کچھ لوگوں سے سابقہ ہے۔ والسلام علیکم

مزید تحریر فرماتے ہیں کہ: دعا سلام کے بعد مجھے ان حادثات کے متعلق تمہارے خطوط ملے اور ایسا کچھ نہیں ملا جو خوش کر سکے بہر حال طالب دین وحق اور عمل پر دیگر کی بنسبت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے عقل مند دل سے کبھی بھی باطل کی چاپلوسی یا اسے پسند نہیں کرتا اللہ نے ایسے فتنوں وحادثات کو

برداشت کرنے والے قائدین تک مہیا کیئے ہیں جنہیں بڑے مضبوط پہاڑ بھی برداشت نہیں کر پائے اورشرک وفتنہ اپنے سے بڑے کفر وشرک کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ نیز بہت سے لوگوں پر حق خلط ملط ہوگیا ہے انہیں اصل حقیقت سجھائی نہیں دیتی اکثر لوگ اپنی خواہشات کی اتباع کرر ہے ہیں ایسے لوگ بھی جنہیں علم ودین سے خاص نسبت حاصل ہے وہ بھی دلیل کے بغیر ایسا کرتے ہیں اور پھر کوئی بھی خود کو غلطی پر ماننے کے لئے تیار نہیں ہے نہ ہی حقیقت قبول کرر ہا ہے دین کی عمارت منہدم ہوتی جارہی ہے اکثر لوگ بت پرستوں سے دوستی کرنے سے بھی نہیں ڈرتے صحیح بخاری میں ابو وائل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ صفین سے واپس ہوئے ہم لوگ ان سے خیر وخبر لینے گئے فرمانے لگے اس علم کو تہمت دو میں دیکھتا ہوں کہ ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعہ والے دن اگر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ردّ کرنے کی طاقت رکھتا تو ضرور ایسا کر لیتا لیکن اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں حالانکہ اب تک ہم نے اپنی تلواریں بھی اپنی گردنوں سے رکھی نہ تھیں لیکن اس چیز (آپ کی اتباع) نے ہمارے لئے ایسی آسانی مہیا کر دی جس کا پہلے ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور اپنے ایک دشمن کو زیر کرتے تھے کہ دوسرا پیدا ہو جاتا اور ہم نہیں سمجھ پاتے کہ اس کے ساتھ کیا کریں۔ والسلام

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: جو شخص ایسے کفریہ ممالک میں سفر کرتا ہو جہاں وہ توحید ودین کا اظہار نہیں کر سکتا اور وجہ یہ بیان کرتا ہو کہ وہ نہ تو انہیں سلام کرتا ہے نہ ان کے ساتھ بیٹھتا ہے اور وہاں کے لوگ اس کے متعلق تحقیق بھی نہیں کرتے ہیں اور اس کی کوشش یہی ہے کہ مشرک ممالک کے علاوہ کہیں اور چلا جائے تو یہ تمام حیلے باطل اور جاہلانہ ہیں جان لیجئے کہ اس طرح کے سفر کی حرمت امت میں مشہور ومعروف ہے اور بڑے بڑے ائمہ اس کی حرمت کے متعلق فتوے دیتے ہیں اور جن حالات میں اس کی اجازت دی گئی ہے تو وہ اظہار دین کی شرط کے ساتھ مشروط ہے یا پھر اسے ہے جو ہجرت سے قبل ان حالات سے دوچار ہو کیونکہ حرمت کی بنیاد ان کے اکٹھا ہونا اور رہنا ہی ہے انہیں سلام نہ کرنا یا ان کے ساتھ نہ بیٹھنا نہیں جیسا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو مشرکین کے ساتھ اکٹھا ہو یا ان کے ساتھ رہے تو وہ انہی کی طرح ہے اس حدیث میں حرمت کی بنیاد

اکھٹا ہونا یا ساتھ رہنا بیان کی گئی ہے اور اگر اس کے ساتھ سلام دعا بھی ہو یا ان کے ساتھ بیٹھنا بھی یا اور وہ اس کے عقیدے کی تحقیق بھی نہ کرتے ہوں، بھی پھر تو یہ فتنہ اور بھی بڑھ جاتا ہے یہ سب الگ الگ حرام کام ہیں ان کی زیادتی کے سبب گناہ اور حرمت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ نیز فتنہ مقاصد ہجرت میں سے کسی ایک مقصد کو بھی کیونکر راجح کرسکتا ہے جبکہ ہجرت ان تمام حالات کے باوجود منع نہیں بلکہ واجب ہے ہجرت کے مقاصد میں سے چند یہ ہیں کہ اللہ کی عبادت ہو اس کی طرف رجوع ہو اس کی راہ میں جہاد ہو اس کے دشمنوں کی سرکوبی ہو اللہ کے رسول کی اطاعت ہو ان کی مدد و ہمت افزائی ہو جماعت المسلمین سے مل جائے اس لئے ہجرت ایمان کے ساتھ ملی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن میں بارہا اس کا تذکرہ ہے اور ہجرت کے بغیر یہ سب ناممکن ہے لہٰذا اگر کوئی عذر پیش کرے اور ان میں سچا بھی ہو جبکہ اکثر جھوٹے بھی ہوتے ہیں تو پھر بھی اعمال ظاہرہ کا تعلق دل میں موجود ایمان واخلاص سے ہی ہوتا ہے یا پھر وحی سے اور یہ اس کی اجازت نہیں دیتے اور فتنوں کا سیلاب بڑی تیزی سے اپنے مقام کی طرف بڑھ رہا ہے اسی لئے یہ اکثر لوگوں پر غالب آجاتے ہیں اور لوگ ان سے نفرت نہیں کرتے بلکہ ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور ان کی مدد و حمایت کرتے ہیں اور بعض لوگ تو یہ کہہ کر ان سے میل جول رکھتے ہیں کہ دین صرف دل کی حد تک ہوتا ہے عمل میں نہیں اور اگر وہ اپنی اس بات کو سچ کر دکھائیں کہ دین کو اپنے دل میں جگہ دے لیں تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ضرور کریں اللہ ہم سب کو ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ و مامون رکھے اور جناب صاحب توحید کی مکمل ظاہری و باطنی حمایت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جو کہ اسلام کا بنیادی مقصد ہے اور ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے کتاب التوحید میں اس قاعدے کی خوب وضاحت کی ہے جس سے ان کی غیرت دینی کا اندازہ ہوتا ہے اور لوگوں پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

سلام دعا کے بعد ساری تعریف اللہ کے لئے خاص ہے اور تم نے لوگوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا کہ وہ مشرکین کے لئے نرم رویہ رکھتے ہیں اور دین حق سے اعراض کرنے لگے ہیں تو یہ حقیقت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے اور میں اس سلسلے میں تمہیں جواب دے چکا ہوں کہ یہ ظہور شرک و کفر کے وسائل ہیں

اور توحید کے نسیاً منسیاً ہوجانے کے ذرائع ہیں اور زیادہ اہم بات یہ ہے بعض اہل علم بھی معاملات کو بے اصل عبارات کے ذریعے متشابہ بنارہے ہیں جبکہ یہ لوگ معصوم عن الخطاء نہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ: میں اپنی امت کے گمراہ کردینے والے پیشواؤں سے ڈرتا ہوں۔ ہر وہ شخص اس حدیث کا مصداق ہے جس کا کوئی پیشوا ہو اور وہ عالم بھی ہو ایسے ہی امراء و حکام بھی اور اس سلسلے میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار مشہور رو معروف ہیں کہ "دین کو بادشاہوں و درویشوں نے ہی خراب کیا ہے" انہی لوگوں کے متعلق قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم مجھ ان پر دکھ نہیں لیکن جن لوگوں کو انہوں نے گمراہ کر کے ہلاکت میں ڈال دیا ان پر دکھ ہے اور جیسا کہ تم نے لکھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ والد محترم نے کفریہ ممالک میں سفر کرنے والوں کے متعلق لکھا ہے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ قطع تعلق کیا جاسکتا ہے وہ بھی مار پیٹ یا سختی کیئے بغیر تو یہ لوگ ان کے ان قول کو نہیں سمجھ سکے اول تو یہ قول ان کا ہے بھی یا نہیں یہ ثابت نہیں ہوتا اور اگر ثابت بھی ہو جائے تو اس سے خاص صورت مراد ہوگی کہ یہ اس شخص کے متعلق ہوگا جس کے حکام سے تعلقات ہوں اور قطع تعلقی کے علاوہ اسے کوئی سزا دینے سے حکام کے خلاف فیصلہ کرنا لازم آئے گا اور اس میں فساد زیادہ ہے......وغیرہ وغیرہ اور بلاشبہ کبیرہ گناہ ہے قرآن میں اس کے لئے شدید وعید ہے البتہ جو اپنے دین کے اظہار پر قادر ہو تو وہ اس آیت کے عموم سے مستثنیٰ ہے اس کے علاوہ جو مشرکین کے درمیان رہے تو آیت اسے شامل ہے اور وہ گناہ کبیرہ جن کی حد متعین نہ ہو تو مصلحت کے مطابق اس کی سزا دی جاسکتی ہے جیسے مارنا یا تعلقات قطع کر دینا وغیرہ اور کبھی کبھی قتل کی سزا بھی دی جاسکتی ہے جیسا کہ فرمایا کہ: "اگر وہ چوتھی دفعہ بھی شراب پیئے تو اسے قتل کردو" تین مرتبہ اس پر حد خمر نافذ کی جاچکی ہے پھر بھی باز نہ آئے تو قتل کردو ایسے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کے متعلق قتل کا فتویٰ دیا ہے جو رمضان میں شراب پیئے جبکہ اس کا شر سوائے اس طریقے کے دور نہ ہوسکتا ہو ایسے ہی جو تاتاریوں کے لشکروں سے جا ملے اس کے قتل اور مال کے جائز ہونے کا بھی فتویٰ دیا ہے اور تم جانتے ہو کہ اس وقت سب سے بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو کسی بھی طرح روکا جائے کیونکہ مشرکین کے ساتھ میل جول اور رہنے میں دین سالم نہیں رہ سکتا کیونکہ اس طرح وہ دین کے اصول اور

اللہ کے احکام وغیرہ نہیں جان سکتا نہ ہی ان کا اظہار کرسکتا ہے اور دشمن حالت جنگ میں ہے مسلمانوں کے شہروں کی طرف بڑھ رہا ہے جبکہ اس کے خلاف جہاد کرنا ہر ایک پر فرض عین ہے نہ کہ فرض کفایہ جیسا کہ اس حال میں یہی حکم ہے۔ نیز یہ مما لک شبہ میں ڈالنے والوں اور اللہ کے دین سے روکنے والوں سے بھرے پڑے ہیں اور انہیں لوگ عالم اور موحدین کو غالی کہتے ہیں جیسا کہ انہیں ان کے بھائی خارجی کہتے ہیں اور ہجرت کے دو مقصد ہوتے ہیں: فتنہ اور شرک کے خوف سے بھاگتا رہے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنا اور شروع اسلام میں مسلمانوں کی کمزوری اور دشمن کے خوف قوت اور فتنہ کے ڈر کی وجہ سے ہجرت مشروط نہ تھی لیکن ہر جگہ ایک جیسے حالات نہیں ہوتے نیز ہجرت نہ کرنے کی بناء پر ارتداد کا بھی خوف رہتا ہے لہٰذا اس سے قبل کہ پچھتایا جائے اور یہ کہا جائے کہ کاش رسول کی سنت اختیار کر لیتا اپنے آپ کو بچا لو۔ ممکن ہے اس کے بعد تفصیل سے خط لکھوں جس میں والد صاحب پر جھوٹ بولنے والوں کا پول کھولا جا سکے اور اہل علم کے درمیان اس سلسلے میں اتفاق ہے کہ وہ مسافر مقیم کا حکم رکھتا ہے جو اپنے دین کے اظہار پر قادر نہ ہو تو اسے اس سفر سے روک دیا جاتا ہے حدیث میں ہے کہ لوگ ہدایت کے نہ ہونے سے گمراہ نہیں ہوئے مگر اس لئے کہ انہیں جھگڑا دے دیا گیا اور عمل سے روک دیا گیا اور لوگ مشائخ وغیر ہم کو برا کہہ رہے ہیں تو تم جانتے ہو کہ اہل بدعت کی نشانی یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو برا کہتے ہیں اور جب ان سے ان کے دعاوی کے دلائل مانگے جاتے ہیں تو وہ بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ اللہ ہمارے اور ان کے حساب کا ذمہ دار ہے اس کے پاس سارے بھید کھل جائیں گے اپنے ان بھائیوں کو ہمارا سلام کہنا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دوست نہ بنایا اللہ ہماری اور تمہاری مدد فرمائے۔

نیز انہی کی طرف مزید تحریر فرماتے ہیں: بعد از سلام دعا، الحمدللہ میں بارہا تمہیں نصیحت کر چکا ہوں لیکن اکثر لوگ اپنے پہلے موقف پر ہی قائم ہیں درحقیقت نصیحت کا فائدہ اس وقت ہوتا ہے جب بندہ خیر وہدایت کا طالب ہو ہر طرح کے تعصب اور عناد سے بالاتر ہو کر اور دعاؤں کا اہتمام کرتا ہو جیسا کہ دعائے استفتاح ''اللھمّ رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل...... ''خصوصاً قبولیت کی گھڑیوں

میں ان اوقات میں دعاء ردّ نہیں ہوتی اور توفیق دینے والا اللہ ہی ہے فرمایا:

وَ لَوۡ عَلِمَ اللّٰہُ فِیۡہِمۡ خَیۡرًا لَّاَسۡمَعَہُمۡ.(الانفال:23)

اور اگر اللہ ان میں خیر جانتا تو انہیں سنا دیتا۔

اور جب شبہات بہت ہو جائیں تو پھر ہوشیار ہو جانا واجب ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ہم شر میں تھے اللہ اس شر کو لے گیا اور آپ کے ہاتھوں خیر لے آیا کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے فرمایا: ہاں۔ کہنے لگے کیا ہے۔ فرمایا: فتنے جو اندھیری رات کی طرح یکے بعد دیگرے آئیں گے تمہیں شبہات میں ڈال دیں گے جس طرح بہت سے گایوں کے چہرے پتہ نہیں چلتا کہ کون سا سر کس کا ہے۔(مسند احمد)

اس دور میں یہ فتنہ واقع ہے لہٰذا اس سے بچنے کا پورا اہتمام کرنا چاہیئے اور یہ اللہ کی پکڑ کر اور اس کی کتاب کا واجبی علم حاصل کر کے ایمان کی تفصیلات وحدود جان کر ایسے ہی منہیات اور کفر ونفاق کی اقسام وحدود جان کر ہی ممکن ہے جیسا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے اور میں شر کے متعلق پوچھتا کیونکہ میں جانتا تھا کہ خیر مجھ سے سبقت نہیں لے جائے کا میں نے کہا یا رسول اللہ کیا اس خیر کے بعد شر ہے فرمایا: حذیفہ کتاب اللہ کا علم حاصل کرو اور اس پر چلو تین مرتبہ فرمایا کہتے ہیں میں نے کہا کیا اس خیر کے بعد شر ہے۔ فرمایا: فتنہ اور شر ہے میں نے کہا کیا اس شر کے بعد خیر ہے فرمایا: مکر وفساد سے مصالحت اور خس وخاشاک پر مجتمع ہو جانا۔ میں نے کہا مکر وفساد سے مصالحت کیا ہے۔ فرمایا: قوم کے دل پہلی حالت پر نہ پلٹیں۔ کہتے ہیں میں نے کہا کیا اس خیر کے بعد شر ہے۔ فرمایا: حذیفہ کتاب اللہ کا علم حاصل کرو اور اس پر چلو تین مرتبہ فرمایا۔ کہتے ہیں میں نے کہا کیا اس خیر کے بعد شر ہے۔ فرمایا: اندھا بہرہ فتنہ اس پر دعوت دینے والے جہنم کے دروازوں پر بیٹھے ہوں گے اور یہ کہ تو مر جائے درآنحالیکہ حذیفہ تو جڑ چبانے والا ہو تیرے لئے بہتر ہے کہ تو ان کی ماننے والا ہو۔ اس حدیث پر خوب غور کریں کہ فتنے ایسے ہوں گے جن میں مبتلا افراد کے لئے نصیحت کارگر نہ رہے گی بار بار کتاب اللہ کے علم اور اس کی اتباع کی نصیحت کی کیونکہ اسی میں ہر فتنے سے بچنے کا راستہ ہے لیکن یہ

حقیقت وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کے پاس کتاب اللہ کے الفاظ ومعانی کا علم ہواوران کا عمل اس کے مطابق ہوان لوگوں کے پاس ایسا نور ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتے پھرتے ہیں لیکن کتنے ہی قراء علماء اور طلباء اس نور سے محروم ہوتے ہیں۔لہٰذا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی اس وصیت کو لازم پکڑلو قرآن کے الفاظ ومعانی پر تدبر کرو اسی طرح بندہ معلوم کرسکتا ہے کہ اس پر کیا واجب ہے اور کیا اہم ہے اسی سے اللہ اور اس کی صفات وافعال وقدرت وکمال ورحمت کی معرفت حاصل ہوگی اور اس معرفت کے ذریعے ہی بندہ اس کے مقام کو جان کر اس سے محبت کرتا ہے اس کے لئے اپنے آپ کو فرمانبردار کرلیتا ہے اور اس کا مقصد صرف اسی کی رضا بن جاتا ہے تمام عبادات مثلاً مدد مانگنا ،امید لگانا، ڈرنا، بھروسہ کرنا صرف اسی کی خاطر کرنے لگتا ہے رب کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد علیہ السلام کے نبی ہونے پر راضی ہوجاتا ہے ایمان کا ذائقہ چکھ لیتا ہے جس کے ذریعے سے وہ کمال درجے میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے لگتا ہے اور اس کے وسائل اور مقاصد عظیمہ سے بہرہ ور ہوکر ان کا بہت زیادہ اہتمام کرتا ہے اور اس کے اصل بنیاد کے خلاف ہر طرح کے کفر وشرک سے اور ان کے اسباب وذرائع سے مکمل آگاہی حاصل کرلیتا ہے اور ان سے دور رہ کر توحید اور اسباب توحید کا اہتمام کرتا ہے۔فرمایا:

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ. (الفاتحة:5)

ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

چنانچہ جو اس اصل بنیاد سے واقف ہوجائے وہ اس زمانے میں موجود فتنوں کے نقصان سے بھی آگاہ ہوجاتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ ان کا مقصد شرک وکفر کا غلبہ اور اسلام کی نیست نابودی ہے اور یہ کہ ان فتنوں کا مرتبہ کفر وفسق اور شرک سے بھی کہیں زیادہ ہے اس اصل توحید وتعلیم سے واقف شخص ہی جان جاتا ہے کہ ان فتنوں کو معمولی سمجھنا اور ان پر خاموش رہنا شر کا بہت بڑا ذریعہ ہے جس سے توحید مٹنا شروع ہوجاتا ہے اور اگر اس فتنے کو معمولی سمجھنے کے ساتھ ساتھ ان فتنوں کے مقام پر رہنے والوں کو عزت وتکریم بھی دی جائے اور ان کے رسم ورواج میں شریک ہوا جائے ان کی توقیر کی جائے ان کی

دعوتیں کی جائیں اس وقت اس کے اسلام پر سوائے رونے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی وہ کرے گا کہ: ﴿ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيْدٌ. (قٓ:37) ﴾ ''جو دل رکھتا ہو یا سنتا ہو اور موجود ہو''۔ حدیث میں ہے کہ جس نے کسی بدعتی کی توقیر کی اس نے اسلام کی عمارت گرانے میں اس کی مدد کی۔ تو جو اس سے بڑھ کر کرے اس کے بارے میں کیا کہا جائے۔ اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی لگا تا ہے انہیں اچھا سمجھتا ہے ان سے دوستی کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اہل اسلام پر عیب لگا تا ہے اور کبھی کبھار ان کے خلاف جنگ کرنے کی باتیں بھی کرتا ہے جب یہ کسی اسلامی ملک میں آتا ہے تو اس ملک کے منافقین اور جہلاء اس سے اس طرح ملتے ہیں جس طرح صرف خاص موحد سے ہی ملنا چاہیے لہٰذا شرک و بدعات کے اسباب و محرکات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور جس کا دل زندہ ہو اور راغب ہو اور رب کے لئے غیرت و حمیت اور تعظیم و اکرام رکھتا ہو وہ ان سے بھی معمولی حرکات کو سخت ناپسند کرتا ہے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا کہ اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹتی جائیں گی جب اسلام میں ایسے لوگ بڑھیں گے جو سے جاہل ہوں۔

اور قرآن کریم میں کفار و منافقین سے دوستی کرنے سے منع کرنا اور ایسا کرنے والے کو شدید وعید کا حق دار قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اصل بنیاد اللہ کے دشمنوں سے مقاطعہ اور ان کے خلاف جہاد و براءت اور انہیں ناراض کر کے اللہ کا قرب حاصل کئے بغیر قائم نہیں رہ سکتی اللہ نے یہ بتا دیا ہے کہ کفار باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ فرمایا:

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ. (الانفال:73)

اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد ہو گا۔

فتنہ سے مراد شرک اور فساد سے مراد اسلام کے عقیدہ توحید کا خراب ہو جانا اور قرآنی احکام و نظام کا غیر مستحکم کر دیا جانا ہے۔ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ،فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ.

(المائدہ:51-52)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہوگا اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا پس آپ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں مرض ہے دیکھیں گے کہ ان کے متعلق بڑی تیزی دکھاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمیں مصیبت نہ پہنچ جائے۔

سلف رحمہم اللہ فرماتے تھے کہ تم ڈرو کہ لاشعوری طور پر یہودی یا عیسائی نہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ،وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ.

(المائدہ:57-58)

اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنالیا ہے یعنی وہ لوگ جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کفار، اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم مومن ہو اور جب تو انہیں نماز کے لئے بلاتا ہے تو وہ اسے مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں یہ اس لئے کہ یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ، كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ،تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ، وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ. (المائدہ:78-81)

بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسیٰ (علیہما السلام) کی زبانی لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کرتے تھے وہ برائی سے روکتے نہ تھے خود اسے کرتے تھے ان کا یہ عمل انتہائی برا ہے آپ ان کی اکثریت کو دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستیاں لگاتے ہیں البتہ انہوں نے اپنی ذاتوں کے لیے جو آگے بھیجا ہے کہ اللہ ان پر ناراض ہو گیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر وہ اللہ اور نبی اور اس کی طرف نازل کردہ (وحی) پر ایمان رکھتے تو انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر فاسق ہیں۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً. (آل عمران:28)

مومن کافر کو مومنوں کے سوا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے ہاں کچھ نہیں الّا یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے ایسا کرنے والے کو کافر کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ. (المجادلة:22)

آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی لگائے اگرچہ وہ ان کے آباء یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے رشتہ داریوں نہ ہوں ایسے لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔

ان آیات اور ان سے متعلق اہل علم کی تفاسیر پر غور کر کے عصر حاضر کے لوگوں کا مشاہدہ کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ آیات ان لوگوں کے متعلق ہیں جو ان کے خلاف جہاد نہ کریں اور ان کے عیوب سے خاموش رہیں اور ان سے مصالحت کریں تو جو ان کی مدد کرے اور انہیں اسلامی ممالک میں لے آئے ان کی تعریف کرے اور مسلمانوں کے مدمقابل انہیں انصاف کرنے والے قرار دے ان کے علاقوں

اور مما لک کو پسند کرے ان سے تعلقات جوڑے ان کا غلبہ چاہے یہ تو صریح ارتداد ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.

(المائدہ:5)

اور جو ایمان کے ساتھ کفر کرے اس کے عمل برباد ہوئے اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

تم اپنے اسلاف کے کردار وعمل سے خوب آگاہ ہو اور ہمارے شیخ کی توحید وایمان واخلاص اور کفار سے براءت اور ان کے خلاف جہاد کی دعوت کے ذریعے اور اس دعوت کی برکات وثمرات کے طور پر اسلام کو غلبہ وعروج عطاء فرما کر اللہ نے تم پر عظیم احسان کیا ہے کہ اس طرح کا غلبہ دین کئی صدیوں تک تمہارے علاقوں اور شہروں میں دیکھا نہیں گیا تھا۔ لہٰذا اس نعمت کا شکر واجب ہے اور اس کے مطابق عمل میں نجات ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ کفار سے دوستی نہ لگائی جائے نہ ان کی طرف مائل ہوا جائے نہ ان کی موافقت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ. (ابراھیم:28)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں داخل کر دیا۔

لہٰذا اللہ کے بندو اللہ کے سامنے جوابدہی سے ڈر جاؤ اور جھگڑا اور اختلاف چھوڑ کر کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لو اور آج کل کے اکثر لوگوں کی طرح شرک وکفر اور جھگڑا واختلاف اختیار کر کے اللہ سے اعلان جنگ نہ کرو فتنے کی آگ کو ہوا مت دو مسلمانوں پر طعن نہ کرو یہ اللہ کے دین سے روکنا ہے حدیث میں ہے: ''یہ قبیلہ مضر زمین پر بسنے والے ہر ایک بندے کو فتنہ میں ڈال کر اسے ہلاک کر دے گا حتیٰ کہ اللہ اپنے لشکروں کے ذریعے اس کا خاتمہ کرے گا حتیٰ کہ وہ لشکر زمین کا ایک گوشہ بھی نہ چھوڑے گا''۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو ہر اس کام کو عبادت قرار دیتے ہیں جسے عرف وعادت میں اچھا سمجھ

لیا جائے اور اللہ کی خاطر بائیکاٹ یا جہاد یا ہجرت یا اس کے دشمنوں کو ذلیل نہیں کرتے تو ان کا دین سے کچھ تعلق نہیں بلکہ بسا اوقات تو یہ ان امور سے روکتے ہیں اور ایسا کرنے والے پر عیب لگاتے ہیں ایسے بہت سے عباد وزہاد اور علماء ہیں اور شیطان ایسے لوگوں کو بڑا پسند کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ سے دین سمجھ کر کرتے ہیں پھر اس سے توبہ واستغفار کا تصور ہی نہیں رہتا اسی لئے نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو اس طرح کے عباد زہاد اور پیشواؤں سے ڈرایا ہے جبکہ مومن جب حقائق ایمان سے آگاہ ہو جائے تو پھر رب کی نوازشیں حاصل کر کے سعادت مند بنتا ہی چلا جاتا ہے۔

عثمان بھائی آپ اس نصیحت کو پڑھ کر سنائیں اور اس کے معانی مطالب کی خوب وضاحت کریں نبی علیہ السلام نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اللہ کی قسم اگر اللہ تیرے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے تو تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔شیطان صراط مستقیم سے گمراہ کرنے پر تلا رہتا ہے اور اگر کوئی شبہ ہو تو خاموش نہ رہا جائے اس سے شک مزید پختہ ہوجاتا ہے بلکہ حقیقت سے آگاہی طلب کی جائے اگر میرے کلام میں اہل علم وعمل کی مخالفت نظر آئے تو مجھے ضرور آگاہ کردو اور اگر تم میں سے کسی جانب سے ہماری طرف کوئی نصیحت یا کسی غلطی پر تنبیہ آئے گی تو ہم اللہ کو گواہ بنا کر اسے قبول کرلیں گے خواہ کسی کی بھی طرف سے ہو۔والسلام

عبداللطف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے عزیز بیٹے ابراہیم بن عبدالمالک کی جانب۔اللہ آپ کو سلامتی سے رکھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امابعد۔اللہ کے لئے تمام تعریفات خاص ہیں وہ خط جس میں آپ نے کفریہ ممالک میں سفر کرنے سے متعلق فتوے کے بارے میں پوچھا ہے وہ ہمیں مل گیا ہے وہ فتویٰ ہی کافی ہے اس میں ہم نے ان ممالک میں سفر کرنے والے کی شدید مذمت کی ہے جہاں حربی دشمن کافر کا حملہ اس لئے ہوتا ہے کہ اسلامی بنیادوں کو ڈھایا جاسکے اور اسلامی شعائر کو ختم کر کے کفر والحاد اور شرکیہ عقائد کو رواج دیا جائے اور اسلامی انوار کو مٹایا جائے اور اس کے ارکان کو منہدم کردیا جائے اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ بڑا سخت فتنہ ہے اور انہی کی سرپرستی میں رفض وارتداد پھیل رہا ہے اور ان کے پیروکار منافقین ومنحرفین بڑھتے جارہے ہیں۔تو اس طرح کے شہر یا ممالک عام رخصتوں سے مستثنیٰ

ہیں کیونکہ وہاں کماحقہ اظہار دین ناممکن ہے جیسا کہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے وہاں رہنے والے کسی ضرورت کے بغیر ہی صرف ان سے میلان ودوستی اور حمایت کا اظہار کرنے کی خاطر ان کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اس طرز عمل سے انکار نہیں کیا جا سکتا جاہل اور متکبر اور بے حمیت و بے توقیر قسم کے لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ صرف ظاہری عبارتوں کو لے لیتے ہیں ان کی حقیقت کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے نہ ان کے متعلق اہل علم وعمل کے اقوال پڑھتے ہیں اور اس طرح منہج حق وسدید سے دور تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور اکثر لوگ اس طرح کے جاہل مفتیوں کی اتباع کرتے ہیں جو کفار ممالک میں رہنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور لوگوں کو ان کے دین سے فتنے اور شکوک وشبہات میں ڈال دیتے ہیں خود تو گمراہ ہوتے ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں سلف صالحین فرماتے ہیں کہ یہ علم دین ہے تم دیکھو کس سے یہ دین لے رہے ہو جو لوگ ان دینی مباحث میں مکمل فہم وفراست کے بغیر پڑ جاتے ہیں تو انہیں خیر سے زیادہ شر کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے پیدا ہونے والا فساد مصلحت سے زیادہ ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ نیم ملاں قسم کے لوگ دین کو بگاڑ دیتے ہیں جس طرح کہا جاتا ہے کہ نیم حکیم خطرہ جان نیم ملا خطرہ ایمان لہٰذا قرآن وحدیث سے احکام کا استنباط کرنے میں خوب محنت کرو اور جو کچھ عام طور پر مشہور ومعروف ہو اس کی طرف متوجہ نہ ہو کیونکہ جو اصل سرچشمہ سے حاصل کرے وہ استقرار پاتا ہے اور جو لہروں پر سوار ہوتا ہے وہ مضطرب رہتا ہے۔

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سیرت سے ماخوذ چند مقامات پر فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کا اسلام اس وقت تک برقرار نہیں رہ سکتا جب تک وہ مشرکین سے دشمنی نہ کرے اور ان سے بغض وعداوت کی صراحت نہ کرے اگرچہ فی الواقع وہ موحد ہو اور مشرک نہ ہو۔لیکن ان مسافروں کے لئے ایسی تصریح وصراحت کہاں ممکن ہوتی ہے۔اس سلسلے میں شیخ نے کتاب وسنت سے بہت سے دلائل دیئے ہیں جو کہ بعض متاخرین کے مذہب کے مطابق ہیں۔ جو اپنے دین کے اظہار پر کماحقہ قادر ہو اس کے لئے سفر کرنا جائز ہے لیکن اظہار دین ہی اصل بنیاد ہے اور نبی علیہ السلام اور قریش کے درمیان شدید عداوت کی وجہ ہی یہ بنی کہ آپ نے ان کے دین اور ان کے معبودوں کا انکار کر دیا ان پر عیب لگائے انہیں بے وقوف

قرار دیا لہٰذا آج کل کون سا ایسا مسافر ہے جو اس سے بھی کم کر لے یا اس کے متعلق اس طرح مشہور ومعروف ہو جبکہ آج کل کے مسافروں سے تو عام طور پر یہی معروف ہے کہ وہ ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور تقیہ (دل میں کچھ اور چھپا کر زبان سے کچھ اور کا اظہار کرنا) سے کام لیتے ہیں اس کے بہت سے شواہد موجود ہیں نیز جو لوگ مسلمان ممالک پر حملہ آور ہوں ان سے قتال کرنا فرض عین ہو جاتا ہے نہ کہ فرض کفایہ لہٰذا اسے کسی بھی دنیاوی مفاد کی خاطر ترک نہیں کیا جا سکتا اسلامی قواعد واحکام اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ دنیا کی خاطر کسی فرض عین کو ترک کر دیا جائے تو جو ان قواعد کا خیال رکھے گا وہ ہمارے بیان کردہ مسئلے اور اس قول کے اظہار دین کی شرط پر سفر کرنا جائز ہے کے درمیان فرق کر سکے گا اور اگر ہم اسے تسلیم بھی کر لیں کہ آخر وہ کس طرح سفر کر سکتا ہے جبکہ اسے حکم مکمل اظہار براءت کا ہے۔اور پھر ہمارے اسلاف کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اپنے دین کے احکام وعقائد اور ان کے دلائل سے ناواقف ہو اس کے لئے سفر کرنا بالکل جائز نہیں اس کی اجازت صرف اسے ہے جو کتاب وسنت کے دلائل سے پوری طرح واقف ہو ایسا شخص ہی اظہار دین کر سکتا ہے کیونکہ جو دین کے احکام وعقائد سے واقف ہی نہ ہو وہ دین کا اظہار کس طرح کر سکتا ہے ایسے شخص کو تو علماء کی ایک جماعت ان مقامات پر جانے سے بھی منع کرتی ہے جہاں بدعتیوں مثلاً رافضہ، معتزلہ، خوارج وغیرہ کا غلبہ ہو الاّ یہ کہ وہ دین کے احکام وعقائد کو جانتا ہو اور اختلاف کے وقت ان سے با دلائل مقابلہ کر سکتا ہو جبکہ آج کل علماء کا قحط ہے جاہلیت اور خواہشات کا غلبہ ہے حقیقی اسلام کو جاننے والے بہت کم ہیں جو جانتے ہوں کہ اللہ نے مشرکین سے تعلقات قائم کرنے سے منع کیا ہے اور اس کی تفاصیل سے واقف ہوں کہ کن امور کی بناء پر کفر کا حکم لگ جاتا ہے اور کن پر نہیں لگتا اور کب اسے فاسق یا مرتد کہا جا سکتا ہے نیز ایسے دل بھی کہاں پائے جاتے ہیں جو اللہ اور اس کے دین کے لئے غیرت وحمیت سے معمور ہوں جو ان کفار سے مقابلہ اور جنگ کریں اللہ اور اس کے دین کی مدد کرتے ہوں اور جو اس راہ سے روکے اس سے بائیکاٹ کرتے ہوں اس کی حمایت نہ کرتے ہوں اگر چہ وہ قریبی ہوں لہٰذا حکم صرف اللہ علی الکبیر کا ہی ہے۔اور کہاں ہیں ایسے لوگ جو برملا کہتے ہوں کہ یہ کفر اور گمراہی ہے اور وہ رب کی جانب

سے نور اور دینی بصیرت پر ہو ان شکوک وشبہات میں گھرے ہوئے لوگوں سے پوچھئے کہ کیا اس سے جہالت کا گناہ یا اس سے علم وعمل کے اعتبار سے اعراض کرنا معاف کر دیا جائے گا اور کیا صرف اسلام کا نام لینا ہی کافی ہے اس قوم کی طرف منسوب ہونا جو خود کو اسلام کی طرف منسوب کرتی ہو اگر چہ وہ کافر ومرتد ہوں اسلام کے احکام کا مذاق اڑاتے ہوں؟ اگر وہ کہیں کہ صرف انتساب سے ہی بری الذمہ ہو جائے گا تو اپنی اس بات کا وہ اعادہ کرتے رہتے ہیں جس کی کوئی دلیل نہیں جبکہ حقیقی نگاہ رکھنے والا جان لے گا کہ یہ قوم صرف اپنی خواہشات کی اتباع کرتی ہے۔ اللہ سب کو اپنی عافیت میں رکھے جو اللہ کے احکام کی نافرمانی کرے اس کی نواہی کا ارتکاب کرے اس کے حقوق کو ضائع کرے اس کے ذکر سے غافل رہے اور اس کی رضامندی کی بنسبت اپنی خواہش کو ترجیح دیتا ہو رب کی اطاعت سے زیادہ مخلوق کی اطاعت کو اہم سمجھتا ہو اللہ کی اس کے دل میں علم وعمل اور قول میں کوئی مقام نہ ہو جبکہ اس کے سوا کو اس پر مقدم رکھتا ہو اس نے اللہ کی قدر نہیں کی اس کی عظمت نہیں جانی اور اس کی قدر کرے گا بھی کیسے جبکہ اس کے دشمنوں اس کے رسولوں کے مکذبین کو دوست رکھتا ہو ان سے مفاہمت کرتا ہو ان کے خلاف جہاد اور ان سے براءت سے اعراض کرتا ہو اور خوشگوار چہرہ لے کر، شیریں زبان کے ساتھ اور شرح صدر سے ان سے ملاقات کرتا ہو جو اس پر حالانکہ واجب ہے اللہ کی تعظیم واطاعت اور اللہ کے لئے غیرت وجراءت اس کا خیال نہ کرتا ہو اس کے حق کو اور اس کے حکم کو اہمیت نہ دیتا ہو۔ نیز شرکیہ ممالک میں سفر جائز ہونے کے لئے فتنہ سے محفوظ رہنے کی بھی شرط ہے اگر اپنے دین سے متعلق ان کے تسلط یا غلبے یا ان کے باطل شبہات واقوال کی بناء پر فتنے کا خوف ہو تو اس کے لئے ان کی طرف جانا اور اپنے دین کو خطرے میں ڈالنا جائز ہی نہیں ہے جبکہ تم جانتے ہو جو لوگ ان کی طرف گئے وہ فتنے میں پڑ گئے حتی کہ وہ انہیں برا کہنے لگے جو انہیں اس سے روکتے اور مشرکین سے الگ رہنے کا کہتے ہیں اور وہ ان کی مجالس کا فخریہ انداز میں تذکرہ کرتے ہیں: ﴿ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا. (الفرقان: 31) ﴾ ''اور آپ کا رب ہدایت اور مدد کے اعتبار سے کافی ہے'' اور ایسا بھی ہوا کہ تمہاری طرف سے جو ان کے پاس گیا واپسی میں ان کے خطوط وپیغامات لاکر مسلمانوں کو دعوت دینے

لگا کہ ان کی اطاعت وموافقت کرلوان سے صلح کرلواور جولوگ ان سے خط وکتابت جاری رکھیں گے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم سمجھی جائے گی۔تم جانتے ہو کہ تمہارے ہاں کون لوگ ہیں جو ان کی تعریفیں کرتے رہتے ہیں اور انہیں انصاف پسند اور رعایت کرنے والے قرار دیتے ہیں اس سے بھی بڑی باتیں کرتے ہیں جن میں اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت ہوتی ہے ایسا شخص مومنوں کی راہ سے وہ ہٹ جاتا ہے جو ان کی طرف سفر کو جائز قرار دیتا ہے اور جو حرام قرار دے اس سے اختلاف کرتا ہے وہ سب سے بڑا جاہل اور گمراہ ہے نیز سد ذرائع اور قطع الوسائل کا قاعدہ دین کا بنیادی قاعدہ ہے اس کے ذریعے علماء نے حلت وحرمت کے بے شمار مسائل کا فیصلہ کیا ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے کتاب التوحید میں اس قاعدے کا عنوان قائم کیا ہے کہ صاحب توحید مصطفیٰ علیہ السلام کی حمایت اور آپ کا ہر شرک کے راستے سے روک دینے کا بیان۔اور پھر اس کے کتاب وسنت سے دلائل ذکر کئے ہیں۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رسالہ مدنیہ میں بھی ہے کہ اس قاعدے کا اعتبار کرنا امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی اسی سے قریب تر ہے لہٰذا اگر ہم صرف اس قاعدے کی رو سے اس طرح کے سفر کو حرام کردیں تو کافی ہے لیکن ہم نے اصل الاصول کو لیا ہے۔ہم مذکورہ ممالک میں دخول کو اسی لئے تسلیم نہیں کرسکتے کہ ان میں داخل ہونا درحقیقت اسلام اور اہل اسلام پر حملہ کرنے والے اور ان کے بعض علاقوں پر قبضہ کرنے والے کفار کی طرف سفر ہوگا جو کہ حربی دشمن ہے جس کی کوشش ہے کہ دین توحید کو ملیا میٹ کرکے شرک وکفر اور اپنی فوجوں کو عزت دے لہٰذا ان کی طرف سفر کرنے والے ان کی عسکری جماعتوں کی طرف سفر کرنے والا شمار ہوگا۔جیسا کہ تاتار کی طرف سفر کرنا یا جنگ خندق اور احد کے روز قریش کے لشکر کی طرف سفر کرنا تھا تو کیا اسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟ جبکہ ان کی طرف سفر کرنا اس کے لئے جائز ہے جو اپنے دین کے کماحقہ اظہار پر قدرت رکھتا ہو جبکہ کا ان تو مقصد ہی دین کو مٹانا ہے اور جو جائز قرار دے کیا وہ اس کی کوئی دلیل بھی پیش کرسکتا ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ’’میری امت کے کچھ لوگ ایک جگہ اتریں گے جسے وہ بصرہ کہتے ہوں گے اور نہر دجلہ کے قریب ہوگی اس پر ایک پل ہوگا جس پر بہت سے لوگ گزرتے ہوں

گے ۔اور وہ مختلف شہروں کے مہاجرین ایک روایت کے مطابق مسلمین ہوں گے پھر آخر دور میں چوڑے چہروں اور چھوٹی آنکھوں والے بنوقنطوراء آجائیں گے وہ نہر کے کنارے اتریں گے اور اس کے رہنے والے تین گروہوں میں منقسم ہو جائیں گے جو اپنی جان بچا کر کفر کریں گے اور جو اپنی اولاد کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے چھپالیں گے اور جو ان سے قتال کریں گے یہی لوگ شہداء ہیں ۔اس حدیث کی سند میں اگر چہ ابن جمہان ہے لیکن ابوداؤد نے اسے ثقہ قرار دیا ہے تو نبی علیہ السلام نے انہیں تین قسموں میں تقسیم کیا اور بتایا کہ جو اپنی جان بچانے کے لئے صلح کرے گا اور جہاد چھوڑ دے گا وہ کافر ہے اور جو اپنی دنیا کو بچانے کی خاطر ان سے بھاگ جائے گا اور ان کے خلاف جہاد سے اعراض کرے گا وہ بھی ہلاک ہوا اور نجات صرف وہی پائے گا جو ان کے خلاف جہاد کرے گا اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرے گا انہیں اصل شہید قرار دیا جبکہ دوسروں کو شہید نہیں کہا اس سے اس قسم کی فضیلت اجاگر ہوتی ہے بعض علماء نے اس حدیث سے ساتویں صدی کے تاتاری مراد لئے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ اس سے کوئی اور مراد نہ ہو سکتا ہو ممکن ہے تاتاریوں کے جانشین باقی ہوں جیسا کہ آج کل جو فتنہ ہے یہ اگر بالکل ایسا نہیں تو اس سے بہت قریب ضرور ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو تاتاریوں کی طرف بھاگ جائے اور ان سے جا ملے وہ مرتد ہے اس کی جان و مال حلال ہے۔اس قول میں خوب غور کریں اس سے تمام اشکالات وشبہات دور ہو جائیں گے۔ ہجرت کے وجوب اور دارالشرک میں رہنے سے منع کرنے اور ان کی طرف جانے سے روکنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے باز رہنے سے متعلق دلائل ونصوص عام اور قطعی ہیں اور انہیں صرف چند خاص حالتوں کے سوا خاص نہیں کیا جا سکتا اور رخصت یا قیاس کا قاعدہ قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ہجرت کو واجب قرار دینے اور مشرکین کے ساتھ اکٹھا ہونے اور ان کے ساتھ رہنے سے منع کرنے والے دلائل کے عموم سے متصادم ہوگا اور میں نے امام شوکانی رحمہ اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ ماوردی کا ردّ کرتے ہیں جو کہ دارالشرک میں اقامت کو جائز سمجھتے ہیں اور وہاں دین کا اظہار کرنے والے اور کسی کے مسلمان ہو جانے کی امید باندھنے والے کی فضیلت کے قائل ہیں امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قول عام نص

سے ٹکراتا ہے لہٰذا اسے تسلیم نہیں کیا جاسکتا نہ ہی اس کی طرف توجہ دی جا سکتی ہے جبکہ ہم نے اس مسئلے میں جو کچھ لکھا ہے وہ متاخرین کے ہاں مشہور ہے ہم اس سے باہر نہیں نکلے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ یہ مسئلہ کا اصل کے اعتبار سے بحث وتفتیش وتفحیص کا تقاضا کرتا ہے اگر اب بھی آپ کو کوئی اشکال ہے تو مجھ سے رابطہ کرلیں اور شک پر خاموش نہ رہیں۔اور جہاں تک بیعت کا معاملہ ہے تو مجھ سے اس بارے میں کسی نے سوال کیا نہ میں نے کوئی کلام کیا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اہل ذمہ کی بیعت کے سلسلے میں بسیط کلام کیا ہے انہوں نے اس بیعت سے روکا ہے جن کے ذریعے کافر اپنے کفر اور میلوں وغیرہ میں مدد حاصل کرتے ہیں اور حربی کافر کی اسلام کے خلاف جنگ میں کسی بھی طرح کی مدد کی ہی نہیں جاسکتی نہ خوراک ومال نہ ہی جانوروں اور سواریوں کے ذریعے حتی کہ بعض علماء نے یہاں تک فتویٰ دیا ہے کہ جن اموال کو مسلمان دارالحرب سے منتقل نہ کرسکیں انہیں جلا کر ضائع کردینا چاہیئے اور ان سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیئے تاکہ دشمن ان سے نفع نہ حاصل کرسکیں تو ان کی بیعت اور اسلام کے خلاف ان سے اعانت کیوں کر جائز ہوسکتی ہے اور اگر اس کے ساتھ سفر وغیرہ کا بھی سلسلہ ہو جیسا کہ آج کل ہے پھر تو یہ مسئلہ اور بھی گھمبیر ہو جاتا ہے اکثر لوگ نہیں جانتے کہ جن مقامات پر حربی کافر کا تسلط ہو وہاں کا مرتد زیادہ بڑا کافر اور مجرم ہوتا ہے کیونکہ گذشتہ بیان کردہ تمام خامیوں کا مرتکب ہوتا ہے لہٰذا یہ لوگ اپنی طرف آنے والے ان مرتدین سے بڑی انسیت رکھتے ہیں اور ان کا اکرام واحترام کرتے ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے دین، کتاب اور رسول اور مومن بندوں کی مدد کرے اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے بھائی محمد بن آل موسیٰ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس سے پہلے والد صاحب کے فتوی کے سلسلے میں آپ کو ایک خط لکھ چکا ہوں جس کا آپ نے اپنے خط میں اشارہ دیا تھا یعنی مشرک ممالک میں سفر کرنے والے کے متعلق اور ان دنوں ہمارے پاس عجیری کے لڑکے کا خط آیا جس میں اس نے اپنے والد صاحب کے الفاظ نقل کیئے ہیں کہ: مشرکین کے ملکوں کی

طرف سفر کرنے والے کے متعلق اختلاف بہت عام ہو چکا ہے اور جو ایسا کرے یہ اس کے دین میں نقص کی دلیل ہے کیونکہ مشرکین کے ساتھ میل جول رکھ کر وہ اپنے آپ کو فتنے میں ڈال رہا ہے اس شخص کا بائیکاٹ کرنا اور اسے ناپسند کرنا چاہیئے اس شخص کے ساتھ مسلمان یہی کچھ کرتے ہیں البتہ اسے مارنا یا گالی دینا یا اس پر سختی کرنا نہیں چاہیئے صرف اس کے برے فعل کا ردّ کر دینا کافی ہے کیونکہ جب آپ نافرمانی دیکھیں یا آپ کو علم ہو تو اس کے مرتکب کے اور اس سے راضی رہنے والوں کا ردّ کریں۔

اس عبارت میں ایسا کچھ نہیں جس سے باطل پرست نفع اٹھا سکیں کیونکہ عصر حاضر میں صورت حال وہ نہیں ہے بلکہ آج کل ان کی طرف سفر کرنا بہت سی برائیوں کا سبب ہے مثلاً مشرکین سے دوستی لگانا جبکہ نصوص قرآنی اور احادیث نبویہ اس کے متعلق وعیدوں سے بھرے پڑے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ دوستی دو مختلف افراد میں ہوتی ہے اور اس سے بسا اوقات ارتداد صادر ہو جاتا ہے اور اسلام کا اعتبار بالکل نہیں رہتا اور کبھی بڑے کبائر اور حرام امور کا ارتکاب ہو جاتا ہے نیز تم اللہ کا یہ فرمان بھی جانتے ہو: ﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ امَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ'' یہ اس شخص کے متعلق نازل ہوئی جس نے رسول اللہ ﷺ کے راز کو مشرکین کی طرف لکھ بھیجا تھا یعنی یہ ان لوگوں کے متعلق ہوئی جو مشرکین سے دوستی میں لوگوں کی مصلحت سمجھتے ہوں جیسا کہ آج کل اکثر ان لوگوں کا حال ہے جو ان کے ممالک میں سفر کرتے ہیں اور بسا اوقات ان کے خطوط مسلمانوں کے پاس لاتے ہیں اور انہیں ان کی اطاعت و موافقت اور دوستی کی دعوت دیتے ہیں۔ لہٰذا اس فتویٰ سے آج کل کے حالات میں دلیل لینے والا مقاصد شرع سے لاعلم شخص ہی ہو سکتا ہے اس شخص کی طرح جو روزہ دار کے لئے بوس و کنار کے جواز سے دلیل لے کہ وطی کرنے سے روزہ باطل نہ ہوگا۔ یہ جہلاء بھی اللہ اور اس کے رسول اور اسلامی ممالک کی تطہیر اور جہلاء کے غلبے کے متعلق اسی طرح کی باتیں کرتے ہیں جیسا کہ ابن عجلان کے پیغام میں اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کے جائز ہونے اور مسلم ممالک پر مشرکین و کفار کے تسلط کے درست ہونے اور اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرنے کے جواز اور شریعت کو کلی طور پر باطل کر دینے کے صحیح ہونے کے دلائل موجود ہیں

ایسے ہی مشرک سے مدد لینے کے جائز ہونے سے متعلق ایک اختلافی مسئلے سے باطل استدلال ہے خلاصہ یہ ہے کہ ان حالات میں اس فتوے کو سامنے لانے سے بڑے فتنے اور فسادات ہو سکتے ہیں جبکہ اس فتویٰ کی عبارت پر اگر کوئی انصاف کی نگاہ ڈالے تو اسے انہی کے خلاف پائے گا۔ شیخ رحمہ اللہ کا یہ قول کہ: ''مشرکین کے ممالک میں سفر کرنے والے کے متعلق اختلاف بہت عام ہو چکا ہے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ان کے دور کے جاری حالات سے ہے نہ کہ آج کل کے حالات سے کیونکہ اب دشمن نے حملہ کر دیا ہے اس کے خلاف جہاد فرض عین ہے اب اس کی طرف عام سفر جائز نہیں تو یہ سفر کیسے جائز ہو؟ شیخ رحمہ اللہ کا کلام اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ فقہاء نے ذکر کیا کہ عام لوگوں کو یہ حق نہیں کہ وہ حدود و تعزیرات اپنے ہاتھ میں لے لیں جبکہ اکثر امراء اس چیز کا اہتمام ہی نہیں کرتے لہٰذا ایسا کرنے سے شریعت نے روکا ہے اور مفاسد کا دور کرنا مصالح کے حصول پر مقدم ہوتا ہے لہٰذا شیخ رحمہ اللہ نے فتویٰ دیتے وقت اس شرعی مصلحت کا لحاظ رکھا۔ شیخ رحمہ اللہ کا یہ قول کہ '' کیونکہ مشرکین کے ساتھ میل جول رکھ کر وہ اپنے آپ کو فتنے میں ڈال رہا ہے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس شخص کے متعلق ہے جو اب تک فتنے میں مبتلا نہ ہوا ہو نہ ہی اس نے دین کو غیر اہم سمجھا ہو جبکہ آج کل دین کو معمولی سمجھ لینا تو عام سی بات ہے اکثر لوگ تو ان کی موافقت کرتے ہیں شیخ رحمہ اللہ کا کلام ان سے متعلق نہیں ہے۔ اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ قول کہ ''اس سے بائیکاٹ کرنا اور اسے چھوڑ دینا چاہیے'' تو اس میں ہر ایک کی استطاعت کا تذکرہ ہے جبکہ امراء و حکام پر ہاتھ سے برائی کو بدلنا واجب ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے اس پر زبان سے کہنا اور جو اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو وہ دل سے برا جانے جیسا کہ حدیث نبوی سے ثابت ہے لہٰذا ان کے کلام سے غلط استدلال کرنا یا اُن کے متعلق بدگمانی ہونا جائز نہیں ہے اور جو پھر بھی نہ مانے تو اس کی پٹائی کی جائے یا اسے قید کر دیا جائے اور ان کی مذمت کی جائے اور انہیں اللہ اور اس کے رسول کا حکم بتایا جائے کہ مشرکین سے میل جول حرام ہے جبکہ اظہار دین کی طاقت نہ ہو۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعزیرات حسب مصلحت نافذ کی جاتی ہیں ان کی کوئی متعین حد نہیں ہوتی بلکہ جس طرح بھی مفسدہ دور ہو اور مصلحت حاصل ہو۔ اور چوتھی دفعہ شارب خمر کا قتل کر دینا اسی قبیل سے

ہے جس کا تذکرہ انہوں نے اور دیگر محققین نے کیا ہے کہ محرکات اور کبائر کی تعزیرات مقرر نہیں ہیں بلکہ مصلحت کے مطابق ہوئی ہیں مسئلہ زیر بحث بھی اسی نوع کا ہے۔اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ قول کہ ''جب آپ نافرمانی دیکھیں یا آپ کو اس کا علم ہو تو اس کے مرتکب کا اور اس سے راضی رہنے والے کا ردّ کریں'' اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ یہ ردّ محض زبانی ہوگا بلکہ حدیث میں مذکور تین صورتوں میں سے کسی بھی صورت کے ذریعے ممکن ہے اور شیخ رحمہ اللہ کے کلام کو حدیث کی موافقت پر محمول کرنا ہی اولیٰ ہے اور جس نے علم کی بو بھی سونگھی ہو وہ اس فتوے کو اس طرح کے قبیح امور کے مرتکبین کے لئے ہرگز پیش نہیں کرسکتا کہ اسے ان کی قباحت کا وسیلہ بنا دے۔آپ کے لئے ضروری ہے کہ: اول شریعت میں غور کریں اور مصالح ومفاسد کے قاعدے کو مدنظر رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں تدبر کریں:

وَ لَوْ لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلاً. (اسراء:74)

اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف تھوڑا سا مائل ہو جاتے۔

اس سلسلے میں مفسرین نے یہاں تک لکھ دیا کہ انہیں قلم ودوات اٹھا کر دینا بھی مائل ہونا ہے کیونکہ شرک نافرمانی سے بڑا گناہ ہے اس کے مراتب مختلف ہیں تو جو اس سے بھی زیادہ فاسد ہو کہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا جائے اس کے احکام واوامر سے بیزاری ظاہر کی جائے اور ان کے مخالفین کو انصاف کرنے والا کہا جائے۔جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی معمولی سی بھی محبت ہو ان کے لئے ذرہ سی بھی غیرت وحمیت ہو وہ ہر محفل ومجلس میں اس کا انکار کرکے اس سے اظہار براءت کرتا ہے یہی وہ جہاد ہے جس کے بغیر دشمن سے جہاد ہوتا ہی نہیں لہٰذا اظہار دین کو نعمت جانئے اور جو اس کی مخالفت کرے اس کی مذمت کیجئے اور ان قبائح میں واقع کردینے والے اسباب وعوامل کے متعلق سوچئے سد ذرائع سے متعلق نصوص شریعت کا علم حاصل کیجئے کیونکہ اکثر لوگ ان سے قطع تعلق اور اظہار براءت کرنے کے باوجود بھی ان کے حامیوں ودوستوں سے انس رکھتے ہیں ان کی حمایت کرتے ہیں۔اس خط کو اپنے دوستوں سامنے پڑھنا اور اپنے والد اور خاص ساتھیوں کو میرا اسلام کہنا۔والسلام

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے عزیز بھائی حسن بن عبداللہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! مجھے بتایا گیا ہے کہ جب آپ نے عبدالرحمٰن الوہیبی کو مشرکین کے درمیان رہنے سے متعلق نصیحت کی اور اللہ کا یہ فرمان سنایا کہ:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ. (النساء:97)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔

تو اس نے ایک شبہ پیش کیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی اور کہا کہ تم اپنے بھائیوں کو ان لوگوں کی طرح سمجھتے ہو جنہوں نے نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ سے قتال کیا۔ درحقیقت یہ اس کی اس آیت کے اصل معنی سے لاعلمی اور اس بات پر اجماع امت کی مخالفت کا ثبوت ہے کہ مشرکین کے درمیان رہنا حرام ہے جبکہ انکار اور تغیر کی قدرت نہ ہو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت ہر اس شخص کو شامل ہے جو مشرکین کے درمیان رہے اور ہجرت کی طاقت رکھتا ہو اور دین کو قائم نہ رکھ سکتا ہو تو یہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے بالا جماع حرام کا مرتکب ہے اس آیت کے متعلق فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ﴾ ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں'' ہجرت نہ کر کے: ﴿قَالُوۡا فِیۡمَ كُنۡتُمۡ﴾ ''وہ پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے'' یعنی تم یہاں کیوں رہتے رہے اور تم نے ہجرت نہ کی: ﴿قَالُوۡا كُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ﴾ ''وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین پر کمزور تھے'' بھاگ نہیں سکتے تھے: ﴿قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِیۡهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاۡوٰهُمۡ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا﴾ ''وہ (فرشتے) کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی پس تم اس میں ہجرت کر لیتے پس ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے'' پھر ابوداؤد رحمہ اللہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان کرتے ہیں جس میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مشرک کے ساتھ اکٹھا ہو یا اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی طرح ہے۔ ابن

کثیر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا اور اس آیت کے معنی کی تعیین کی اور مشرکین کے درمیان رہنے سے متعلق وعید کو اجاگر کیا کہ یہ آیت اس سلسلے میں نص ہے اور فرشتوں نے ان سے کس طرح سوال کیا اور ان کے جواب پر فرشتوں نے کس طرح کہا کہ ہجرت کیوں نہ کی تو اس میں کہیں بھی قتال کا تذکرہ نہیں ہے اس بات پر غور کریں اس سے آپ کا شبہ دور ہو جائے گا۔ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث پر غور کریں کہ مشرکین کے ساتھ اکھٹا رہنے پر کیا حکم لگایا گیا ہے ایسے ہی ابن جریر رحمہ اللہ عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ مکہ کے کچھ لوگ اسلام لے آئے تو ان میں سے جو مکہ میں ہی مرجاتا وہ برباد ہو جاتا۔ فرمایا﴿فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا، اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ﴾ ''ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے سوائے کمزوروں کے'' ابن جریر رحمہ اللہ تفسیر ابن ابی حاتم سے مزید نقل کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے ان کی طرف یہ آیت لکھ بھیجی پھر وہ نکلے اور ہر خیر سے مایوس ہو گئے پھر ان کے متعلق نازل ہوا کہ:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (النحل:110)

پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے فتنے میں پڑنے کے بعد ہجرت کی اور پھر جہاد کیا اور صبر کیا آپ کا رب ان باتوں کے بعد البتہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ آیت بھی لکھ بھیجی کہ اللہ نے تمہارے لئے راہ نکال دی ہے پس وہ نکلے تو مشرکین نے انہیں تکالیف دیں انہوں نے ان سے قتال کیا حتی کہ جو بچ گیا وہ بچ گیا اور جو قتل ہوا وہ قتل ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی علیہ السلام کے بعد پیچھے رہے فرشتے ان کے چہروں اور کولہوں پر مارتے۔ میرے خیال میں اس جاہل نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول دیکھا جسے ابن جریر رحمہ اللہ نے عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا فرماتے ہیں: مکہ میں کچھ لوگ اسلام لے آئے اور انہوں نے اسلام کو ہلکا سمجھا مشرکین بدر کے روز انہیں اپنے ساتھ لائے ان میں سے کچھ زخمی ہوئے کچھ قتل ہوئے مسلمان صحابہ کہنے لگے کہ ہمارے یہ ساتھی مسلمان تھے اور زبردستی

لائے گئے وہ ان کے لئے استغفار کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ. (النساء:97)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔

یہ قول اور ایسے ہی دیگر اقوال جن میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جنہیں مشرکین بدر کے روز اپنے ساتھ لائے اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ یہ آیت صرف ان کے متعلق ہے بلکہ اس آیت کا لفظی عموم دلیل ہے کہ یہ آیت ان کو بھی شامل ہے اس لئے کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ سبب نزول کا بعض بیوقوف کہتے ہیں یہ آیت منافقین کے متعلق نازل ہوئی جو نبی ﷺ کے پیچھے رہ گئے اور مشرکین کے ساتھ نکلے ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے انہیں شامل ہے ان کا یہ مقصد نہیں کہ یہ نفاق اور مشرکین کے ساتھ مل کر لڑنا ہی اس حکم کی بنیاد بنا اور وعید بھی اسی کے متعلق ہے۔ لیکن یہ بیوقوف یہ بات کہاں سمجھ سکتے ہیں کہ سلف نوع اور جنسِ عام کا اعتبار کرتے ہیں اور جسے علم علماء اور فقہ سے واسطہ ہی نہ ہو اور اپنی رائے کو علم قرار دے وہ ان نکات سے غافل ہی رہتا ہے وہ صرف ایسے لوگ مشرکین کے ساتھ اقامت کا اعتبار کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ہونے والی صریح دوستی اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت پر دنیا کو ترجیح دینا اور توحید اختیار کرنا اور مشرک سے براءت کرنا جیسے واجبات کو ترک کر دینا ان امور کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اس آیت کی خوب وضاحت کی ہے پھر ہجرت کے حکم سے متعلق فقہاء نے اس آیت سے دلیل لی ہے۔ کہ جو اظہار دین پر قادر نہ ہو اس کے لئے مشرکین کے درمیان اقامت اختیار کرنا حرام ہے تو جو ان کے معاملات سے موافقت کرے ان کے بارے میں کیسے تسلیم کیا جائے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اور جس شخص ان کے حق میں اور تمہارے خلاف ہے وہ بتدریج گرتا جاتا ہے سب سے پہلے مراتب شرعیہ سے غافل ہوتا ہے حتی کہ احکام شرعیہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لائق نہیں رہتا پھر جب یہ فتنہ آیا ان شہروں میں موجود مسلمانوں کے لئے وہاں رہنے کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور پھر خود بھی ان سے جا ملتا ہے ان سے دوستی اور چاہت کا اظہار

کرتا ہے اورانہیں دعوت وعزت دیتا ہے ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے تحفے دیتا ہے۔ یہ سب کچھ فقط جاہ حشمت کی خاطر اگر چہ وہ اللہ اوراس کے رسول کے دشمنوں میں شامل ہوتا ہے۔اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ مسلمانوں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے۔تو یہ اس سے بھی زیادہ قبیح ہے جبکہ یہ بات صحیح ہواوراس کے دل کی حالت اللہ کے ذمے ہے اس کے پاس سارے بھید کھل جائیں گے۔سدی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ جب عباس عقیل اور نوفل کو قید کر کے لایا گیا تو نبی علیہ السلام نے کہا عباس اپنا اور اپنے بھائی کا فدیہ دو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے قبلے کی طرف نماز نہیں پڑھتے اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی نہیں دیتے۔آپ نے فرمایا عباس تم مقابلے میں آئے لہٰذا تم سے مقابلہ کیا جائے گا پھر یہ آیت تلاوت کی فرمایا: ﴿اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا﴾ ''کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی پس تم اس میں ہجرت کر لیتے'' اس قصے میں خوب غور کرو اس میں صراحت ہے کہ صرف ہجرت کا جھگڑا تھا کہ جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو اس سے مقابلہ کیا جائے گا طلبہ دین یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنَّ الشَّيٰطِيۡنَ لَيُوۡحُوۡنَ اِلٰٓى اَوۡلِيٰٓـِٕهِمۡ لِيُجَادِلُوۡكُمۡ وَ اِنۡ اَطَعۡتُمُوۡهُمۡ اِنَّكُمۡ لَمُشۡرِكُوۡنَ. (الانعام:121)

شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی بات مان لی تو تم مشرک ہو گئے۔

اس آیت میں غور کریں کہ جو شیطان کی اطاعت میں اللہ کے حرام کردہ کو حلال کر لے وہ مشرک ہے تو اس قسم کے لوگوں سے بچ کر رہو اور طلب علم واصول دین کی طرف متوجہ رہو اللہ ہمیں اور آپ کو حق و سچ کا راستہ دکھائے۔مزید فرماتے ہیں:

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے عزیز بھائی حمد بن عبدالعزیز کو۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد۔الحمدللہ مجھے آپ کا خط اور آپ کی نظم دونوں موصول ہو گئے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ کی ذات وصفات واسماء میں کچھ بھی اس کے مثل نہیں ہیں اور موجودہ واقعات میں ارکان اسلام تک

متاثر ہوئے ہیں ان میں ضرور اللہ کی حکمت بالغہ ہے جسے وہ جانتا ہے اور اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بطور نمونے کے اس سے آگاہ کر دیتا ہے اور اکثریت پھر بھی جہلاء کی ہے آپ نے غربت (اجنبیت) کے متعلق لکھا ہے کہ بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے حقیقت یہی ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے لیکن غرباء کی فضیلت کے متعلق آپ مطمئن و ثابت قدم رہیں اور اسلام کی مدد کرنے اور اس کی دعوت اور نشر واشاعت اور ہر مجمع و مجلس میں اس کی تعریف کو غنیمت سمجھیں اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں ان میں کچھ دیندار بھی ہیں جو توحید اور اس کے دلائل کو جان کر بھی فراموش کر بیٹھے ہیں عبدالرحمٰن الوہیبی وغیرہ جیسے لوگوں کے متعلق معلوم ہوا کہ مشرکین کی طرف چلے جانے کے بعد وہ محفوظ نہ رہ سکے اور جوان کے طریق کا انکار کرتا ہو وہ اس پر ردّ کرنے لگے اور یہ سمجھنے لگے کہ وہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے طریقے کی مخالفت کر رہا ہے لہٰذا جو اس کا انکار کرتا ہے وہ صریح طور پر اسے برا کہتا اور اسے مشرکین کا دوست قرار دیتا ہے لہٰذا جس چیز کا وہ دفاع کر رہا ہے وہ اللہ کے اس فرمان کے عموم میں داخل ہے۔

وَ جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ. (الغافر:5)

اور وہ باطل کی حمایت میں جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے حق کو سرنگوں کر دیں۔

اور آپ نے لکھا ہے کہ فوج اور زائرین کے ساتھ لڑائی کے دوران چھینا گیا مال حلال ہونے سے متعلق فتویٰ پر آپ کا ایک شخص نے ردّ کیا ہے تو یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے نبی علیہ السلام کے دور میں حضرمی کا گروہ مشہور و معروف ہے اور اسلام میں سب سے پہلے یہی خون بہایا گیا علاوہ ازیں قریش کے تجارتی قافلے کو لوٹنے کا بھی منصوبہ بنایا گیا اور قریش اس وقت تک اپنے کفر و ضلال پر قائم تھے اور رافضہ زائرین بھی بہت زیادہ ہیں اور اب تو اس قدر اپنے کفر میں بڑھ گئے ہیں کہ اللہ کی ربوبیت اور عالی صفات کا انکار کرنے لگے ہیں اور شریعت محمدیہ کے مقابلے میں طاغوتی اور فرانسیسی قوانین کی اتباع کر کے غیر اللہ کی عبادت کے مرتکب ہو رہے ہیں تو جو ان کا دفاع کرے یا ان کی شوریٰ میں شریک ہوا اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت نہ کرے اور بہت سے بے بصیرت لوگوں کو گمراہ کرے تو ان کا دفاع کرنے والے کو دین کی حقیقت کا علم نہیں ہو سکتا اسے چاہیئے کہ اپنے عقیدے کی اصلاح کرے اور اصل دین

اسلام کا مطالعہ کرے اور رسولوں اور ان کی امتوں کے درمیان جو اختلاف رہے ان میں غور وفکر کرے کہ وہ کیا تھے اور کیوں تھے:

وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا. (الفرقان:31)

اور آپ کا رب ہدایت و مدد کرنے کے لئے کافی ہے۔

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ ثابت قدم رہ کر ان جاہلوں پر سختی کرو جو ارکان اسلام گرانے اور آثار رسول ﷺ مٹانے کے در پے ہیں۔

سوال احساء پر کفار کے کنٹرول کے بعد وہاں تجارت یا کمانے کی غرض سے رہنے والے لوگوں میں کوئی آئے اور ایسے کچھ لوگ اسے وطن سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے لیکن وہ یہ اعتقاد رکھے کہ ان سے لوگوں کو سکون ملا ہے اور وہ معاشرے پر ظلم وزیادتی نہیں کرتے......؟

جواب جہاں کفار اور یونانی اور فرانسیسی قانون کے پیرو روافض کے کفر وشرک اور ان کے باطل عقائد کا غلبہ ہو اور اسلام اور توحید اور شعائر دین وہاں سے مٹائے جا رہے ہوں اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہو اور بدر میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم اور بیعت رضوان میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم پر تبرا کیا جاتا ہو تو وہاں کوئی مومن ایمان کی حالت میں نہیں رہ سکتا جو دین اور اسلام اور اللہ کے احکام کی حقیقت سے واقف ہو بلکہ جو اللہ کو رب مانتا ہو اسلام کو دین مانتا ہو اور محمد علیہ السلام کو نبی اور رسول مانتا ہو وہ بھی ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تین اصول دین کا مدار ہیں تمام علوم وحقائق کا سرچشمہ ہیں اور اللہ کی محبت ورضا اور اس کے لئے حمیت وغیرت اور اس کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے مکمل براءت ان تمام امور کو متضمن ہیں بلکہ کتاب وسنت میں مذکور مطلق ایمان ان قباحتوں کو برداشت کر ہی نہیں سکتا جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتاب الایمان میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے قصہ اسلام کی بحث میں ثابت کیا ہے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بیعت لیجئے اور میں عہد کروں گا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو صرف اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کر اور نماز پڑھ زکاۃ دے اور مشرکین سے الگ رہ۔ (نسائی)

اس میں مشرکین سے علیحدگی کو ارکان اسلام کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے۔ سورۃ براءت کی آیت کے متعلق آپ جانتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیاوی مفادات شرعی عذر نہیں بن سکتے اور ایسا کرنے والا فاسق ہے اللہ اسے ہدایت سے نہیں نوازتا اور مطلق فسق کی وعید شدید ترین وعید ہوتی ہے اور ان تمام قباحتوں کے ساتھ ذرہ برابر خیر بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ منکرات کا مشاہدہ کرنا ان پر خاموش یا رضامند رہنا ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا انہیں اعزاز وتکریم اور تحفے وتحائف دینا کھانے پینے میں ان کے ساتھ شریک ہونا اگر یہ اس طرح کچھ اور صرف دنیاوی مفادات کی خاطر بھی کرے تب بھی اس سے اللہ کی ناراضگی میں مزید اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ دین کی معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی یہ بات جانتا ہے۔ ہجرت کو ترک کردینے سے متعلق سورۃ النساء میں شدید وعید بیان کی گئی ہے اور اس کی تفسیر میں مفسرین کا کلام کافی وشافی ہے جیسا کہ ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بھی بڑی وضاحت فرمائی ہے اور یہاں ہجرت کی طاقت کے باوجود تقیہ قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف کمزوروں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ہمارے علماء اس شہر میں رہنا یا آنا جانا حرام قرار دیتے ہیں جہاں اپنے دین کا اظہار ممکن نہ ہو اس سلسلے میں تاجر، کاسب، مقیم، باشندے میں کچھ فرق نہیں ہے اور بغض وناپسندیدگی کا دعویٰ بھی ناقابل قبول ہے بلکہ نجات کے لئے ہجرت ضروری ہے اس وضاحت کے بعد یہ سمجھ لینا کہ ان تمام اقسام کا حکم ایک ہے لیکن انجام وسزا مختلف ہے فرمایا:

وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا. (الاحقاف:19)

ہر ایک کے درجے ہیں اپنے اعمال کے سبب۔

ان میں سب سے برا وہ ہے جو یہ کہے کہ مشرکین وکفار قابضین کے ذریعے لوگوں کو راحت میسر آگئی اور وہ ظلم وتعدی بھی نہیں کرتے یہ سب سے زیادہ گمراہ اور ہدایت سے دور ہے اللہ اور اس کے رسول کا سب سے بڑا دشمن اور مخالف ہے اور اہل ایمان کا بھی کیونکہ جو راحت انبیاء ورسل علیہم السلام لائے اس دنیاوی واخروی راحت کا انکار کررہا ہے اور اس پر ایمان کی نفی کررہا ہے۔ اور ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ اصل عدل وراحت تو ایمان میں ہے اللہ کی اپنی کتاب میں نازل کردہ احکام میں ہے خالص دین ودشمن کے

خلاف جہاد میں ہے جو کہ جنت کا دروازہ ہے جس کے بدلے جنت کی ہمیشہ کی نعمتیں اور لذتیں ملیں گی تینوں ادوار میں اللہ نے فرمایا:

لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ لٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ. (البقرہ:177)

یہ نیکی نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق ومغرب کی سمت پھیرلولیکن نیکی یہ ہے کہ جو ایمان لائے اللہ اور روز آخرت پر۔

اگر اس شخص کو پتہ ہوتا کہ کفر وشرک ہی سب سے بڑا ظلم اور ناانصافی اور زیادتی اور جرم وفساد ہے تو ہرگز جہالت کی ایسی بری مثال قائم نہ کرتا۔فرمایا:

وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِي الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا. (الاعراف:85)

زمین پر اس کی اصلاح ہوجانے کے فساد نہ مچاؤ۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيۡرًا وَّ يَهۡدِىۡ بِهٖ كَثِيۡرًا وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الۡفٰسِقِيۡنَ،الَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ وَ يَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَ يُفۡسِدُوۡنَ فِي الۡاَرۡضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ. (البقرہ:26-27)

اس کے ذریعے اللہ بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور اسی کے ذریعے بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے اور اس کے ذریعے گمراہ صرف فاسقوں کو کرتا ہے جو اللہ کا عہد توڑ ڈالتے ہیں اس کے پختہ ہونے کے باوجود اور جس بات کا اللہ نے حکم دیا ہے (صلہ رحمی کرنا) اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں یہ لوگ ہی خسارے میں ہیں۔

وَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ تَكُنۡ فِتۡنَةٌ فِي الۡاَرۡضِ وَفَسَادٌ كَبِيۡرٌ. (الانفال:73)

کفار باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

ان تین آیات میں مذکور فساد وہ ہے جو کفر وشرک اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کرنے اور مومنوں کے سوا اللہ کے دشمنوں کو دوست بنانے کی صورت میں حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ کہنا کہ وہ ان سے راحت میں ہے اور وہ ان پر ظلم وزیادتی بھی نہیں کرتے اس تمام رسولوں کی لائی ہوئی دعوت کی سب سے زیادہ مخالفت ہے اور ایسا کہنے والا کفر سے زیادہ دور نہیں آپ کو چاہیے کہ ان کے ساتھ قرآن کے ذریعے جہاد کریں اور انہیں اللہ کے انتقام سے ڈرائیں اور کتاب وسنت کی طرف دعوت دیں اور اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو بائیکاٹ کرنا جائز ہے اور یہ احوال اور زمانوں کے اعتبار سے مختلف حکم رکھتا ہے۔

سوال جو مشرکین کی سلطنت میں رہتا ہو اور توحید جانتا ہو اور اس کے مطابق عمل کرتا ہو لیکن ان سے عداوت اور علیحدگی نہ کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ سوال درست نہیں کیونکہ جو توحید جانتا ہو اس کے مطابق عمل بھی کرتا ہو پھر مشرکین سے عداوت نہ رکھے یہ ناممکن ہے جو توحید کو جانتا ہوگا اور اس کے مطابق عمل بھی کرتا ہوگا وہ مشرکین سے عداوت رکھے بغیر ایسا کر ہی نہیں سکتا لہٰذا سوال میں تضاد ہے اور اچھا سوال علم کی کنجی ہوتا ہے میرے خیال میں آپ کی مراد ایسا شخص ہے جو عداوت ظاہر نہ کرتا ہو اور نہ علیحدگی اختیار کرتا ہو اور عداوت کے اظہار کا مسئلہ عداوت کے وجود کے مسئلے سے الگ ہے تو پہلے کے لئے عدم استطاعت اور خوف عذر ہے فرمایا: ﴿اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً. (آل عمران: 28)﴾ ''الا یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو'' اور دوسرے مسئلے یعنی عداوت کا موجود ہونا اس کے بغیر چارہ نہیں ہے کیونکہ یہ مسئلہ طاغوت کے ساتھ کفر کرنے سے متعلق ہے اور یہ مسئلہ اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں جس سے مومن الگ نہیں ہوسکتا البتہ جو عداوت کا اظہار چھوڑ دے وہ نافرمان ہے۔ اگرچہ اس کے دل میں عداوت ہے تو وہ نافرمان ہے جب کہ اس کا اظہار نہ کرے اور اس کے ساتھ ساتھ ہجرت بھی نہ کرے تو وہ اس نافرمان کے مصداق ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ. (النساء:97)﴾ ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔'' البتہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ آیت میں وعید ہے تکفیر نہیں اور دوسری صورت کہ دل میں عداوت ہی

نہ ہو یا کہ سوال کرنے والے کا مقصود ہے تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ دنیا کی خاطر مشرکین سے عداوت نہ رکھنے میں کچھ بھی خیر نہیں دنیا چلے جانے کا خوف ہجرت ترک کر دینے کے لئے عذر نہیں بن سکتا۔ فرمایا:

يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ امَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِىْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّاىَ فَاعْبُدُوْنِ. (العنکبوت:55)

اے میرے ایمان دار بندوں میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی عبادت کرو۔

اور اگر کوئی دارالاسلام میں رہے اور دین کے اصول وقواعد سے بے خبر ہونے کی بناء پر دشمنان دین کی حمایت وتوقیر کرے تو جواب یہ ہے کہ لوگوں کے حالات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور ایمان جبکہ موجود ہو اور تفریق وترک میں ان کے درجات مختلف ہوتے ہیں اور یہ واجبات اور شبہات سے کم درجے میں ہوتا ہے۔ اور اگر اصل ایمان ہی موجود نہ ہو تو پھر کفر واعراض ہے۔ فرمایا:

وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ. (الاعراف:179)

اور ہم نے جہنم کے لئے بہت سے جن وانس کو پیدا کیا ہے۔

آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ یہ جان لیں کہ اصل مدار قاعدے اور اصول کی حقیقت پر ہوتا ہے الفاظ اور تعبیر اگرچہ مختلف ہوا کثر لوگ قاعدہ تو جانتے ہیں تعبیر معروف طریقے سے الگ کرتے ہیں تو مشرکین کی حمایت وتوقیر بھی مختلف ہے ان میں سب سے زیادہ قبیح یہ ہے کہ ان کی شان بلند کی جائے اسلام اور ارکان اسلام کے خلاف ان کی مدد کی جائے یہ کفر ہے حمایت وتوقیر کے کچھ مراتب اس سے کم درجے کے ہیں جیسے قلم دوات اٹھا کر دینا۔ اس نے ابوشریح کا قول پیش کیا ہے تو اس میں ایسی کوئی دلالت نہیں جس سے اس کے موقف کی حمایت ہوتی ہو بلکہ انہوں نے چند صورتیں ذکر کی ہیں جن میں سے ہر ایک بُعد اور تحریم کا فائدہ دیتی ہیں نیز یہ جاہلیت کے فعل تھے اور جب اسلام آ گیا تو جاہلیت باطل ہوگی۔

سوال جو شخص اپنے علاقے یا محلے والوں سے اس لئے میل جول رکھے کہ شاید وہ اس کی دعوت اسلام قبول کرلیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب اگر کوئی اس امید سے ان سے میل جول رکھے کہ وہ اسلام لے آئیں گے اور شرک وکفر ترک

کر دیں گے تو پھر اس کے لئے ان کے ساتھ میل جول رکھنا اور انہیں دعوت دینا ضروری ہے بشرطیکہ فتنہ سے محفوظ رہ سکے کیونکہ ایسا کرنے میں مصلحت بائیکاٹ اور علیحدگی پر راجح ہے اگر منکر کو بدل سکتا ہو پھر اسے دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ فتنہ سے محفوظ رہے اگر ایسا کرنے سے دین کی مدد ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ضروری ہو جاتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ تاتاریوں کے لشکر کے پاس جاتے جب تاتاری پہلی دفعہ دمشق کے اردگرد شام میں آئے اور ان کے امیر کے ساتھ اکٹھے ہو کر انہیں نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے اور وہاں سے نکلتے وقت کچھ برے کام بھی دیکھتے ان کے ساتھ جانے والے ان کے بعض ساتھیوں نے جب ان کے ہاتھوں میں شراب کے جام دیکھے تو انہوں نے انہیں روکنا چاہا لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ اگر انہوں نے اسے چھوڑ دیا تو مسلمانوں پر ان کا شر اور بڑھ جائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ. (الاعراف:179)

اور ہم نے بہت سے جن وانس کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے۔

البتہ کافر کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر فتنہ فساد کا خوف ہو اور مصلحت کے فوت ہو جانے کا ذریعہ ہو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں خاص طور پر ان لوگوں کے ساتھ جو خود کو مسلمان کہلاتے ہوں۔ نبی علیہ السلام بھی حج کے موسم میں مشرکین کے پاس جاتے اور انہیں توحید ورسالت کی دعوت دیتے اور شرک وکفر کی مذمت بیان کرتے کیونکہ ایسا کرنے میں بنسبت بائیکاٹ اور علیحدگی کے زیادہ مصلحت تھی۔ علاوہ ازیں بائیکاٹ اس وقت مشروع ہے جب اس میں مصلحت ہو اور باطل کی حوصلہ شکنی ہو اگر یہ چیز نہ رہے بلکہ فساد ہونے کا ڈر ہو یا مصلحت کے فوت ہو جانے کا خوف ہو پھر بائیکاٹ جائز نہیں سیرت نبوی اور آثار سلف میں غور وتدبر کرنے سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ. (یوسف:108)

کہہ دیجئے یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرے پیروکار بصیرت پر۔

وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ہُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ. (الحج:78)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اس نے تمہیں چن لیا ہے اور تمہارے دین میں تنگی روا نہیں رکھی۔

اور حجت اور دلیل سے جہاد کرنا سیف وسنان سے جہاد کرنے پر مقدم ہے نبی علیہ السلام جب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر تیمارداری کے لئے گئے تو ایک جگہ مسلمان منافقین اور یہود سب اکھٹے بیٹھے تھے نبی علیہ السلام نے انہیں سلام کیا اور اپنی سواری سے اتر کر انہیں دعوت دینا شروع کر دی۔ یہ قصہ مشہور ہے اکثر علماء کے ساتھ اس طرح کی صورتحال پیش آتی ہے لیکن اگر وہ داعی ہو تو یہ چیز مبارک ثابت ہوتی ہے جیسا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام سے حکایتاً فرمایا کہ:

وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ. (مریم:31)

اور اس نے مجھے مبارک بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں۔

میں ہر جگہ داعی، واعظ، ناصح اور معلم کی حیثیت سے جاتا ہوں یہ وہ برکت ہے جس کی طرف آیت میں اشارہ ہے اور جو اس سے محروم ہو اس کی زندگی برکت سے محروم ہوتی ہے اللہ سب کو علم نافع دے اور اسے بروز قیامت شفاعت کرنے والا بنائے۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم عجلان کو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد۔ آپ کا خط مل گیا والحمدللہ اور اس میں آپ نے سورۃ العصر سے متعلق جو تنبیہ کی وہ مجھے پسند آئی اور میں جانتا ہوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے کہ اگر لوگ اس میں غور کریں تو یہی کافی ہے کیونکہ یہ قواعد اسلام وایمان اور اسلامی شرائع اور مصیبتوں کو متضمن ہے آپ اس میں تدبر کریں اور جان لیں کہ آپ نے اپنے اس خط میں مجھ سے بعض وہی باتیں کی ہیں جو آپ نے ابن عبیکان سے اپنے خط میں کی تھیں۔ اور اللہ نے جو لکھوانا چاہا اس نے لکھا میں نے اسے دیکھا اور اس کی اشاعت سے منع کیا آپ کی وجہ سے میں نے اور لوگوں کی حالت پر غور کیا کہ وہ علم سے بے بہرہ ہیں

خواہشات کے پیرو ہیں لہٰذا مجھے اندیشہ ہوا کہ قرآن وسنت کو رد کر کے کوئی فساد نہ ہو جائے لہٰذا میں نے اسے لکھا کہ آپ نے جو بھی آیات واحادیث وآثار نقل کئے ہیں وہ سب آپ کے خلاف دلیل ہیں نہ کہ آپ کے حق میں کیونکہ وہ تمام دلائل شرک سے براءت اور ان سے بغض وعناد اور ان کے خلاف جہاد پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً آیت:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا. (آل عمران:103)

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور فرقہ فرقہ مت بنو۔

اور اس سے پہلی والی آیت اور اس کے ضمن میں ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر وغیرہ اسی طرح وہ تمام احادیث جو آپ نے ذکر کی ہیں اور جن میں امیر کی سمع وطاعت اور جماعت کے ساتھ التزام کا تذکرہ ہے کتاب وسنت کا فہم رکھنے والے کے نزدیک سب ہمارے موقف کے دلائل ہیں اور ابن اریقط سے مدد لینے کا آپ نے تذکرہ کیا ہے تو یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے مخالف ہے جس میں نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے۔ ابن اریقط مزدور تھا مددگار نہ تھا نہ ہی اسے تکریم دی گئی تھی ایسے ہی آپ کا یہ کہنا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مصریوں اور شامیوں سے مدد لی تھی جبکہ اس وقت وہ کافر تھے تو یہ بہت بڑی بات ہے کیونکہ درحقیقت اس وقت توحید واسلام پوری طرح غالب تھا ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان جگہوں کو دارالاسلام اور ان کے امراء کو سلاطین اسلام کہا کرتے تھے اور انہوں نے تاتاریوں اور نصیریوں کے خلاف جنگ میں مدد بھی لی تھی جیسا کہ خود ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان جیسے دیگر ائمہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ ان لشکروں کے سرخیل بڑے عابد زاہد ہیں تو یہ شیطانی حربہ ہے اگر اسے مان لیا جائے تو ابن عربی اور ابن فارض جیسے لوگ بھی بڑے عابد اور زاہد تھے اس کے باوجود زمین پر سب سے بڑے کافر تھے اور پھر آپ اللہ کے اس فرمان کے متعلق کیا کہیں گے کہ:

وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. (الانعام:88)

اور اگر وہ شرک کر لیتے تو ان کے عمل ان سے برباد ہو جاتے۔

وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. (الزمر:65)

اور آپ کی طرف اور آپ سے پہلے والوں کی طرف وحی کی گئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضرور برباد ہو جائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں سے ہو جائے گا۔

اور آپ کا ان سے مدد لینے کی اجازت دینا تو اختلاف اس مسئلے میں نہیں بلکہ انہیں بلانے اور ان سے دوستی لگانے اور انہیں دارالاسلام میں جگہ دینے کے متعلق ہیں کہ پھر وہ اسلامی شعائر اور اصول وفروع کو مٹا کر لوگوں کی جان و مال اور عزت کے فیصلے کتاب اللہ کے حکم سے متضاد اپنے وضعی اور طاغوتی قوانین کے ذریعے کریں اور اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیں۔ اور مشرک سے مدد لینے کا مسئلہ اختلافی ہے اس سلسلے میں محققین کا مسلک یہ ہے کہ ان سے مطلقاً مدد لینا جائز نہیں اور ان کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو کہ متفق علیہ ہے ایسے ہی عبدالرحمٰن بن حبیب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دلیل ہے اور یہ بھی صحیح مرفوع حدیث ہے اور جو اس کے جواز کا قائل ہے تو وہ زہری کی مرسل روایت کو بطور دلیل پیش کرتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جب مرسل کتاب وسنت کے نصوص سے معارض ہو تو اس کا کیا حکم ہوتا ہے پھر جواز کا قائل بھی شرط لگاتا ہے کہ اس سے مسلمانوں کی خیر خواہی ہو اور انہیں نفع پہنچے جبکہ موجودہ صورت میں تو اس سے مسلمانوں کو انتہائی تباہی ونقصان کا سامنا ہوگا ایسے ہی یہ شرط بھی کہ ایسا کرنے سے مشرکین کو غلبہ اور تسلط حاصل نہ ہو جبکہ موجودہ صورت اس کے خلاف ہے تو فقہاء اور شارحین یہ تمام شروط لگاتے ہیں جیسا کہ شوکانی نے منتقی الاخبار کی شرح میں اس پر بحث کی ہے اور زہری کی مرسل روایت کو شدید ضعیف قرار دیا ہے اور یہ اس وقت کی صورت ہے جب مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرک، مشرک ہی کی مخالفت میں لڑے اور باغی کے خلاف مشرک کی مدد لینے کا کوئی قائل نہیں سوائے اس کے جو باطل قیاس کرے اور اصول وقواعد کا لحاظ نہ رکھے وہ رخصتوں کے پیچھے پڑا رہا اور سلف صالحین کے مقررہ کردہ اصول سے اور حسن اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مستفاد اصول سے اعراض کر گیا۔ اس کے علاوہ آپ کے خط میں اور بہت سی قابل اعتراض باتیں ہیں جن سے ہم نے طوالت کے خوف سے اعراض کیا ہے اور اس کا مقصد صرف حق کی تلقین اور صبر کی نصیحت ہے اگرچہ کسی کو برا لگے

اور اگر اجتہاد سے متعلق مخطی اور مصیب کی تفصیل نہ ہوتی پھر بات ایسے نہ ہوتی اور اللہ ہی حق فرماتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے بھائی زید بن محمد آل سلیمان کی طرف اللہ خیر و عافیت سے رکھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ جانتے ہیں کہ مشرکین کا فتنہ بڑا زور دار ہے وہ پوری طرح اسلام کے درپے ہے اسے مٹانا چاہتا ہے خصوصاً اس دور میں جبکہ جہالت عام ہے علم کی کمی ہے اور فتنوں کا سارا سامان مہیا ہے اور خواہشات کا غلبہ ہے اسلامی شعائر مٹتے جا رہے ہیں:

هُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالاً شَدِیْدًا. (الاحزاب:11)

مومن آزمائے گئے اور بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیئے گئے۔

اس موقع پر:

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَ یُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ وَ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ. (ابراھیم:27)

اللہ دنیاوی اور اخروی زندگی میں مومن کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

لوگوں میں کتاب و سنت سے اعراض واضطراب عام ہوتا جا رہا ہے اور اکثریت بت پرستوں سے دوستی، محبت نصرت وحمایت اور ان کی برتری کی مائل ہے حقیقتاً دنیا کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے ان حالات میں محمد بن عجلان کی جانب سے ایک رسالہ آیا جو میرے خیال میں ایک عقل مند شخص کی جانب سے تو ہے لیکن عالم اور فقیہ کی جانب سے نہیں اس میں موجود غلطیوں اور جہالتوں پر میں نے تنبیہ بھی کی ہے اور اسے لوگوں سے چھپا کر رکھا ہے تاکہ عام لوگوں تک نہ پہنچے لیکن پھر بھی وہ عام ہو گیا ہمارے شہر میں اس کا ایک نسخہ آیا اور اس کے فتنے میں مبتلا ہو کر خواہش پرست گمراہ ہو گئے:

وَ اللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لاَ یَعْلَمُوْنَ. (یوسف:21)

اللہ اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور میں نے اپنے ساتھ اپنے ہم مجلسوں کو بتایا ہے کہ اس رسالہ میں موجود احادیث صحیحہ وغیرہ خوصاحب رسالہ کے خلاف دلیل ہیں اور اس نے انہیں نامناسب مقام پر بیان کیا ہے اور مجھے شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے کچھ ساتھیوں کو خط لکھا ہے جس میں اس رسالے کی پُر زور تردید کی ہے۔ اور اسے ابن عجلان کا ارتداد اور جہالت قرار دیا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ کو ان کی اس عبارت کی وجہ سے جاہل قرار دیا اگرچہ تعبیر میں ان سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں لیکن جو شخص اللہ اور اس کے دین کی مدد کرے اور شرک اور مشرکین کی تردید کرے اور شرک وکفر کے اسباب کا قلع قمع کرے اور ان اسباب کو فراہم کرنے والے کا ردّ کرے اس پر اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے اور مسئلہ صرف مشرکین کی مدد لینے کا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان دوستی کا ہے۔ اسی کی وجہ سے ان علاقوں میں شرک وکفر اس قدر ظاہر ہو چکا ہے کہ اسلام صرف نام کا رہ گیا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ توحید اور ایمان کے بنیادیں گرادی جائیں اور قرآن وسنت کے احکام کا انکار کر دیا جائے اور بدر اور بیعت رضوان میں شریک ہونے والے سابقین اولین صحابہ رضی اللہ عنہم پر تبرا کیا جائے۔ جو صورت حال کو مشرکین سے مدد لینے تک محدود رکھتا ہے۔ وہ حقیقت اور اصل مصیبت سے آگاہ ہی نہیں لہٰذا ان حالات میں جو اللہ کے دین کے کھڑا ہو اور اس کے دین کی مدد کرے اس کی حمایت کرنا اور غلطیوں سے صرف نظر کرنا واجب ہے اللہ کی محبت اس کے غیرت اور اس کے رسول اور کتابوں کی مدد کی بناء پر بڑے بڑے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور چھوٹی موٹی غلطیوں کو تو دیکھا ہی نہیں جاتا لہٰذا ان نیکیوں کے مقابلے میں ان کی کچھ حیثیت نہیں اور آپ کیا جانیں کہ شاید اللہ اہل بدر پر جھکا ہو کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ متوکل نے ایک دفعہ ابن زیات سے کہا اے فاعلہ کے بیٹے اور اپنے اس کی ماں پر تہمت لگائی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ اس کو معاف کر دے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے یہ بات سنت کی حمایت اور بدعت کے ردّ سے متعلق اس کے حسن قصد کو دیکھتے ہوئے کہی تھی۔ ایسے ہی ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے بات کہی اور ایک شخص کو منافق کہہ دیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پر ان سے جرح نہ کی اور یہ بتا دیا کہ اس بات کو قبول کرنے سے ایک چیز مانع ہے۔اور جو شخص حق کا ردّ کرے اور حق کی طرف دعوت دینے والے کی مذمت کرے تو اس سے دین کو نقصان اور دشمنانِ دین کو فائدہ پہنچتا ہے۔اور بسا اوقات کوئی بات مطلق کفر وارتداد ہوتی ہے اگرچہ اس کے قائل پر یہ حکم لگانے سے کوئی چیز مانع ہوتی ہے پھر میں نے شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ کی تحریر کو خود دیکھا ہے وہ مشرکین سے استعانت صرف اس مسئلے سے متعلق نہیں بلکہ اس میں مسلمان ممالک کو کفریہ ممالک کے سپرد کردینے اور بتوں کی عبادت کے غلبے کے مسئلے کے متعلق بھی ہے اور جو صورت حال سے واقف ہونے کے باوجود اس سے راضی ہو اور اس کے ذمہ دار کو درست قرار دے اور اس کا دفاع کرے تو ایسا شخص اسلام وایمان سے کوسوں دور ہے جبکہ دلیل اس کے خلاف قائم ہوجائے اور جو فرق نہ کرسکنے کی بناء پر یا حقیقت نہ جاننے کی بناء پر غلطی کرے یا کسی اختلافی مسئلے سے دھوکہ کھا جائے تو وہ دیگر ایسے افراد کی طرح غلطی پر ہے جبکہ اللہ سے ڈرتا ہو اور خواہش پرست نہ ہو۔مقصود یہ ہے کہ جھگڑا اور اختلاف حق کی اشاعت میں مانع بن جاتا ہے اور جو شرعی قواعد اور مقاصد دینیہ اور مائل کفر سے واقف ہو وہ ہماری اس بات کی حمایت کرے گا اور شیخ حمد رحمہ اللہ پر کئے جانے والے اعتراضات محض اعتراضات ہیں جو خواہشات کی اتباع کا نتیجہ ہیں اور اکثر لوگ اس مسئلے پر خاموش رہنا مناسب سمجھتے ہیں جبکہ یہ بہت سے جہلاء کی گمراہی کی وجہ ہے اور کتاب وسنت کا فہم اور علماء امت ان لوگوں کی اس خاموشی کو اور اس فتنے سے پہلوتہی اور اللہ اور اس کے دین کی خاطر غیرت دکھانے والے پر ردّ کرنے کے لئے زبان کو بے لگام کردینے کو حرام قرار دیتے ہیں ۔لہٰذا میرے بھائی شبہات کو دور کرنے الجھنوں کو سلجھانے اور لشکروں کے فتنے سے بچنے کے لئے شرعی طریقہ اختیار کریں اللہ اور اس کے رسول اس کی کتاب عام مسلمانوں اور ان کے امراء کے خیر خواہ بنیں اور یہ چیز خاموش اور حالات سے مفاہمت کرلینے سے حاصل نہیں ہوگی فرصت کو غنیمت سمجھیں اور اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ کہیں شاید اللہ ہمیں اور آپ کو کتاب وسنت کے محافظین سابقین اولین اہل صدق وایمان کے ساتھ جمع کردے۔

اور مشرک سے مدد لینے کی بات کرنے والے فقہاء کی رائے سے دلیل لی ہے کہ بوقت ضرورت مشرک

سے مدد لینا جائز ہے لیکن یہ رائے مردود ہے اور نصوص قرآنی اور احادیث صحیحہ کے خلاف مرسل آثار پر مبنی ہے اس کے علاوہ اس عمل کی کچھ شرائط بھی فقہاء نے ذکر کی ہیں جن کا ایک حصہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے منتقی الاخبار کی شرح میں بیان کیا ہے مثلاً ایسا کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ ہو اور نقصان نہ ہو، ایسا کرنے سے مشرکین کو غلبہ اور تسلط حاصل نہ ہو، ان کو مشورہ یا رائے دینے کا اختیار حاصل نہ ہو۔ اور یہ بھی مشرک کے خلاف مشرک کی مدد لینے کی صورت میں ہے جبکہ مشرک کی باغی کے خلاف مدد لینے سے متعلق کوئی دلیل موجود نہیں ہے سوائے باطل قیاس کے۔ خلاصہ یہ کہ ہمیشہ اللہ کے دین سے نصیحت لینا اور اس کی خیر خواہی چاہنی چاہیے ہے۔ والسلام

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کو سے بھائی عبدالرحمٰن بن ابراہیم ابا غنیم کی جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! آپ کا خط ملا آپ نے محبت ومودت کا اظہار کیا اس پر اللہ آپ کو جزاء خیر دے جو محبت اللہ کے لئے ہوتی ہے وہ باقی رہتی ہے اور جو اس کے سوا ہو وہ ختم ہو جاتی ہے۔ میں آپ کو اللہ سے ڈرنے اور اس فتنے کے سبب ہونے والے بائیکاٹ ومقاطعہ پر غور کرنے کی نصیحت کرتا ہوں اس میں آپ کی بہتری ہے جب فتنہ ہوا اس وقت آپ نے حقیقت سے آگاہ ہونے کے بجائے جھگڑا اور اختلاف شروع کر دیا اور بہت سی مجلسوں میں اس طرح کیا حتی کہ بازاروں میں مجھ سے بدتمیزی بھی کی اور حق سے چشم پوشی کی اور ان دنوں آپ ہمارے شہر میں آنے والے لشکروں کے خطوط کی بناء پر فتنے میں پڑے ہوئے لوگوں کی طرف مائل رہے اور آپ جانتے ہیں کہ ان خطوط میں کس طرح اللہ کے دین سے روکا گیا تھا اور دین اور دینداروں کا مذاق اڑایا گیا اور وہ اللہ کے دشمنوں کی تعریف سے اور ان کی اطاعت فرمانبرداری اور ان کے زیر اختیار آجانے کی دعوت سے بھرے پڑے ہیں ان میں مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جاتا۔ اور ان سے متاثر ہو کر بہت سے مسلمانوں نے ان کی اطاعت قبول کر کے خوشی کا اظہار بھی کیا۔

اور آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو فتنے میں پڑے ہوئے ان لوگوں کی طرف آتے جاتے ہیں اور ان میں سے بعض سے انس بھی رکھتے ہیں اور ان کے شبہات اور جہالتوں کی طرف مائل ہیں اور آپ

نے بحث وتحقیق اورحق معلوم کرنے کی کوشش ہی نہ کی جیسا کہ اس فتنے کے واقع ہوتے ہی یہ واجب تھا بلکہ آپ پرخواہش غالب رہی اور آپ نے ان دنوں ایسے لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ بیٹھنا شروع کردیا جونقصان تو پہنچاتے ہیں لیکن فائدہ نہیں دیتے اور سلف فرماتے ہیں کہ جو بدعتی کے ساتھ بیٹھے وہ اس کی بدعت سے بچ نہیں پاتا تو جو بدعت سے بھی بڑھ کر ہو اس کے بارے میں کیا کہا جائے؟ ان دنوں مجھے آپ سے متعلق ایسی کوئی بات معلوم نہ ہوسکی جس سے میں خوش ہوتا۔ مثلاً اللہ کے دین کو قائم کرنا یا اس کی مدد کرنا الاّ یہ کہ اجمالی طور پر آپ شرک اور مشرکین سے براءت کی دعوت دیتے رہے جبکہ اللہ حقائق کا اعتبار کرتا ہے ایمان ظاہری نمود ونمائش کا نام نہیں بلکہ وہ ہے جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔ اور تم اسی حالت پر رہے اور دوسروں کے ساتھ مل کر میری مخالفت کرتے رہے جب کہ تم جیسے آدمی سے خیر کی امید تھی اگر چہ آپ عالم یا فقیہ نہیں لیکن سمجھدار اور زمانے کے تجربات اور اونچ نیچ سے اچھی طرح واقف ہیں لوگ آپ کو اپنی خواہشات اور فاسد مفادات کی طرف بلاتے رہے آپ ان کے ساتھ بیٹھتے رہے جو حقیقتاً خرگوش کی طرح چھوٹے ہیں اور لومڑی کی طرح طبیعت رکھتے ہیں اور مشرکین کو قوی اور موحدین کو کمزور کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں اللہ ہی فیصلہ کرنے والا ہے کہ کون اس کے دین کا مددگار تھا اور کون اس کی عمارت ڈھانے میں مصروف رہا۔ احساء والوں کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے لشکروں سے صلح کر لی ہے اور ان کے ماتحت ہو گئے ہیں ان کی اطاعت کرنے اور ہر طرح ان کی مدد کرنے کی صراحت کی ہے بلکہ بعض تاجروں کے خطوط آئے جو ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور آپ کا لڑکا بھی ان کی خدمت پر مامور ہے۔ ایمان، قرآن اور اسلام سے روکنے والے ان بڑے فتنوں کے وقت آپ نے اللہ کا حق ادا نہیں کیا اللہ ہی آپ کی حالت کو جانتا ہے وہ آپ پر نگران ہے میں نے صرف وہ کچھ بیان کیا جو اس وقت مجھے آپ کے متعلق معلوم ہوا اور ہمارے بیان کردہ خدشات درست ثابت ہوئے کہ آپ نے شیطان کی رسی کو تھاما اور ابن عجلان کا خط آپ کے پاس آیا تو اس سے اس قدر متاثر ہوئے گویا وہ عہد ربانی یا حدیث نبوی ﷺ ہو اور عوام اور بچوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ اسے پڑھنے پڑھانے میں گے رہے جبکہ وہ خط

مشرکین سے دوستی لگانے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنے اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہمعصر مصریوں اور شامیوں پر شرک وکفر کے فتوے لگانے کو جائز قرار دیتا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ بت پرستوں کو اسلامی ممالک میں بلانا اور ان کی اطاعت نہ کرنے والے کے خلاف ان کی مدد کرنا گناہ نہیں ہے اگر جہالت اور خواہش کا حجاب سب سے بڑھ کر غلیظ اور کثیف نہ ہوتا تو ہو جاتا اس میں کیا قیامت چھپی ہوئی ہے۔ کہ صرف پہلی نگاہ اور عقل سلیم ہی اس کا ردّ کر دیتی۔ یہاں ایک مسئلہ اور ہے جس میں شیطان نے بہت سے لوگوں کو مبتلا کر رکھا ہے وہ ایسی کوششیں کرتے ہیں جس سے جماعت المسلمین میں اختلاف ہو دین میں انتشار پیدا ہو اور دنیا کی محبت راسخ ہو جہاد اور اللہ رب العالمین کے دین کی مدد ترک کر دی جائے زکاۃ کی ادائیگی سے بچا جائے جبکہ ان تمام امور کی اللہ نے مذمت بیان کی ہے فتنوں کی اس آگ کی لپیٹ میں شیطان کے بہت سے پیروکار جھلس رہے ہیں اور شیطان ان کے لئے یہ سب مقدس اور مبنی بر حجت بنا کر پیش کر رہا ہے جبکہ حقیقت میں یہ سب ناجائز وحرام ہے فتنوں میں مبتلا اکثر لوگ نہیں جانتے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے ہی اکثر مسلمانوں کو بڑے بڑے حادثات وواقعات کا سامنا رہا ہے جن کی بناء پر اسلام سے خروج اور فساد تک ہوا لیکن اس کے باوجود بھی مشہور ومعروف ائمہ اسلام کی دینی واجبات واحکامات کے اعتبار سے سیرتیں مشہور ومعروف ہیں آپ کے سامنے ایک مثال رکھتا ہوں حجاج بن یوسف الثقفی اپنے ظلم کی وجہ سے مشہور ہے اس نے معصوم جانوں بڑے بڑے علماء مثلاً سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قتل کیا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا حرم مکی کی حرمت کو پامال کیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جبکہ انہوں نے اس کی اطاعت کر لی تھی اور عام اہل مکہ ومدینہ ویمن اور اکثر اہل عراق نے اس کی اطاعت کر لی تھی اور حجاج مروان کا نائب تھا پھر اس کے بیٹے عبدالملک کا نائب رہا جبکہ مروان کو کسی خلیفہ نے مقرر نہ کیا تھا نہ ہی اس کی بیعت کی تھی اس کے باوجود ایک بھی عالم مروان کی اطاعت سے خارج نہیں ہوا واجبات وارکان اسلام میں اس کی اطاعت کرتا رہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حجاج کو پانے والے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی مخالفت نہ کرتے تھے نہ ان امور میں جو اسلام کے مطابق ہوں اس کی اطاعت سے روکتے تھے اسی طرح اس کے زمانے

کے کبار ائمہ وتابعین جیسے سعید بن مسیّب، حسن بصری، ابن سیرین اور ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم اشیاخ وانظار بھی اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت اور ہر نیک اور بد امیر کے ساتھ ملکر جہاد کرنے کا حکم دیتے تھے جیسا کہ شریعت اسلامیہ کے اصول وقواعد میں معروف ہے۔ ایسے ہی بنوعباس نے مسلمانوں کے شہروں پر تلوار کے زور سے قبضہ کیا کسی اہل علم نے ان کی حمایت نہیں کی انہوں نے بہت سی مخلوق کو قتل کیا بنی امیہ وغیرہ نے کتنے امراء ونواب کو قتل کیا امیر عراق ابن ہبیرہ کو قتل کیا مروان کو قتل کیا حتی کہ منقول ہے کہ سفاح نے اسّی (80) کے قریب بنوامیہ کے افراد کو قتل کر کے ان کے لاشوں کو پھیلا کر ان پر بیٹھ کر دعوت کھائی اس سب کے باوجود ائمہ عظام مثلاً امام اوزاعی، امام مالک، زہری، لیث بن سعد، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم ان بادشاہوں کی اطاعت کرتے رہے۔ یہ امور معروف ہیں۔ اور اہل علم کا ایک طبقہ مثلاً احمد بن حنبل، محمد بن اسماعیل (بخاری)، محمد بن ادریس (شافعی)، احمد بن نصر، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم بادشاہوں کی جانب سے صادر ہونے والی بدعات اور اللہ کی بعض صفات کا انکار کی نسبت سے فتنوں اور آزمائشوں میں ڈالے گئے اور بعض کو قتل کر دیا گیا جیسے احمد نصر رحمہ اللہ اس کے باوجود بھی وہ معروف میں ان کی اطاعت سے نہ رکے نہ ہی ان کے خلاف خروج کو جائز قرار دیا۔ اب تک مجھے آپ کے متعلق یہی معلوم ہوا کہ آپ بھی ان لوگوں کی طرف مائل ہیں ان سے راضی ہیں مجھے تو ڈر ہے کہ آپ کے سارے راستے بند نہ کر دیئے جائیں جبکہ دوست بھی آپ کو چھوڑ چکے ہیں اگر آپ کے دل میں کچھ ہے تو اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں کریں خاص کر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور دعا اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ابن غنام کے حوالے سے اپنی کتب میں جو کلام کیا ہے اس پر خوب غور کریں اس موقع پر ان کی ایک عبارت جو مجھے بہت پسند ہے بیان کرتا ہوں فرماتے ہیں: عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ اچھی ہی بات کہنی چاہیئے اس کے باوجود کہ انہوں نے یہ کشت وخون کر کے نافرمانی کی اور معلوم ہے ہر دو گروہوں میں ہر ایک خود کو حق پر اور دوسرے کو ظالم قرار دے رہا تھا اور علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوئے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو اللہ کا شریک تک قرار دے دیا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کے کافر و مرتد اور واجب القتل ہونے پر اتفاق کیا۔ آپ کیا کہیں گے

اگر شامی عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے قصاص کی بناء پر علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں ان مرتدین سے مل جاتے اور انہیں معذور قرار دیتے اور ان کے آجانے کی صورت میں ان کے ساتھ مل کر لڑائی کرتے۔کیا آپ کہیں گے کہ کسی صحابی نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے قصاص کی وجہ سے ان کی پناہ میں آجانے والے اور ان کے عقیدے سے براءت نہ ظاہر کرنے والے کے کفر میں شک کیا ہو؟ اس قصے میں خوب غور کریں کوئی شبہ باقی نہیں رہے گا ان شاء اللہ۔الاّ یہ کہ اللہ کسی کو فتنے میں ڈالنا چاہے۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے فضیلۃ الشیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ کو۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! میں آپ کو اللہ سے ڈرنے اور اس کے دین میں اخلاص اختیار کرنے اور اس پر توکل کرنے کی وصیت کرتا ہوں اکثر لوگوں نے مشرکین کے لشکر سے دوستی کرنے والے اور ان کی طرف مائل ہونے والے ان کے علاقوں میں جانے والے ان کی کفریات میں شامل ہو کر اللہ سے اعلان جنگ کرنے والے کی مذمت کو ناپسند کیا۔حالانکہ ہمارے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت اور ان کی تصانیف کو پھیلے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا اس کی وجہ نفس کا باطل کی طرف مائل ہونا یا اس سے محبت کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ.

(المومنون:71)

اگر حق ان کی خواہشات پر چلے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے ان میں فساد ہو جائے۔

مجھے آپ کے بارے میں جو معلوم ہوا مجھے ان سے خوشی ہوئی لیکن میں آپ سے زیادہ کی امید رکھتا ہوں بعض بھائیوں نے اس سلسلے میں ہمت سے کام نہیں لیا اور نہ ہی بزور تردید کی اور نہ ہی اللہ اور اس کے دین کے لئے غصے ہوئے اور نہ ہی اسلام کی بربادی پر بیدار ہوئے اگرچہ بعض نے مذمت کی اور براءت کا اظہار بھی کیا۔لیکن خواہش اور نرمی کے ساتھ اور ان کی ترجیح بحث نہ کرنا اور خاموش رہنا ہے۔ میرے خیال میں شیطان ان سے اپنا مقصد حاصل کر رہا ہے۔اس طرح دین درست نہیں رہ سکتا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلاَ تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا. (الفرقان:52)

اور تو کافروں کی اطاعت نہ کر اور ان کے ساتھ بڑا جہاد کر۔

قرآن کے ذریعے سے۔ اور شیطان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو سست کر دے تاکہ دونوں گروہوں میں جنگ بندی ہو جائے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ. (القلم:9)

وہ چاہتے ہیں تم مائل ہو تو وہ بھی مائل ہوں۔

لہٰذا آپ خوب کوشش کریں اور شیطان کے فریب سے بچ کر رہیں اللہ مجھے اور آپ کو قرآن وسنت کا مددگار بنائے آپ فالج زدہ لوگوں کی طرح بیٹھے نہ رہیں بلکہ لوگوں کافروں کے خلاف جہاد کی ترغیب دیں اور اہل نجد کو تو شیطان نے جکڑ رکھا ہے اور وہ اللہ کی خلق میں سب سے بڑے کافر اور گمراہ ہیں الوہیت، ربوبیت اور اللہ کے اسماء وصفات میں شرک کے مرتکب ہیں اور ان کے ساتھ انگریز کے وہ تمام لشکر بھی جو، وجود باری تعالیٰ کا ہی انکار کرتے ہیں۔ اور نیچریت وعلت اور قدامت وابدیت عالم کے قائل ہیں ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے نجد کی طرف کچھ خطوط لکھے ہیں جن کا مضمون ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتے ہیں اور انہوں نے امور دولت سے متعلق ترغیب وترہیب میں بڑی باتیں کی ہیں یہ سب جان لینے کے بعد یقین کر لیں کے اللہ نے آپ لوگوں کو نیک لوگوں کا جانشین بنایا ہے لہٰذا اس کے دین میں بے راہ روی اختیار کرنے یا اس کے دشمنوں سے جہاد نہ کرنے اور اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی خیر خواہی نہ چاہنے سے بچ کر رہیے اور دل تو برتنوں کی طرح ہیں ہر برتن میں اس کی گنجائش کے مطابق آتا ہے۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کی جانب سے عزیز بھائی حمد بن عتیق رحمہ اللہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! الحمدللہ خط ملا اللہ صبر وثبات عطا فرمائے آپ کی صحت وعافیت کا سن کر خوشی ہوئی اور جو کچھ آپ نے بتایا وہ بھی معلوم ہو گیا تعجب یہ نہیں کہ گمراہ ہونے والا کس طرح گمراہ ہو گیا بلکہ حیرانگی یہ ہے کہ نجات پانے والے نے کس طرح نجات پائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ. (البينة:4)
اورنہیں الگ ہوئے وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی تھی مگران کے پاس دلیل آجانے کے بعد۔

اللہ جسے علم دے اس پر فرض ہے کہ وہ اس کے مطابق دعوت دے شاید اللہ کسی کو اس کے ذریعے ہدایت دے کراس کے لئے ذریعہ بنادے۔

یادرکھئے امام سعود رحمہ اللہ نے جہاد کا عزم کررکھا ہے اورانہوں نے آپ کو خط بھی لکھا جس میں آپ کو وادی پہنچنے اور وہاں موجود مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے اور مسلم ممالک کو دشمنوں سے بچانے کا پابندکیاہےاورآپ جانتے ہیں کہ صاحب بریدہ نے کیا کیاوہ مسلمانوں کی اطاعت سےنکل کراللہ کے دشمنوں کی اطاعت کرنے لگا ہے اور اسلام کو پس پشت ڈال چکا ہے ایسے بہت سے قبائلیوں اور دیہاتیوں نے شیطان کی اطاعت میں لگ کر اسلام سے کنارہ کشی کرلی ہے لہٰذا آپ ہر طرح ثابت قدم رہیں اوراپنی کوششیں تیزتر کردیں کیونکہ مصیبت چاروں طرف موجود ہے۔آپ اپنے اس زمانے کےقراء سےواقف ہیں وہ لومڑی جیسی فطرت کے مالک ہیں اس مقصدومطلب میں ان سے بےخوف نہیں رہاجاسکتااللہ سےامیداوردعاہے کہ وہ ہمیں اسلام اورتوحیدپرثابت قدم رکھےآمین: ﴿وَ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ. (العنکبوت:69)﴾ ’’اور جولوگ ہماری راہ میں کوششیں کرتے ہیں ہم ضرورانہیں اپنے راستے دکھاتے ہیں اوراللہ یقیناً نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے‘‘۔والسلام۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے عزیز بھائی حمد بن عتیق رحمہ اللہ کو۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! الحمدللہ خط مل گیااور جوآپ نے بتایاوہ معلوم ہوگیااللہ مسلمانوں کے حاکم کوسیدھارکھے اورہمیں اپنے دین کی معرفت رغبت اور اتباع کی توفیق دے جبکہ اکثر لوگ اس سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں اور ہم اپنی اجنبیت اللہ کے سامنے پیش کررہے ہیں۔آپ مسئلہ معلومہ میں درگزرکرنا چاہتے ہیں اورحق یہ ہے کہ برائی کو بدل ڈالنا ہرایک پرحسب طاقت فرض ہےاوراللہ کے دشمنوں سے

درگزر نہیں کرنا چاہئیے یہ مکہ میں تو تھا بعد میں منسوخ ہو گیا اور مدینہ میں مشرکین اور دشمنوں سے درگزر کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ان کے خلاف جہاد اور ان پر سختی کرنے اور گناہ گاروں کی مذمت کرنے کا حکم دیا گیا اگر چہ مسلمان ہی ہو۔اور جو علی الاعلان نافرمانی کرے اور دشمنان دین کی مدد کرے اس کی عزت کی کوئی حرمت نہیں نہ ہی اس کے عیب کو چھپانا چاہیے:

وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ.

(النور:2)

اور ان دونوں کے متعلق اللہ کے دین میں تم نرم نہ پڑو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں اس سلسلے میں اچھا کلام کیا ہے اس کا مطالعہ کر لینا چاہیے اور اللہ کی اپنے رسول پر نازل کردہ حدود کو خوب سمجھ لینا چاہیے اور آپ جیسے شخص کے لئے اس طرح خیال مناسب نہیں بلکہ اللہ نے اہل زیغ پر آپ کی سختی سے فائدہ دیا ہے۔اور آج کل کے طلباء دین کا حال آپ جانتے ہیں وہ یا تو علی الاعلان حق کا انکار کرتے ہیں کیونکہ دین میں شبہات کا شکار ہیں یا پھر اس میں تساہل برتتے ہیں مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ رہا جائے انہیں خوش رکھا جائے یا پھر حق سے بالکل ہی خاموش رہتا ہے۔والسلام

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے امیر مکرم سالم بن سلطان کو۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! ہمیں اس فتنے کی خبر ملی جو آپ کے پاس غزان اور اس کے پیروؤں کی جانب سے آیا ان لوگوں کو شیطان نے گمراہ کر رکھا ہے۔ہمیں آپ کے متعلق بھی معلوم ہوا کہ آپ نے سلف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کی طرف پناہ نہ پکڑی اور جماعت سے جڑے نہ رہے اور اطاعت اور مشرکین سے مفارقت کو اہمیت نہ دی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سچے اور جھوٹے کی تمیز کی خاطر اس کی طاقت کے مطابق آزماتا ہے آپ کو اپنے ایمان توحید اور نجات کے لئے اور کفر اور اہل کفر کی طرف مائل نہ ہونے کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئیے۔فرمایا:

وَ لاَ تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لاَ تُنْصَرُوْنَ. (ھود:113)

اوران لوگوں کی طرف مائل مت ہوجنہوں نے ظلم کیئے پس تمہیں آگ لگ جائے گی اور اللہ کے سوا کوئی تمہارے دوست نہیں پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔

لاَ تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ...... (المجادلۃ:22)

آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی لگالے......۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ، كَانُوْا لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ، تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَ فِى الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ، وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ. (المائدہ:78-81)

بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کی زبانی لعنت کی گئی کیونکہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کرتے اور برائی سے روکتے نہیں خود اسے کرتے البتہ بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں آپ ان (منافقین) کی اکثریت کو دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی لگاتے ہیں البتہ بہت برا ہے جو ان کے نفسوں نے ان کے لئے آگے کیا کہ اللہ ان پر ناراض ہوگیا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ اللہ اور نبی اور اس کی طرف نازل کردہ پر ایمان رکھتے ہوتے تو انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ. (الممتحنۃ:1)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَ الْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ. (المائدۃ:57)

اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنالیا وہ لوگ جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کفار اور اللہ سے ڈر جاؤ اگر تم مومن ہو۔

یعنی جو انہیں دوست بنائے وہ مومن نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو اس کی اطاعت میں اس کی رضا کی خاطر لگے رہو اور اس بات سے خوفزدہ رہو کہیں تمہارا ایمان ضائع نہ ہو جائے اور حق تم پر مشتبہ نہ ہو جائے:

فَتَزِلَّ قَدَمٌ ۢ بَعْدَ ثُبُوْتِھَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. (النحل:94)

پس ثابت قدم رہنے کے بعد ڈگمگا جائے اور تم اللہ کی راہ سے روکنے کے سبب برائی چکھ لو۔

اللہ ہم سب کو ثابت قدم رکھے اور ایمان وہدایت عطاء کرنے کے بعد ہم سے انہیں سلب نہ کرے آمین۔ اللہ نے اپنے مومن بندوں اور اپنے گروہ سے فلاح اور حسن انجام کے وعدے کئے ہیں فرمایا:

وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ. (الصافات:173)

اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ. (التوبۃ:123)

ایمان والو! اپنے برابر والے کفار سے لڑو اور وہ تم میں سختی محسوس کریں اور یقین رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

اگرچہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسی کوئی بات نہیں پہنچی جس کی بناء پر آپ کو متہم کیا جائے۔ البتہ ہم نے وعظ ونصیحت کرنا مناسب سمجھا اور ہمارا بھائی علی بن سلیم تمہارے پاس یہ خط لے کر آرہا ہے امام صاحب نے اہل اسلام کو اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور آپ کی طرف روانہ کیا

کیونکہ آپ خاص ہیں۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے عزیز بھائی حمد بن عتیق رحمہ اللہ کو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمدللہ خط مل گیا اور جو کچھ آپ نے بتایا وہ معلوم ہو گیا آپ نے پہلا خط نص عام کر دینے اور خط لکھنے سے متعلق لکھا تھا کیونکہ میں نے سعود کی بغاوت اور ہر نیک وبد کے ساتھ اس کی زیادتی سوائے اس کی اطاعت کرنے والوں کے ان امور کو بہت بڑا قرار دیا تھا جبکہ عبداللہ شرعی امیر ہیں۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اس نے کافر وفاجر ریاست ترکی سے معاملہ کر کے اس سے مدد طلب کر لی ہے اور انہیں مسلم ممالک میں آنے کی دعوت دی ہے لہٰذا میں نے بالمشافہ ملاقات کر کے براءت کا اظہار کیا اور پرزور مذمت کی اور اسے اسلامی بنیادوں کو ڈھانا قرار دیا اور بھی بہت کچھ جس کی تفصیل اس وقت یاد نہیں لہٰذا اس نے توبہ اور ندامت کی اور استغفار کرنے لگا اور میں نے ان کی زبانی والی بغداد کو لکھا کہ اللہ نے آسانی کر دی ہے اور اہل نجد اور اہل بوادی کو ہمارا تابع کر دیا ہے جس سے مقصد حاصل ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور اب ہمیں فوج کی ضرورت نہیں ہے اور اس طرح کی کچھ اور باتیں میرے خیال میں خط روانہ کرے وہ بدل ہو چکا ہے۔ اس کا معاملہ مجھ پر مشتبہ رہا اور دو باتیں میرے نزدیک قابل اعتراض نہیں ایک اس کی امامت اور اسے معزول کر دینے کا جواز حتی کہ سعود نجد کے اشرار کے ساتھ آ گیا اور زمین پر قتل وغارت گری کر کے فصلیں تباہ کر کے اور نوجوان بچیوں کو خوفزدہ کر کے اور یتیموں اور بیواؤں کی حرمتیں پامال کر کے زمین پر فساد مچانے لگا یہ اور اس کا بھائی شعب حائر میں منحصر ہیں اور اس کی کمزوری بھی مشہور ہو چکی ہے اور شہریوں میں خوف وہراس پھیلا ہوا ہے اور میرے جیسے نہج پر قائم کچھ لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ شہریوں کو روکتے ہیں اور شخص کے پاس جاتے ہیں اسکے فلسفے کا انکار کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے جان ومال اور عزت کا دفاع ہو اور انہیں محفوظ بنایا جائے اور میرے لئے کوئی نئی بات سامنے نہیں آئی اور جب معلوم نہ ہو تو اس میں رائے دینا ہی نافع ہوتا ہے جب میں نے سعود اور اس کے بھائی کے درمیان صلح کے لئے سعود سے ملاقات کی تو اس نے بڑی بھاری شرطیں لگائیں اور اتفاق نہ کیا اب پوری کوشش فتنہ دور کرنے اور اتفاق واتحاد کی ہے مجھے اس شہر

کی رسوائی کا ڈر ہے کہ اس میں جان مال عزت کچھ محفوظ رہے گا کیونکہ اس کے بہت سے اسباب میں دیکھ چکا ہوں اور ایمان اٹھ چکا ہے اور شریف لوگ نکل چکے ہیں اور مشہور لوگوں نے جان و مال اور عزت کی امان پا کر سعود کی بیعت کر لی ہے اس صورتحال کے بعد میں نے آپ کو اتفاق و اتحاد اور لزوم جماعت سے متعلق دوسرا خط لکھا اس کے بعد ہمارے پاس ایک بڑی خبر آئی جس نے اسلام کو مٹا کے شرک و کفر اور بت پرستی کو ان شہروں میں عام کر دیا جو کبھی اسلام کے قلعے اور دشمنوں کی آنکھ کا شہتیر تھے اور ایسا وہاں ترکیوں کے فوجی لشکروں کے آنے سے ہوا جنہوں نے احساء اور قطیف پر قبضہ کر لیا اور ان کا سب سے بڑا طاغوت داؤد بن جرجیس شرک و کفر کی دعوت دینے لگا وہاں کے لوگوں نے ان کی فرمانبرداری کی انہوں نے قلعوں اور پناہ گاہوں میں جگہ دی اور قتل ولڑائی کے بغیر ہی وہاں داخل ہو گئے اور وہاں کے منافقین ان کی چاپلوسی میں جت گئے اور شرک و کفر اور لواطت ونشہ اور بڑی بڑی برائیاں پھیل گئیں اور توحید اور اہل توحید کو برا کہا جانے لگا اور شیطان نے ان کے سامنے یہ بات مزین کر دی کہ وہ عبداللہ بن فیصل کے مددگار رہیں لہٰذا جو لوگ ایمان پر دنیا کو ترجیح دیتے انہوں نے اس شیطانی حیلے کو فوراً قبول کر لیا اور بعض لوگ جو جاہل اور گمراہ ہیں وہ اس بات کو حکومت کے لئے متاثر کن ماننے لگے اور طلباءِ علم نے بھی ایک شاذ قول کا سہارا لیا کہ حاکم بوقت ضرورت مشرک سے مدد لے سکتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ اس قول کے قائل کی دلیل مرسل اور ضعیف روایت ہے جو کہ احادیث صحیحہ سے ٹکراتی ہے اور پھر اس قول کا قائل یہ شرط بھی لگاتا ہے کہ مشرکین کو مسلمانوں پر اختیار حاصل نہ ہو گا نہ ہی حکومت میں کوئی حصہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. (النساء:141)

اور اللہ نے ہرگز کافروں کے لئے مومنوں پر کوئی راہ نہیں رکھی۔

تو جو اس سے بھی بڑھ کر ہو کہ اسلام سے کلی طور پر خروج کر کے مشرکین کی خدمت میں لگ جائے اس کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ لہٰذا اب جبکہ آپ اس فتنے کی صورتحال سے مکمل واقف ہو چکے تو اللہ کے لئے اللہ کے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے ان کے خلاف جہاد کے لئے زیادہ سے زیادہ کوششیں کریں۔ اللہ

نے فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ.

(آل عمران:187)

اور جب اللہ نے ان لوگوں پختہ عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور اسے لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔

ایسی ہی دیگر آیات ہیں تو جو کچھ میرے علم میں تھا میں نے اسے کھول کر تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے رکھ دیا جیسا کہ آپ نے کہا تھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اہل جہنم کی مخالفت کرتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن رکھے آمین۔ والسلام

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے حمد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ نے دین کی اجنبیت کے متعلق لکھا تو معاملہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے دین کی اکثر بنیادیں اور شعبے ختم کر دیئے گئے ہیں اور خواص اس زد میں ہیں تو عام لوگوں اور لوگوں کے متعلق کیا گمان رکھا جائے جو رسولوں کی شریعت سے واقف ہی نہیں ہیں یعنی اللہ کے لئے غیرت وحمیت اس کے احکامات کی تعظیم اس کے دین کے دشمنوں سے جہاد کرنا اور مشرکین سے دوستی نہ کرنا ان سے براءت کرنا اور اہل ایمان سے جاملنا ان سے دوستی اور محبت اور ان کی مدد کرنا اور مسلمانوں کی جماعت سے جڑے رہنا اور اس کے علاوہ اور بہت سے دینی حقائق اور اسلام کے شعبے جن سے اکثر لوگ نابلد ہیں اور جو ڈھا دیئے گئے ہیں اللہ فتنہ وفساد کے دور میں ہمیں اور آپ کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھے۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی جانب سے بھائی عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرف اللہ خیر وعافیت سے رکھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! اللہ کا شکر ہے اس کا کرم ہے میں آپ کو اس شرکیہ فتنے میں اللہ کے لئے قائم رہنے کی وصیت کرتا ہوں کہ اکثر لوگ دل سے اسے قبول کر چکے ہیں اور ابن القیم رحمہ اللہ کا اغاثۃ میں یہ قول ذہن نشین رکھیں کہ: اس شرک سے وہی شخص بچ سکتا ہے جو مشرکین سے دشمنی رکھے اور انہیں ناراض کر کے اللہ سے قریب ہو جائے...... کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص شرک ناپسند کرتا ہے

توحید سے محبت کرتا ہےلیکن مشرکین سے اظہار براءت اوران سے دوستی نہ لگانے ان کی مدد نہ کرنے کے حوالے اس میں کمی کوتاہی ہوتی ہے اس طرح وہ ان کی خواہشات کا پیرو بن جاتا ہےاور ایسی وادی میں داخل ہوجاتا ہے جہاں اس کا دین تباہ ہوجائے اوروہ توحید کی اصل اورفرع دونوں کوترک کردے اس کے ساتھ اس کا ایمان باقی نہ رہے پس وہ نہ اللہ سے محبت کرے نہ اس کے لئے بغض اختیار کرے نہ ہی اس کی خاطر دوستی یا دشمنی کرے کیونکہ ان تمام امور کی بنیاد لا الہ الا اللہ ہے لہٰذا آپ پر موقع ومحل پر اس بات کا اوراس کی دعوت کا اہتمام کریں اوراگر آپ عبدالعزیز بن حسن سے ملیں تو اسے بھی نصیحت کریں ممکن ہے اللہ آپ کے ذریعے کسی قوم کو ہدایت دے دے اورعبدالعزیز بھی نفع حاصل کرے اللہ کے لئے مستعد ہوجائے اوردعوت میں آپ کا مددگار بن جائے۔ والسلام

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کی طرف سے بھائی عبداللہ بن ربیعہ رحمہ اللہ کی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! الحمدللہ اللہ کا بڑا احسان ہے خط لکھنے کا مقصد سلام دعا تھا اوراس فتنے کے حالات سے متعلق معلومات لینا شاید اللہ اسلام کومحفوظ اورتمہارے لئے کفر وفسق اور گناہوں کو ناپسند کردیا ہواور جب نجد میں یہ حادثات ہوئے تو بعض جاہلوں نے ایسی باتیں کیں جن سے ان کے منافق ہونے اوراسلام سے مرتد ہوجانے کا خدشہ پیدا ہوگیا اورتم تو فطرت سے محبت کرتے ہواوراسلامی دور میں پیدا ہوئے اورتم میں ایسے دیندار اورطلباءعلم بھی موجود ہیں جو وعظ ونصیحت اورحق کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔لیکن یہ سب ناپید ہوچکا ہے اب آپ پر اہل ایمان کے ساتھ مل کر دین کی نشر واشاعت اورمشرکین سے دور رہنے کی ذمہ داری ہے یہی چیز آپ کے لئے اللہ کی رضا اوراخروی سعادت کی ضامن ہے اوران بےقوفوں کی پرواہ نہ کروکہ وہ تمہیں اپنا مخالف قرار دیں گے بلکہ صرف اللہ کی رضا کے امیدوار رہوہم اوردیگر مسلمان حق پر تمہارے ساتھ ہیں لہٰذا میرے بھائی ان امور سے غفلت نہ برتو اورشرپسندوں کوختم کرنے کی کوشش کرو جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک خثعمی عورت نے پوچھا کہ دین اسلام کب تک رہے گا توانہوں نے فرمایا تھا کہ جب تک اس کے امراء وائمہ درست رہیں گے لہٰذا جب کسی شہر کی باگ دوڑ صالحین کے ہاتھ میں ہوگی تو دین کا معاملہ خود بخود درست ہوجائے گا ہمیں اللہ سے امید

رکھنی چاہئیے کہ وہ ہمیں اور آپ کو اپنی رضا کے حصول کی توفیق دے گا۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ کی طرف سے عزیز بھائی سہل بن عبداللہ کو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! الحمدللہ اللہ کا بڑا کرم ہے آپ نے ابن عجلان کو جو خط لکھا اور پھر اس نے اس کا جو جواب لکھا وہ ہمیں مل چکا ہے جو ان خرافات سے محفوظ ہوا اسے چاہیے کہ بکثرت اللہ کا شکر ادا کرے اور اس کے جواب میں جو گمراہیاں اور خرافات ہیں اہل بصیرت ان سے واقف ہیں اگر اس کا دین واعتقاد درست ہوتا تو اللہ کے دشمنوں کے ساتھ زندگی نہ گزارتا نہ ان کی چاپلوسیاں کرتا نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتا اگر چہ اکیلے کی نیت سے ہی سہی اور داؤد کے بارے میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے زیارت کی نیت کی تھی نہ کہ حج کی تو یہ درست بات ہے انبیاء اور صالحین کے متعلق غلو کرنے والے ایسے ہی ہوتے ہیں بلکہ بعض غالیوں نے تو کتاب لکھی جس کا نام حج المشاہد مزارات کا حج رکھا اور ان مزارات کو بیت اللہ سے افضل قرار دیا۔ میں آپ کو اللہ سے ڈرنے اور علم وایمان کی طلب میں لگے رہنے کی وصیت کرتا ہوں یہ آپ کے لئے نور ہے جو اللہ سے قریب کر دے گا جس کی قربت میں دنیا وآخرت اور ہر مرحلے کی سعادت ہے اور آپ کے بھائیوں کا آپ پر حق ہے کہ آپ قبولیت کے اوقات میں ہمیشہ انہیں یاد رکھیں اپنے بھائیوں کو میرا عام سلام کہنا۔ والسلام

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ کی جانب سے زید بن محمد کی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! الحمدللہ اللہ کا بڑا احسان ہے اللہ ہم دونوں کو صبر شکر کی توفیق دے ایک عرصہ ہوا ہمارے پاس آپ کا خط آیا اور بھائیوں کی عادات مختلف ہوتی ہیں خاص کر فتنوں کی ان موجوں اور حادثات کے ان واقعات کے وقت میں آپ کو اللہ سے ڈرنے دین میں رسوخ حاصل کرنے اور دعوت دینے خصوصاً عام لوگوں پر پڑے ہوئے شبہات کا پردہ چاک کرنے کی تاکید کرتا ہوں وہ عام لوگ جو باغیوں اور مشرکوں کے مابین فرق نہیں کر سکتے اور یہ نہیں جانتے کہ مشرکین کے خلاف ملت اسلامیہ کی مدد کرنے والوں کی مدد کرنا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے تارکین ہجرت کرنے کے متعلق فرمایا:

وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ. (الانفال:73)

اور راگر وہ تم سے دین میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا لازم ہے۔

اور اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ جہاد تا قیامت جاری رہے گا ہر امیر کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا فاجر مجھے جلد از جلد جواب لکھیں یہ نیکی اور تقویٰ میں تعاون اور جہلاء اور خواہش پرستوں کے خلاف دلیل بن جائے گا۔

عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی طرف سے زید بن محمد کی طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد! آپ نے جو لکھا کہ اکثر لوگ اس فتنے میں پڑ چکے ہیں اور اس سے نکلنا اچھا نہیں سمجھتے تو حقیقت اس سے کہیں بڑھ کر ہے امام ذہبی رحمہ اللہ ایک شخص پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حسین باتوں کا ماہر امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوثور سے لفظیہ (متکلمین) کے متعلق پوچھا تو فرمانے لگے کہ یہ بدعتی ہیں امام احمد رحمہ اللہ غصے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ لفظیہ تو جہمیہ ہیں جو متکلمین ہیں اور جو متکلم ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا (متکلم سے مراد وہ طبقہ ہے جو علم کلام کو حجت مانتا ہو) امام احمد نے امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہ کی تردید کی انہوں نے ان کے ردّ میں تساہل برتا اور یہ خیال کیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے عظیم عمل کا تقاضا اس سے بڑھ کر ہے ان کے برے اوصاف بیان کر کے ہر جگہ ان کا ردّ کیا جائے اور بغاوت کے اس فتنے نے شرک وکفر کا دروازہ کھول رکھا ہے اور اس کا غبار وشر اہل علم تک میں داخل ہو چکا ہے اور اس سے نجات مشکل دکھائی دیتی ہے مگر جسے اللہ اسلام پر ثابت قدم رکھے اور وہ توبہ کر لے۔

فضیلۃ الشیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ اپنے اختلاف اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دے اور اپنی خواہش کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے تابع کر لے اللہ اس کا معبود ہو اور رسول اس کا پیشوا ومقتدی اگرچہ اکثر لوگ اس حقیقت کو فراموش کر چکے ہیں تو جو حق جان لینے کے بعد قبول کرے وہ خوش نصیب ہے اور جو اکثریت کی طرح دھوکے میں پڑا رہا وہ گمراہ ہے۔ وبعد مومن پر بڑا فرض ہے کہ وہ ان ظاہری وباطنی اقوال وافعال ایسے ہی ان شخصیات سے محبت کرے جن سے اللہ محبت کرتا ہے جیسے فرشتے اور نیک

انسان اوران سے دوستی رکھے اور جس ظاہری و باطنی اقوال وافعال اوران کے مرتکبین سے بغض رکھے جن سے اللہ بغض رکھتا ہے جب یہ اصول مومن کے دل میں بیٹھ جائے تو وہ اللہ کے دشمنوں سے کبھی مطمئن نہ ہوگا نہ اس کے ساتھ میل جول رکھے گا اور اسے بری نگاہ سے دیکھے گا لیکن جب یہ اصول اکثر لوگوں کے دلوں میں کمزور پڑ گیا تو اکثر لوگ اللہ کے دوستوں اور اللہ کے دشمنوں دونوں کو خوش ہو کر ملنے لگے اور حربی مما لک اسلامی مما لک کی طرح سمجھ لئے گئے اور وہ اللہ کے غضب سے ڈرنا بھول گئے کہ جس کے غضب کو آسمان وزمین بھی نہیں سہہ سکتے اور جب دنیا اور دنیا کی لذات ہی لوگوں کی سب سے بڑی ترجیح بن گئی اگرچہ اللہ اس سے ناراض ہو جائے تو وہ دشمنوں کے ملکوں میں سفر کرنے لگے ان سے میل جول رکھنے لگے شیطان نے ان پر شبہات کا جال ڈال دیا وہ اپنے دین اور اللہ کے وعدوں سے غافل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

وَ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (الحشر:7)

اور جو بھی رسول تمہیں دے اسے لو اور جس سے بھی روکے اس سے رکو۔

اور نبی علیہ السلام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو بیعت لیتے اکثر لوگ اس سے غافل ہو گئے آپ فرماتے کہ: ''تیری آگ مشرک کی آگ نہ دیکھ پائے الّا یہ کہ تو جنگ کر رہا ہو'' فرمایا کہ: ''جو مشرک کے ساتھ اکٹھا ہوا یا اس کے ساتھ رہا وہ اسی کی طرح ہے''۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بیٹوں سے کفریہ مما لک میں بغرض تجارت سفر کرنے کے متعلق سوالات کئے گئے انہوں نے جو جوابات دیئے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین کے ملکوں میں سفر کرنا حرام ہے الّا یہ کہ مسلمان قوی ہو اس کا مقام ہو وہ اپنے دین کا اظہار کرتا ہو اور دین کا اظہار یہ ہے کہ ان کی تکفیر کرے ان کے دین پر عیب لگائے ان پر طعن کرے ان سے بیزاری کرے ان کی محبت سے بچے ان کی طرف مائل نہ ہو ان کی کسی صفت کا اعتراف نہ کرے صرف نماز پڑھ لینا اظہار دین کے لئے کافی نہیں۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ کر خود کو ان پر قوی ثابت کرتے ہیں اور ان کا ذبیحہ بھی نہیں کھاتے یہ درست ہے لیکن اظہار دین کے لئے یہ نا کافی ہے اس کے گذشتہ باتیں لازمی ہیں کوئی کہتا ہے کہ وہ ہم پر اعتراض نہیں کرتے تو یہ بات غلط ہے ہماری مراد وہ

شخص ہے جوان سے خیر کی امید رکھے اوران سے میل جول کرے ایسا شخص اگر ارتداد سے محفوظ بھی رہا تو بڑے بڑے ہلاکت خیر امور سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور جو ان سے دوستی لگائے اور مومنوں سے زیادہ انہیں راہ یاب سمجھے تو ایسے شخص کے ساتھ زیادہ بات چیت کا کوئی فائدہ نہیں اللہ جسے چاہتا ہے صرط مستقیم پر چلاتا ہے اللہ نے مومنوں پر لازم کیا ہے کہ رسول جو انہیں دے وہ لے لیں اور جس سے روکے رک جائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی علیہ السلام کے روکنے پر آپ کے روکنے سے زیادہ رک جاتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ: اگر وہ قطع رحم کریں تو چھت انہیں سایہ نہ دے کیونکہ انہوں ے آپ کا یہ فرمان سن رکھا تھا کہ اس قوم پر رحمت نہیں اترتی جن میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔ تو جو کفار کے ساتھ اٹھے بیٹھے ان کے ساتھ کھائے پیئے ان سے نرم گفتگو کرے ان کا کیا حکم ہو؟ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: نافرمانوں سے بغض رکھ کر اللہ کے محبوب بن جاؤ اوران سے دور رہ کر اللہ سے قریب ہو جاؤ اور انہیں ناراض کر کے اللہ کو خوش کر دو تو جب نافرمانوں کے متعلق اس طرح ہے تو کفار اور مشرکین اور منافقین کے متعلق کیا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لاَ تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لاَ تُنْصَرُوْنَ. (ھود:113)

ظالموں کی طرف مائل مت ہو تمہیں آگ لگ جائے گی اور اللہ کے سوا تمہارے کوئی دوست نہیں پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی۔

ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی طرف محبت یا نرم کلام کے ذریعے کسی بھی طرح مائل مت ہو ایسا کرنے والے کو اللہ نے آگ لگ جانے کی وعید سنائی جو ان کی طرف مائل ہو اگرچہ ان سے نرم گفتگو کر کے ہی ہو۔ اور اللہ نے ان کے خلاف اپنے بندوں پر جہاد اور سختی کو فرض کیا ہے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ. (التوبۃ:73)

اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر۔

منافقین کے متعلق فرمایا:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُ اللّٰہُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَعۡرِضۡ عَنۡہُمۡ وَ عِظۡہُمۡ وَ قُلۡ لَّہُمۡ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ قَوۡلًۢا بَلِیۡغًا. (النساء:63)

ان لوگوں کے دلوں میں جو ہے اللہ اسے جانتا ہے سو آپ ان سے اعراض کریں اور انہیں نصیحت کریں انکے متعلق ان سے بلیغانہ کلام کریں۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں: آیت میں اللہ نے اپنے نبی کو منافقین سے اعراض کرنے ان پر سختی کرنے ان سے ناخوش اور ناگوار غصہ سے متغیر اور سپاٹ چہرے کے ساتھ ملنے کا حکم دیا ہے۔ جب مسلمانوں کے ساتھ رہنے والے نماز پڑھنے والے جہاد کرنے والے حج کرنے والے منافقین کے ساتھ یہ سلوک ہے تو جو مشرک ممالک میں سفر کرے اور کئی کئی دن ان کے ہاں رہے سلام میں انہیں پہل کرے نرم گفتگو کرے صرف دنیا کی خاطر جبکہ اللہ نے دنیا کو اس کے لئے عذر بنایا ہی نہیں ہے تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۣاقۡتَرَفۡتُمُوۡہَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَہَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَہَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ جِہَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ. (التوبۃ:24)

کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہارے رشتہ دار اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس میں خسارے سے تم ڈرتے ہو اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ سب تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو حتی کہ اللہ تمہاری طرف اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقین کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا، وَالۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی. (الاعلیٰ:16-17)

بلکہ تم دنیاوی زندگی کو اہمیت دیتے ہو جبکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ. (الشوری:20)

جوآخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کردیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس میں سے کچھ دن دیں گے اور آخرت میں اس کا حصہ نہ ہوگا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا. (اسراء:18)

جوجلد مل جانے والی (دنیا) کا طالب ہے تو جس کے لئے ہم چاہیں گے جلدی کردیں گے پھر اس کے لئے ہم جہنم بنائیں گے وہ اس میں ذلیل اور اندھا ہوا کر داخل ہوگا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ . (مجادلة:22)

تو ایسی قوم نہ پائے گا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے دشمنوں سے محبت کرتی ہو اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

نبی علیہ السلام ایک طویل حدیث قدسی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :تم رزق کی تلاش میں اللہ کی نافرمانیاں کرنے لگو شیطان ہرگز تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر پائے گا جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت کے ذریعے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اور جب اللہ نے مشرک کو گھر لانے سے منع کیا اور جان لیا کہ لوگ ضرورت کا عذر پیش کریں گے تو فرمایا کہ:

وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ.

(التوبة:28)

اور اگر تم محتاجی سے ڈرتے ہو تو عنقریب اللہ تمہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا اگر اس نے

چاہا۔

اللہ نے محتاجی اوران کی احتیاج کو عذر تسلیم نہیں کیا اور بتادیا کہ رزق قوی ومتین کے پاس ہے۔اس نصیحت کا مقصد آپ کے ساتھ شفقت ہے اس اندیشے کی بناء پر کہ تم ان سے محبت کر کے ان کی طرح نہ ہو جاؤ اور کلام اس عقلمند مومن سے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہو اور اپنی خواہش سے باز رہتا ہو جبکہ منافق یا شک کرنے والا یا وہ جسے اللہ نے فتنے میں ڈال دیا تو اللہ اس کے لئے گھات میں ہے۔فرمایا:

يَوْمَ لاَ يَنفَعُ مَالٌ وَّ لاَ بَنُوْنَ،اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. (الشعراء:88-89)

اس دن نہ مال نہ بیٹے فائدہ دیں گے مگر جو اللہ کے پاس قلب سلیم لائے۔

لہٰذا ہر عاقل پر واجب ہے کہ وہ اپنے حال پر غور وفکر کرنے کے بعد توبہ کرے اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرے اور برائی کو نیکی سے بدل دے اللہ کی محبت کو تمام محبتوں پر غالب کردے اور اس کی رضا کو خواہشات پر ترجیح دے کیونکہ اگر دنیا کا کچھ کھو جائے تو نعم البدل مل جاتا ہے لیکن اگر اللہ کی ناراضگی بندہ کھودے پھر وہ سب سے بڑھ کر ناکام ونامراد ہے اگرچہ ساری دنیا اس کے پاس ہو۔ہم اللہ کے اسماء حسنیٰ کے واسطے سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی جانب متوجہ رکھے اور متقی بنائے آمین۔

حمد بن عتیق رحمہ اللہ کی جانب سے عبداللہ بن صالح کو۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد!

ہمیں آپ کا خط ملا اس کا مضمون بھی سمجھ گیا اگرچہ اس کی ابتداء میں کچھ نامناسب اور غیر تحقیق باتیں بھی ہیں آپ نے مجھ سے مشورہ مانگا شہر چھوڑ دینے سے متعلق تو میں کہتا ہوں کہ جان لیجئے کہ اللہ نے نبی علیہ السلام کو ملت حنیفی کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کی اتباع کا حکم دیا۔فرمایا:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

(النحل:123)

پھر ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف وحی کی کہ ملت ابراہیم جو کہ حنیف تھے کی اتباع کر اور وہ مشرکوں سے نہ تھے۔

اللہ نے صریح طور پر لازم کیا اور اس کے تارک کی مذمت کی فرمایا کہ:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (یونس:104-105)

اے لوگو! اگر تم میرے دین میں شک کرتے ہو تو میں اللہ کے سوا ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو لیکن میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں موت دیتا ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہو جاؤں اور یہ بھی کہ تو اپنا رخ دین حنیف کی طرف رکھ اور مشرکوں سے مت بن۔

بلکہ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ کافروں کے کفر اور ان سے براءت کی صراحت کر دیں۔ فرمایا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ. (الکافرون:1-3)

کہہ دیجئے اے کافرو میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ ہی تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرنے والا ہوں۔

قرآن میں ایسی بہت سی آیات ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تمام رسولوں کا اصل دین تھا توحید کو قائم کرنا اس سے اور اس کے ماننے والوں سے محبت کرنا ان سے دوستی رکھنا۔ اور شرک کا انکار کرنا اور مشرکین کو کافر کہنا ان سے بغض و عداوت رکھنا جیسا کہ ارشاد فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَاَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ. (الممتحنة:4)

تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے بیزار ہیں ہم تمہارے عمل کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس بغض وعداوت کا صراحت سے اظہار کرے اور اپنے عقیدے کو بیان کرے اس پر ہجرت واجب نہیں لیکن جو ایسا نہ کر سکے بلکہ سمجھتا رہے کہ نماز، روزہ اور حج سے ہی اس سے ہجرت ساقط ہوگئی تو یہ جہالت اور انبیاء کی دعوت سے غفلت ہے کیونکہ جس شہر میں حاکم قبر پرست شرابی اور جواری ہوں تو وہ اس سے اسی صورت میں راضی ہوں گے جب وہ شرک اور طاغوتی قوانین سے راضی ہوجائے ان کو مان لے ہر جگہ ایسا ہی ہوتا ہے کتاب وسنت سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ اس صورت میں وہ شریعت پر نہیں رہ سکتا لہٰذا ہر عقلمند خیر خواہ غور کرے کہ قریش نے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مکہ سے کیوں نکالا جبکہ وہ افضل ترین مقام ہے انہوں نے صرف اس وقت نکالا جب آپ ﷺ نے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے دین پر آباء واجداد پر ان کے جھوٹے معبودوں پر عیب لگائے تو انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ ایسا نہ کریں وگرنہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کو نکال باہر کریں گے اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے سامنے مشرکین کے تشدد کا شکوہ کیا لیکن آپ نے انہیں صبر کرنے کا کہا اور انہیں پہلے لوگوں کے حالات سنا کر تسلی دی یہ نہیں کہا کہ ان کے دین میں عیب لگانا انہیں بے وقوف کہنا چھوڑ دیں بلکہ وہاں سے چلے جانے وہ جگہ چھوڑ دینے کو اختیار کیا حالانکہ وہ زمین کا افضل حصہ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا. (الاحزاب:21)

تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور روز آخرت سے ملاقات کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہو۔

وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً. (النساء:100)

اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین پر بڑی جگہ ہیں اور کشادگی پائے گا۔

لہٰذا اگر تم اہل اسلام سے دوستی لگائے رکھو اور اسلامی قوانین تم پر نافذ رہیں اور مشرکوں کے ہاتھ تمہیں روک نہ سکیں اور چند فروعات میں کمی کوتاہی ہو رہی ہو تو اس حال میں ہجرت کرنا مستحب ہے اگر اس

کے حق میں رہنا بہتر اور نکلنا برابر ہو تو رہنا ہی مستحب ہوتا ہے بشرطیکہ دین پر کسی فتنے کا خوف نہ ہو اور وہ پوری طرح اپنے دین کا پابند رہے۔ والسلام

سوال اگر کسی شخص پر الزام ہو کہ وہ مشرکین کی طرف میلان رکھتا ہے تو کیا اس کے ساتھ بیٹھنا یا اس سے گفتگو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ظالموں کی طرف مائل ہونے کو حرام قرار دیا ہے جب یہ میلان ظاہر ہو تو مومن کے لئے ایسا کرنے والے کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں نہ ہی اس سے گفتگو کرنا جائز ہے البتہ اگر نصیحت یا دعوت یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی غرض سے ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہ اللہ کی اطاعت اور اس کی راہ میں جہاد ہے لیکن دوست یا ساتھی کی حیثیت سے اس سے گفتگو کرنا جائز نہیں بلکہ یہ دین میں عیب ہے اور اگر یہ میلان ظاہر نہ ہو بلکہ صرف تہمت کی حد تک ہو اس کا ثبوت نہ ہو تو کسی مسلمان سے بائیکاٹ جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے فرمایا:

عبداللہ بن عبداللطیف رحمہ اللہ کی جانب سے عزیز بھائیوں کو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد۔ تمہاری ایک خامی کے سبب لکھنا پڑا کہ جو کوئی مسلمان بھائی کوئی غلطی کرے یا بھول جائے یا توبہ واصلاح کرلے اور رجوع کرے تو آپ لوگ اس کی نفی کرتے ہو اس سے بائیکاٹ کرتے ہو جبکہ یہ تو ابن بطی کی غلیظ حرکتیں ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو توبہ کی دعوت دیتا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (المائدہ:74)

توبہ ان لوگوں پر ہے جو نادانی میں برائی کرلیں پھر جلد ہی توبہ کرلیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: تمام انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک شخص کو حد خمر لگتے دیکھا تو کہا اللہ فلاں کو ہلاک کرے نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنے ساتھی کے خلاف شیطان کی حمایت نہ کرو۔ تم نے بھی ایسا ہی کیا کہ فلاں نے جب توبہ کی اور پلٹ آیا تو تم اس سے نفرت

کرنے لگے اور برے انجام کا کچھ خوف نہ کیا نہ ہی اللہ سے ثابت قدمی کی دعا کی اور جو اپنے دین سے پل بھر کے لئے بھی بے خوف ہو جائے وہ اچک لیا جاتا ہے۔ شہروں میں پہلے اللہ کا حکم ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس کے حاکم وامیر کا تو تم نے اس سے کیوں رجوع نہ کیا اور جو تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ تمہیں امیر کی اطاعت سے نکل جانے کا حکم دے رہا ہے تم اپنے رب سے خوب واقف رہو اور اپنے آپ سے بھی جو اپنے مسلمان بھائی کی توبہ اور عذر قبول نہ کرے اللہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ. (المومنون:71)

اور اگر ان کی خواہشات پر چلے تو آسمانوں اور زمین میں اور جو ان میں ہیں ان میں فساد ہو جائے بلکہ ہم ان کے پاس ذکر لائے ہیں وہ ان کے ذکر سے اعراض کرتے ہیں۔

تم قرآن اور اس کے احکام سے اعراض نہ کرو اور گمراہ ابن بطی کی روش مت اختیار کرو۔ والسلام

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کفار سے دوستی کرنا کفر ہے ملت سے خارج کر دیتا ہے یہ ایسے ہے جیسے ان کا دفاع کرنا مال وجان کے ذریعے ان کی مدد اور تعاون کرنا۔ مثلاً دوات اٹھا کر دینا قلم پکڑانا دیکھ کر خوش ہونا وغیرہ اس طرح کا تعاون یا تعلق کبیرہ گناہ ہے۔

شیخ عبداللہ بن عبداللطیف اور شیخ سلیمان بن سمحان رحمۃ اللہ علیہم سے پوچھا گیا کہ بائیکاٹ کی کوئی حد ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ دین کی بناء پر بائیکاٹ کرنے کی کوئی حد متعین نہیں بلکہ جس قدر مصلحت کا تقاضا ہو اس کی حد میں اختلاف ہے جیسا کہ فتح الباری میں تفصیل موجود ہے ان تین افراد کے قصے کے ضمن میں جو تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اور صحیح یہ ہے کہ اس کی کوئی حد متعین نہیں ہے۔ واللہ اعلم

شیخ حمد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جو مسلمان شرکیہ ممالک کی طرف سفر کر جائے اس کے ساتھ عداوت اور اس سے بائیکاٹ جائز ہے یا نہیں؟



ان ممالک کی طرف سفر کرنیوالے دو طرح کے لوگ ہیں جو کفریہ ممالک کو وطن بنالیں یہ لوگ

اگر اپنے دین کا اظہار نہ کریں اور مشرکین کے دین سے براءت اور انہیں کافر قرار نہ دیں تو ان مشرکوں اور ان مسافروں کا حکم ایک ہے اللہ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ. (النساء:97)﴾ ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔ تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے'' مسلمانوں کے گروہ میں تھے یا مشرکین کے گروہ میں: ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ﴾ ''وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے'' فرشتے ان کا ردّ کرتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا﴾ ''اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر لیتے'' اس وقت وسیع زمین مدینہ تھی اور وہاں پر کفار یہودیوں کے تین قبیلے تھے جو اسلام نہ لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ﴿فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا، اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَان﴾ ''ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے مگر کمزور مرد عورتیں اور بچے'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہی لوگوں کے متعلق کہا تھا کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا پھر اللہ نے یہ آیت نازل کر دی انہی کے متعلق نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو مشرک کے ساتھ اکٹھا ہو یا اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی طرح ہے۔ فرمایا: میں اس مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکین کے درمیان رہے۔ لہٰذا ان لوگوں سے دشمنی رکھنا اور بائیکاٹ کرنا واجب ہے دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو کفریہ ممالک میں تجارت کے لئے سفر کریں اور واپس مسلمانوں کی طرف لوٹ آئیں یہ بھی دو طرح ہیں جو اپنے دین کو محفوظ رکھے ان کے مقرر کردہ اماموں کے پیچھے نمازیں پڑھے اور نہ ذبیحہ کھائے اور نہ ان کی طرف مائل ہو یا ان سے نرم گفتگو کرے نہ ان سے سلام کرے انہیں کافر قرار دے تو ان سے عداوت اور بائیکاٹ جائز نہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو ان کی طرف سفر کرتے ہیں اور انہیں مسلمانوں پر برتری دیتے ہیں اس کا حکم اس آیت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ. (النساء:51-52)

کیا آپ نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جنہیں کتاب کا حصہ دیا گیا وہ بت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ اہل ایمان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان لوگوں پر اللہ نے لعنت کی۔

اکثر لوگ مشرکین کو فضیلت دیتے ہیں ان کی حمایت میں جھگڑتے ہیں تو ان سے عداوت اور بائیکاٹ فرض ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ. (المائدہ:51)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اورتم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہے۔بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ وَ لَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ. (المائدۃ:80-81)

آپ ان (منافقین) کی اکثریت کو دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی لگاتے ہیں البتہ بہت برا ہے جو انہوں نے آگے بھیجا کہ اللہ ان پر ناراض ہوگیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر وہ اللہ اور نبی (ﷺ) اور جو اس کی طرف نازل کیا گیا اس پر ایمان رکھتے ہوتے تو انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ.

(المجادلۃ:22)

آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے

رسول (ﷺ) کے دشمنوں سے دوستی لگالے۔

اس قسم کے اکثر لوگ دل سے نہیں چاہتے ہیں حتی کہ اچھائی کو اچھائی اور برائی کو برائی بھی نہیں سمجھتے آپ انہیں منافق سمجھیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ. (التوبة:67)

منافق مرد منافق عورتیں ایک دسرے سے ہیں برائی کا حکم اور نیکی سے روکتے ہیں۔

کتاب وسنت سے واقف لوگ جانتے ہیں کہ اکثر لوگ دنیا یا ریاست یا قرابت داری کی خاطر مشرکین سے تعصب رکھتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکری کے ریوڑ میں چھوڑ دیا گیا ہو ان کا فساد اس ریوڑ میں کسی شخص کے مال کی حرص یا دینی شرف کی حرص سے زیادہ نہیں ہوتا حقیقی سمجھ دار وہ ہے جو کتاب وسنت کے نصوص کو ان واقعاتی مطالب میں لیتا اور لوگوں پر نص کے مطابق حکم لگاتا ہے عام چلن یا اپنی خواہش کو نہیں دیکھتا نہ ہی کسی سے خوف زدہ ہو کر دین میں خیانت کرتا ہے۔

سوال شرکیہ ممالک سے ہجرت کا کیا حکم ہے؟

جواب مشرک ممالک سے مسلم ممالک کی طرف ہجرت کرنا کتاب وسنت واجماع امت کی رو سے فرض ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر روزہ اور حج سے بھی پہلے فرض کیا جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں اور جب کچھ مسلمانوں نے سستی کی اور قریش انہیں بدر کے روز اپنے ساتھ مسلمانوں کے مقابل زبردستی لائے اور ان میں سے کچھ صحابہ کے ہاتھوں قتل ہوئے تو صحابہ نے کہا کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ: ﴿**اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ.** (النساء:97)﴾ ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے'' مسلمانوں کے گروہ میں تھے یا مشرکین کے؟: ﴿**قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ**﴾ ''وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے'' ہمیں زبردستی لایا گیا تو فرشتے ان کا ردّ کرتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿**قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ**

اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا﴾ ''کہ اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر لیتے'' اس وقت جائے ہجرت صرف مدینہ تھی اور وہاں یہود کے تین بڑے قبیلے آباد تھے۔ اور وہاں کی زندگی انتہائی دشوار گذار تھی۔ اس کے باوجود اللہ نے اسے فراخ سرزمین قرار دیا اور دنیا کی محبتوں میں مبتلا ہو کر ہجرت کو ترک کر دینے والوں کے متعلق اللہ نے سورۃ توبہ میں فرمایا:

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَ اَبۡنَآؤُكُمۡ وَ اِخۡوَانُكُمۡ وَ اَزۡوَاجُكُمۡ وَ عَشِيۡرَتُكُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ جِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ. (التوبة:24)

کہہ دیجئے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتے دار اور مال جنہیں تم کماتے ہو اور تجارت جس میں خسارے سے تم ڈرتے ہو اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو تا آنکہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقین کو ہدایت نہیں دیتا۔

فسق واجب کو ترک کرنے سے ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اس مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکین کے درمیان رہے۔ نیز فرمایا: جو مشرک کے ساتھ جمع ہو یا اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی طرح ہے۔ یہ مسئلہ عقیدے کا بنیادی مسئلہ ہے اور اختلافی نہیں بلکہ اتفاقی مسئلہ ہے اور اس سے اختلاف کرنے والا گمراہ ہی ہوسکتا ہے اور جو ان کے درمیان رہے ان سے میل جول رکھے اس کی سزا بھی یہی ہے کہ اس کا دل بھی ٹیڑھا کر دیا جائے۔ اللہ ہمیں دلوں کی کجی اور گمراہ کن فتنوں سے محفوظ رکھے۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن نے فرمایا:

محمد بن عبداللطیف رحمہ اللہ کی طرف سے عبداللہ بن علی الزحیفی کی طرف ہمیں آپ سے متعلق انتہائی ایک بُری خبر ملی جس کا ایک مسلمان سے تصور نہیں کیا جاسکتا وہ یہ کہ آپ کے خیال میں ہجرت واجب نہیں بلکہ

مستحب ہے یا پھر ہمیشہ کے لئے منقطع ہے اور آپ یہ حدیث بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ: ''فتح کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد و نیت ہے''، تو حقیقت یہ نہیں ہے جو آپ نے سمجھی بلکہ آپ نے اس حدیث کو سمجھنے میں غلطی کی کیوں کہ آپ کے دل میں خواہش اور حق کی مخالفت اور حق و باطل میں فرق نہ کرنا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا یہ امور گھر کر چکے ہیں اللہ ہمیں ہدایت کے بعد گمراہ ہو جانے سے محفوظ رکھے۔

حدیث کا درست معنی یہ ہے کہ جب مکہ دارالاسلام بن گیا تو وہاں سے ہجرت واجب نہیں رہی اور جب شہر خواہ وہ مکہ ہو یا کوئی اور وہ کفریہ یا شرکیہ شہر ہو تو اس سے ہجرت کرنا ہر صاحب استطاعت پر کتاب وسنت اور اجماع امت کے مطابق واجب ہے۔ اللہ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں (ہجرت نہ کرکے) جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔'' ﴿قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ﴾ ''وہ پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے'' تم یہاں کیوں رہتے رہے اور ہجرت کیوں نہ کی وہ یہ نہیں کہتے کہ تمہاری تصدیق کیسے ہو: ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے'' ہم وہاں سے نکل کر کہیں جانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے: ﴿قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ ''وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر لیتے''

ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ: فتح کے بعد ہجرت نہیں یعنی فتح مکہ یا کوئی بھی فتح اشارہ ہے کہ غیر مکہ کا حکم مکہ ہی کی طرح ہے سو اس شہر سے ہجرت واجب نہیں جسے مسلمان فتح کر چکے ہوں البتہ فتح ہونے سے قبل وہاں رہنے والا اگر نہ اپنے دین کا اظہار کر سکتا ہو نہ ہی واجبات کی ادائیگی تو اس پر وہاں سے ہجرت کرنا فرض ہے تاکہ مسلمانوں کی جماعت میں اضافہ ہو اور ان کی مدد ہو اور کفار کے خلاف جہاد ہو اور ان کی غداری سے محفوظ رہا جائے اور ان کے درمیان رہ کر برائی دیکھنے کی قباحت سے راحت مل جائے تیسرا وہ شخص ہے جس کے پاس عذر ہو مثلاً قید، یا بیماری وغیرہ تو اللہ نے انہیں معذور قرار دیا ہے اس کے لئے وہاں رہنا جائز ہے اگر ہمت کرے اور مشقت برداشت کر کے وہاں سے نکل جا تو اسے اجر ملے گا۔

ابن حجر رحمہ اللہ کے اس قول پر غور کریں کہ وہ اپنے دین کا اظہار کر سکتا ہو پھر اس کے حق میں ہجرت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے جیسا کہ ابن حجر نے بیان کیا لیکن ایسے لوگ نایاب ہیں۔شیخ حسین بن غنام الاحسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کچھ لوگ یہ زعم رکھتے ہیں کہ ایمان اور دارالکفر سے دارالاسلام ہجرت کرنا واجب نہیں نہ ہی اس دور میں متعین ہے اس کا وجوب اور حکم منسوخ ہو چکا ہے مگر دلیل ایسی پیش کی جاتی ہے جس سے مقصد حاصل نہیں ہوتا۔مثلاً نبی علیہ السلام نے فرمایا: فتح کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت ہے۔مہاجر وہ ہے جو اللہ کے منع کردہ امور سے ہجرت کرلے۔اس حدیث کا صحیح معنی یہ ہے کہ مکہ کی فتح اور وہاں سے شرک کے خاتمے اسلام اور اہل اسلام کے غلبے کے بعد وہاں سے ہجرت نہ رہی کیونکہ اب پہلی جیسی صورتحال نہیں رہی بلکہ اللہ نے حالات بدل دیئے لیکن شرکیہ اور کفریہ ممالک سے ہجرت کرنا ان کے ساتھ نہ رہنا اور مسلم علاقوں کی طرف چلے جانا کیونکہ وہاں موحدین کا دین قائم نہیں رہ سکتا تھا نہ اس کا اظہار ہو سکتا تھا نہ اسلام کی طرف نسبت اور اس کی مدد ممکن تھی تو اس صورت میں ہجرت اب بھی واجب اور ثابت ہے کیونکہ ملزوم (اسباب ہجرت) باقی ہیں تو لازم (ہجرت) بھی باقی رہی جیسا کہ کبار علماء نے صراحت کی ہے اور آیات احادیث اس پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں۔مثلاً: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے وہ جواب دیتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے''(اس کے بعد انہوں نے ابن کثیر رحمہ اللہ کا سابقہ کلام ذکر کیا ہے)اور سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو مشرک کے ساتھ جمع ہو یا اس کے ساتھ رہے وہ اس کی ہی طرح ہے۔(سنن ابو داؤد)

شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں: اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ جو اسلام کا دعویٰ کرے اور مشرکین کے ساتھ اجتماع اور مدد میں جمع ہو اس حیثیت سے کہ مشرک اسے اپنے آپ میں شمار کریں تو وہ کافر ہے اگرچہ اسلام کا دعویٰ کرے الاّ یہ کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور مشرکین سے دوستی نہ لگائے یہی وجہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام ہجرت کر گئے اور وہاں کچھ لوگوں نے جنہوں نے ہجرت

نہ کی تھی اسلام کا دعویٰ کیا اس کے باوجود قریش نے انہیں اپنے آپ میں شمار کیا اور زبردستی بدر میں اپنے ساتھ لے آئے پھر جب انہیں قتل کیا گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا تو اللہ نے یہ آیت نازل کر دی اور ان سے کمزوری کا عذر قبول نہیں کیا۔(العقد الثمن)

سنن ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: میں اس مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکین کے درمیان رہ رہا ہو جب تک وہ دونوں ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ سکیں۔ اگر بطور دلیل صرف یہی حدیث پیش کی جائے تو کافی ہے نیز آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اپنے دین کا اظہار کرتے ہیں مشرکین کو برا کہتے ہیں یہی تو اصل مصیبت ہے جس میں شیطان لوگوں کو مبتلا کر رہا ہے آپ لوگوں نے اظہار دین کو سمجھنے میں غلطی کی کہ صرف نماز پنجگانہ کی ادائیگی اور آذان، روزہ وغیرہ ہی اظہار دین ہے اور چند مخصوص مجلسوں میں بیٹھ کر تم لوگ کہہ دیتے ہو کہ یہ لوگ کفار اور مشرک ہیں ان کے پاس کوئی دین نہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم ان سے بغض رکھتے ہیں اور طریقہ وہابیہ سے تعلق رکھتے ہیں تم لوگ صرف اسے ہی اظہار دین سمجھتے ہو اور ہجرت کو اس طرح باطل قرار دیتے ہو حقیقت یہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنی کتاب میں اظہار دین کا طریقہ بیان کیا ہے اور اپنے نبی علیہ السلام کو حکم دیا:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ. (الکافرون:1-3)

کہہ دیجئے! اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کر سکتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور تم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

اللہ نے آپ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ کہہ دو کہ تم کافر ہو اور میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں اور تم اللہ کی عبادت سے بیزار ہو اور ان کے دین شرک سے صریح براءت کا اظہار کرو اور اپنے دین اسلام پر قائم رہو: ﴿**لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ.** (الکافرون:6)﴾ ''تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے'' اس طرح کفار کے مجمع کے سامنے کہنا اظہار دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا. (الممتحنة:4)

تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اوراس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہوان سے بیزار ہیں اور ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ عداوت اور بغض ظاہر ہے۔

ہمارے شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں کے متعلق یہ بتایا کہ انہوں نے شرک اور مشرکین سے اظہار براءت کیا: ﴿وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ﴾ ''اوراس کے ساتھیوں'' سے مراد انبیاء ومرسلین ہیں اور: ﴿وَ بَدَا﴾ ''ظاہر ہے'' کا معنی ہے کہ واضح ہے چھپی نہیں صریح ہے اور واجب بھی یہی ہے کہ یہ عداوت وبغض ظاہر ہو مشرکین اسے مسلمانوں سے جانتے ہوں اور یہ ہمیشہ رہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. (یونس:104-105)

کہہ دیجئے! اے لوگو اگر تم میرے دین میں شک کرتے ہو تو میں اللہ کے سوا ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو لیکن میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں موت دیتا ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہو جاؤں اور یہ بھی کہ تو اپنا رخ دین حنیف کی طرف رکھ اور آپ ہرگز مشرکین سے نہ ہوئیے ۔

آپ نے ان کے معبودوں سے صریح براءت اور اپنی جانب سے صریح توحید کا اظہار کیا اور بتا دیا کہ آپ صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور مسلمان ہیں جو ان کے دشمن ہیں اور اللہ نے آپ کو موحد بننے کا اور مشرک نہ بننے کا حکم دیا ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا اس آیت سے متعلق کلام کا یہی معنی ومفہوم ہے۔ تو جو بصراحت اپنے دین کا اظہار کرے اور دشمنی کی صراحت کرے ان کے سامنے تو یہ

اظہار دین ہے نہ کہ وہ جو جہلاء کہتے ہیں کہ اس نے کفار کو چھوڑ رکھا ہے اور وہ نماز پڑھتا ہے قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور دیگر نفلی عبادات بھی کرتا ہے اس طرح وہ اپنے دین اکا اظہار اور ان سے براءت کا اظہار کردتا ہے پھر تو کفار کو اسے چھوڑنا ہی نہیں چاہیے بلکہ یا تو وہ اسے قتل کردیں گے یا اگر کسی طرح ممکن ہوا تو اسے نکال دیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کفار کے متعلق فرماتا ہے:

وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا.

(ابراهیم:13)

کافروں نے کہا اپنے رسولوں سے ہم تمہیں ضرور اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا تم ضرور ہمارے دین میں پلٹ جاؤ گے۔

قوم شعیب علیہ السلام نے کہا کہ:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا. (الاعراف:88)

شعیب ہم تمہیں اور جو تجھ پر ایمان لائے انہیں اپنی بستی سے ضرور نکال دیں گے یا تم ضرور ہمارے دین میں لوٹ جاؤ گے۔

اور اصحاب کہف نے فرمایا کہ:

اِنَّهُمْ اِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْکُمْ یَرْجُمُوْکُمْ اَوْ یُعِیْدُوْکُمْ فِیْ مِلَّتِهِمْ وَ لَنْ تُفْلِحُوْآ اِذًا اَبَدًا. (الکهف:20)

اگر وہ (کفار و مشرکین) تم پر غالب آ گئے تو وہ تمہیں سنگسار کردیں گے یا تمہیں اپنے دین میں واپس کردیں گے اور پھر تم تو کبھی کامیاب نہ ہوسکو گے۔

رسولوں اور ان کی قوموں کے مابین دشمنی ہوئی ہی اس وقت جب ان کے دین اور ان کے بڑوں اور ان کے معبودوں کو معیوب قرار دیا گیا۔امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ مقامات میں فرماتے ہیں کہ: کسی شخص کا اسلام درست نہیں ہوسکتا اگر چہ وہ اللہ کو ایک مانتا ہو اور شرک نہ کرتا ہو جب

تک کہ وہ مشرکین سے صریح عداوت نہ رکھے اس وقت تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

لاَ تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ.

(المجادلة:22)

آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو پسند کرتی ہو۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی عداوت کی صراحت سے متعلق اس وضاحت اور اس کی دلیل پر خوب غور وفکر کریں آپ پر حقیقت منکشف ہو جائے گی ان شاء اللہ۔ اور آپ مشرکین کے درمیان رہنے اور ان کی طرف منتقل ہو جانے تک معاملہ محدود نہ سمجھیں بلکہ آپ کے ساتھ جھگڑا اور اختلاف کیا جائے گا فرمایا: ﴿**اِنَّ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ سُلۡطٰنٍ.** (الغافر:56)﴾ ''وہ لوگ جو اللہ کی آیات میں دلیل کے بغیر جھگڑتے ہیں'' ﴿**وَ جٰدَلُوۡا بِالۡبَاطِلِ لِیُدۡحِضُوۡا بِہِ الۡحَقَّ.** (الغافر:5)﴾ ''اور وہ باطل کے دفاع میں لڑتے ہیں تاکہ حق کو اس کے ذریعے دبا دیں'' اور آپ مشرکین پر سختی اور ان سے دوستی نہ لگانے اور ان کی طرف مائل نہ ہونے سے متعلق ابھی پڑھ چکے ہیں لیکن برائی سے بچنے اور نیکی کے کرنے کی طاقت دینے والا محض اللہ ہی ہے:

رَبَّنَا لاَ تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَ ہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ. (آل عمران:8)

ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھا مت کر دینا جبکہ تو نے ہمیں ہدایت دی ہے اور ہمیں اپنے یہاں سے رحمت عطاء کہ تو بہت دینے والا ہے۔

لہٰذا اپنے گناہ پر اللہ سے توبہ واستغفار کریں اور اللہ اور روز آخرت کی طرف اجر عظیم کے ساتھ ہجرت کر جائیں اللہ ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کو اسلام پر ثابت قدم رکھے ہم گمراہ کن فتنوں سے اس کی پناہ میں آتے ہیں اور اس سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین اپنی کتاب اور اپنے رسول اور مومن بندوں کی مدد کرے اور دین کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا لگے اور اللہ حق کہتا

ہےاورراہ دکھاتا ہے۔

سوال دو شخصوں میں اختلاف ہے کیا رافضہ (شیعہ) اور بدعتیوں اور ان سے ملتے جلتے مشرکوں کو سلام کرنا جائز ہے یا ناجائز ایک شخص کہتا ہے کہ جائز ہے کیوں کہ اگر تم نے پہل کی تو صالحین پہل ہی کرتے ہیں اور اگر تم نے جواب دیا تو صالحین جواب دیتے ہیں ایسے ہی کثیر بن عزۃ، عمر بن عبدالعزیز کے پاس وفد کی صورت میں آیا تھا جبکہ اس پر شیعہ ہونے کا الزام تھا نیز عمر فاروق کا قاصد جبلہ غسانی کے پاس وفد کی صورت میں گیا تھا جب کہ وہ مرتد تھا۔ اور جو کہتا ہے کہ ناجائز ہے وہ کہتا ہے کہ مشرکین سے دوستی لگانے سے منع کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرتا ہے کہ: ﴿**وَ السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی.** (طہ:47)﴾ ''اور سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے'' اور یہ کہ صالحین کو سلام کرنا اور فاسقوں اور فاجروں کو سلام نہ کرنا سنت ہے تو یہ لوگ تو بہت ہی زیادہ برے ہیں۔

جواب فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللطیف رحمہ اللہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

مجھ سے ایسا سوال کیا گیا جس میں مخالفت کی گنجائش ہی نہیں جیسا کہ ہمارا عقیدہ ہے اور علماء اسلام کی تحقیق سے ثابت ہے کہ بندے کا ایمان اسی وقت درست ہوتا ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دشمنی اور ان کے دوستوں سے دوستی رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ. (التوبۃ:24)

اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیں۔

اِلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا. (النساء:139)

جو لوگ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت کے متلاشی ہیں تو عزت ساری کی ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ.

(المجادلة:22)

آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو پسند کرتی ہو۔

وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (هود:113)

ظالموں کی طرف مائل مت ہو ورنہ تمہیں آگ لگ جائے گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ان کی طرف پسندیدگی اور نرم گفتگو کر کے مائل مت ہو۔ ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کے اعمال سے راضی نہ ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ: جو ان کی طرف جائے اور ان پر اعتراض نہ کرے وہ ان کی طرف مائل ہونے والوں میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ.

(الممتحنة:1)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ تم ان کی طرف محبت ڈالتے ہو۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا. (الممتحنة:4)

تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں میں اسوہ حسنہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو بیزار ہیں ہم تمہارے اعمال کا انکار کرتے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہے۔

لہٰذا جو نجات چاہتا ہو اس پر فرض ہے کہ جس سے عداوت کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے ان سے دشمنی رکھے اگرچہ وہ انتہائی قریبی ہو اسی طرح ایمان سلامت رہ سکتا ہے یہ جان لینے کے بعد واضح ہے کہ رافضی شیعہ کے ساتھ کھانا پینا، اس کے ساتھ تعلق رکھنا اور مجالس میں اسے مقدم رکھنا اور اسے سلام

کرنا ناجائز ہے کیونکہ یہ دوستی اور تعلق ہے اور اللہ نے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان تمام تعلقات ختم کردیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَایَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ. (آل عمران:28)

مومن کافروں کو مومنوں کے سوا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے ہاں کچھ نہیں۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا وَ یُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖۤ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ.

(النساء:140)

اور اللہ نے تم پر کتاب میں یہ بات نازل کردی کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر و استہزاء کیا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو حتی کہ وہ اس کے سوا اور بات میں لگ جائیں ورنہ اس وقت تم انہی کی طرح ہوگے۔

اس معنی کی بہت سی آیات گزر چکی ہیں اور سلام کرنا تو اہل ایمان کا باہمی شعار ہے جب وہ رافضی شیعہ یا بدعتی یا علانیہ نافرمانیاں کرنے والوں کو سلام کرے یا ان سے عزت یا خندہ پیشانی سے ملے اور ان سے نرم گفتگو کرے تو یہ اس کا ان سے تعلق اور دوستی ہوئی اور اس طرح اس کے دل میں موجود عداوت و بغض زائل ہو گیا کیونکہ سلام کرنا محبت کی علامت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو صحابہ نے کہا ضرور بتایئے۔ فرمایا: اپنے ہاں سلام کو عام کردو۔ لہٰذا رافضہ یا مبتدعہ کو سلام کرنا اللہ کے رسول کے دشمنوں سے محبت کرنا ہے۔

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تیرے اور فاسق کے درمیان عزت کا تعلق نہ ہو اور بدعتیوں کے ساتھ مت بیٹھو نہ ان سے کلام کرو مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے دلوں کو پھیر نہ دیں۔ اللہ آپ پر رحم کرے سلف کے کلام پر غور کریں وہ بدعتیوں کے ساتھ بیٹھنے ان کی طرف جھکاؤ سے سختی سے منع کرتے تھے اور ان کو سلام کرنے

سے روکتے تھے۔تو رافضہ کوتو اہل السنۃ والجماعۃ پکا مشرک قرار دیتے ہیں اور وہ ہر مشکل وآسانی میں غیراللہ کو پکارتے ہیں تو اس حالت میں انہیں سلام کرنا بہت بڑی قباحت اور برائی ہے ان سے بائیکاٹ کرنا اور دور رہنا فرض ہے کیونکہ دین کو درست رکھنے کے لئے اور باطل پرستوں کی سرکوبی اور رسولوں کے دین کے غلبے کے لئے بائیکاٹ کرنا جائز ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے فرماتے ہیں کہ: باب ہے کہ جس نافرمان کی توبہ ظاہر نہ ہو اسے سلام نہیں کرنا چاہیے۔ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: کفار کو سلام میں پہل کرنے کی بعض علماء نے اجازت دی ہے اور بعض نے منع کیا ہے اور منع کرنے والے برحق ہیں الّا یہ کہ سلام کرنے سے کوئی دینی مصلحت حاصل ہو ایسے ہی بدعتیوں اور علانیہ نافرمانی کرنے والوں کو سلام میں پہل کرنا منع ہے ایسے ہی ان کے سلام کا جواب دینا بھی۔مہلب کہتے ہیں کہ: نافرمانوں اور بدعتیوں کو سلام نہ کرنا سنت جاریہ ہے اکثر اہل علم یہی فرماتے ہیں۔امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بدعتی اور کبیرہ گناہ کا مرتکب جواب تک تائب نہ ہوا ہو انہیں نہ سلام کیا جائے نہ ان کے سلام کا جواب دیا جائے جیسا کہ اہل علم کی ایک جماعت کا کہنا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصے سے دلیل لی ہے۔

ابن حجر اور مہلب اور نووی رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال میں غور کرو آپ جان لو گے کہ جو اسے جائز قرار دیتا ہے وہ دین اسلام اور اس کے اصولوں سے ناواقف ہے۔امام بغوی رحمہ اللہ کتاب السنۃ میں فرماتے ہیں: نافرمانوں اور بدعتیوں کا بائیکاٹ کرنا اس وقت تک جائز ہے جب تک ان کی حالت اور توبہ اور اس کی علامات ظاہر نہ ہو جائیں۔ابن القیم رحمہ اللہ الھدی النبوی میں فرماتے ہیں کہ: ان تینوں یعنیکعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں کو سلام کرنے سے نبی علیہ السلام کے منع کرنے میں دلیل ہے کہ وہ سچے تھے اور منافقین جھوٹے تھے (یہ سلوک صرف ان تین کے ساتھ کیا گیا وگرنہ بہت سے منافقین بھی غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے لیکن ان کے ساتھ ایسا نہ کیا) لہٰذا آپ نے اس گناہ کی بنیاد پر ان سے بائیکاٹ کرنے پر اکتفاء کیا۔پھر فرماتے ہیں اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ امام یا عالم یا معزز شخصیت

کے لئے اس سے بائیکاٹ کرنا اس کے حق میں مفید ہو۔ پھر فرماتے ہیں: نبطی کو لوگوں نے اشارہ سے بتایا کہ وہ کعب ہے زبان سے نہیں تاکہ بائیکاٹ کا مقصد حاصل ہوا گر وہ صریح طور پر بھی کہہ دیتے تب بھی سلام نہ ہوتا نہ ہی ایسا کرنے سے وہ نہی کے مرتکب قرار پاتے لیکن صرف انہیں زیادہ سے زیادہ احساس دلانے اور سنت کی مکمل پابندی کی خاطر انہوں نے ان کا نام لینا بھی گوارا نہ کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کعب کی موجودگی میں جب وہ سن رہا ہوتا اس کے متعلق گفتگو کرنا کلام کی ایک قسم ہوتا خصوصاً جبکہ ایسا کرنے والا اس طرز عمل کو سلام کا مقصود بنالے اور یہ قریب ہونے کا ذریعہ ہے لہٰذا اس سے منع کرنا حیل اور ذرائع سے منع کرنا ہوا یہ زیادہ درست ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کے ان آخری جملوں پر غور کریں نام لے کر اس کا بتا دینا کلام کی ایک نوع ہے تو مشرک اور بدعتی سے سلام میں پہل کرنا یا اسے عزت دینا یا اس کی طرف سے جھگڑنا اس کا دفاع کرنا یہ سب کیا ہے؟ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ مشروع بائیکاٹ کیا ہے اور کس سے ہے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمانے لگے: اسی لئے نبی علیہ السلام کچھ لوگوں کی تالیف قلبی فرماتے اور کچھ لوگوں کا بائیکاٹ کر دیتے جبکہ جس کی تالیف قلبی فرماتے ان کی حالت ان سے زیادہ بری ہوتی جن سے بائیکاٹ فرماتے مثلاً وہ تین افراد جو تبوک سے پیچھے رہ گئے وہ ان سے بہتر تھے جن کی تالیف قلبی کی گئی لیکن یہ لوگ اپنے قبیلوں کے سردار تھے اور دینی مصلحت ان کی تالیف قلبی میں تھی جبکہ وہ پکے مومن تھے اور ان سے بائیکاٹ کرنے میں دین کی عزت تھی اور ان کے گناہوں سے ان کی تطہیر تھی۔

غور کریں یہ کہ لوگ مسلمان تھے لیکن پھر بھی بعض معاصی کی بناء پر ان سے بائیکاٹ کو شیخ الاسلام رحمہ اللہ دین کی عزت قرار دے رہے ہیں پھر تو مشرک اور بدعتی سے بائیکاٹ میں اصلاً اختلاف ہونا ہی نہیں چاہیے۔ اور پھر بھی اختلاف کرنے والا جاہل ہی ہوسکتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جو بدعتی ہو اور اس کی بدعت ظاہر ہو اس کا انکار کرنا واجب ہے اور اس پر انکار کی ایک مشرع صورت اس سے بائیکاٹ کرنا بھی ہے یہاں تک کہ توبہ کرلے اور بائیکاٹ میں یہ بھی ہے کہ دیندار اس کا جنازہ نہ پڑھے جس کا کہ امام مالک رحمہ اللہ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے تاکہ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ امام

بخاری رحمہ اللہ ادب المفرد میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ شراب خور کو سلام نہ کرا اور حسن رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ تیرے اور فاسق کے درمیان کوئی عزت کا تعلق نہ ہو۔ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ شطرنج سے روکتے ہیں اور فرماتے کہ اسے کھیلنے والے کو سلام نہ کرو یہ جوا ہے پھر فرماتے ہیں کہ باب ہے زعفرانی خوشبو لگانے والے اور نافرمانوں کو سلام نہ کرنا پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام چند لوگوں کے پاس سے گزرے ان میں سے ایک شخص نے زعفرانی خوشبو لگائی ہوئی تھی نبی علیہ السلام نے باقی لوگوں کو دیکھ کر سلام کیا اور اس آدمی سے منہ موڑ لیا اس نے کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے منہ کیوں موڑ لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تیری دو آنکھوں کے درمیان آگ کا انگارہ دیکھ رہا ہوں پھر عبداللہ بن وائل السہمی عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ موڑ لیا اس شخص نے سونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت کو دیکھ کر اسے پھینک دیا اور لوہے کی انگوٹھی بنوا کر پہن لی آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ بری ہے کہ یہ جہنمیوں کا زیور ہے اس نے اس کو بھی پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوا کر پہن لی پھر نبی علیہ السلام نے کچھ نہیں کہا۔ نیز ابوسعید سے نقل کرتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی اور جسم پر ریشم کا لباس تھا اس نے سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب نہیں دیا وہ شخص غم زدہ ہو کر واپس ہو گیا اور اپنی بیوی سے شکایت کی اس نے کہا کہ شاید تیرے جبّے اور انگوٹھی کی وجہ سے اُس نے ان دونوں کو پھینک دیا اور اگلے روز آ کر بھی سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا وہ کہنے لگا کہ میں آپ کے پاس آیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارہ جو تھا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں باب ہے کہ جب کسی عیسائی کو انجانے میں سلام کر دے کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عیسائی کو سلام کر دیا اس نے جواب دیا پھر آپ کو بتایا گیا کہ وہ عیسائی ہے آپ واپس پلٹے اور کہا کہ میرا سلام واپس کر دے پھر فرماتے ہیں باب ہے اہل کتاب کو تنگ راستے کی طرف دھکیل دیا جائے پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب تم مشرکین سے ملو

تو سلام میں انہیں پہل نہ کرو اور انہیں راستے کے تنگ حصے کی طرف مجبور کر دو۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی نقل کردہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ نافرمانوں سے بائیکاٹ کرنا واجب اور آپ ﷺ کی سنت ہے۔اس سنت سے اعراض کرنے والا ذلیل ورسوا ہے مخلوق کی سعادت ونجات نبی علیہ السلام کی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی اتباع اور ان کے مخالفین سے بائیکاٹ کرنے میں ہے اگر چہ وہ قریبی ہوں: ﴿ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ. (الغافر:12) ﴾ ''حکم تو اللہ علی کبیر کے لیے ہے''۔محمد بن وضاح رحمہ اللہ اپنی کتاب میں اسد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ اثر میں آیا ہے کہ جو بدعتی کے ساتھ بیٹھے وہ محفوظ نہیں رہ سکتا اور اپنے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے ایک دوسرے اثر میں ہے کہ جو بدعتی کے ساتھ بیٹھا اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :تمہارے اسلاف کی زبانیں اہل بدعت کے لئے بڑی سخت تھیں اور ان کے دل ان سے تنگ تھے اور وہ لوگوں کو ان کی بدعت سے ڈراتے تھے۔حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: بدعتی کے ساتھ مت بیٹھ وہ تیرے دل کو بیمار کر دے گا ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اہل بدعت کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان سے کلام کرو مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے دل نہ پھیر دیں ان تمام آثار کو ابن وضاح رحمہ اللہ نے نقل کیا۔امام الدعوۃ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے فرمایا: جب سلف صالحین بدعتی اور گمراہ شخص سے ڈرانے میں اس قدر سخت باتیں کر گئے جبکہ بعض انہیں ان کی بدعت کی بناء پر اسلام سے خارج نہیں کرتے تو پھر کفار اور مشرکین ومنافقین جو اسلام سے مکمل متضاد ہیں ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے متعلق وہ کیا کہہ سکتے ہیں۔

لہٰذا جو شخص اس روش کے حامل شخص کو عزت دے تو یہ اس کی عدم فقاہت و بے بصیرتی اور رحمان کے عبادت گزاروں اور بتوں اور قبروں کی عبادت گزاروں میں فرق نہ کر سکنے کی دلیل ہے دونوں اس کے نزدیک ایک ہیں چنانچہ ڈر ہے کہ بروز قیامت اس کا بھی حشر انہی کے ساتھ ہوگا جیسا کہ دنیا میں وہ انہیں مومنوں کے ہم پلہ قرار دیتا تھا۔اللہ ہمیں ان برے اور گمراہ کن افعال واحوال سے محفوظ رکھے۔

اکثر لوگ صرف دنیا کی حصول کی خاطر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں اگر چہ اس سے ان کا دین خراب ہو جائے اللہ ہمیں اپنے دین پر ثابت قدم رکھے آمین۔ابن سعود فرماتے ہیں کہ اللہ نے کسی نبی کی

طرف وحی کی کہ فلاں عابد سے کہہ دے کہ دنیا میں زہد اختیار کر کے اس کے ذریعے تو نے اپنے نفس کی راحت کو جلا حاصل کرلیا اور سب سے کٹ کر میری طرف آ کر تو نے اس کے ذریعے اعزاز حاصل کرلیا مگر کیا تو نے ایسا کام کیا ہے جو تجھ پر میرے لئے کرنا واجب ہے وہ کہنے لگا یا رب تیرے لئے مجھ پر کیا واجب ہے؟ فرمایا: کیا تو نے میرے لئے کسی کو دوست بنایا یا میرے لئے کسی سے دشمنی کی؟۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِیْرٌ. (الانفال:73)

جن لوگوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ فتنہ سے مراد شرک ہے اور فساد سے مراد مسلم اور کافر اور مطیع و نافرمان کا اختلاط ہے اس وقت اسلام کا نظام بگڑ جاتا ہے اور حقیقت توحید کمزور ہو جاتی ہے اور شر عام ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسلام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور علم جہاد اسی صورت میں قائم رہ سکتے ہیں جب اللہ کے لئے بغض و عداوت ہو اور اسی کے لئے محبت و چاہت ہو جیسا کہ اس معنی میں بہت سی آیات و احادیث ہیں۔ احادیث میں زیادہ مشہور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ایمان کی سب سے مضبوط کڑی اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھنا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سب سے افضل ایمان اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے نفرت کرنا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام یہ دعا کرتے کہ یا اللہ کسی فاجر کو مجھ پر اختیار نہ دے اور نہ ہی کوئی حیثیت کہ میرا دل اسے چاہنے لگے کیونکہ تو نے میری طرف جو وحی کی ہے اس میں ہے: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. (المجادلة:22)﴾ ''تو ایسی قوم نہ پائے گا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کرتی ہو'' صحیحین کی حدیث میں فرمایا: ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ اور فرمایا: نہ تو محبت اختیار کر مگر مومن کی اور تیرا

کھانا نہ کھائے مگر متقی۔اور فرمایا: جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے انہی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔اور فرمایا: نافرمانوں سے نفرت کر کے اللہ کے قریب ہوجاؤ اور انہیں ناراض چہروں سے ملو اور ان کی ناراضگی میں اللہ کی رضا تلاش کرو اور ان سے دور رہو کہ اللہ سے قریب ہوجاؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: نافرمانوں سے بغض رکھ کر اللہ کی محبت حاصل کرلو اور ان سے دور رہ کر اللہ سے قریب ہوجاؤ اور انہیں ناراض کر کے اللہ کو راضی کرلو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو اللہ کے لئے محبت ونفرت کرے اور اللہ کے لئے دوستی ودشمنی کرے تو وہ اس طرح اللہ کی دوستی حاصل کرلے گا اور بندہ صوم وصلاۃ کی کثرت کے باجود اس وقت تک ایمان کا ذائقہ نہیں چکھ سکتا جب تک وہ ایسا نہ ہوجائے۔اس کی محبت ودوستی صرف اللہ کے لئے ہوجائے اس کا بغض وعناد وعداوت صرف اللہ کے لئے ہو۔فرماتے ہیں کہ لوگوں کے تعلقات کی عام بنیاد دنیا بن کر رہ گئی ہے جبکہ یہ اس کے کسی کام کی نہیں۔یہ حالت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دور کی ہے جسے خیر القرون کہا گیا تو اس کے بعد والے کے دور کے متعلق کیا کہا جائے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں پر زمانہ نہیں آئے گا لیکن اس کے بعد والا اس سے زیادہ برا ہوگا۔ بلکہ آج کل تو لوگوں کی محبتوں اور میل جول کی بنیاد شرک وکفر اور نافرمانیاں ہیں لہٰذا ہر ایک کو اللہ کے دشمنوں کے ساتھ منہمک ہونے ان کے لئے کشادگی اختیار کرنے ان پر سختی نہ کرنے یا انہیں دوست اور تعلق دار بنانے ان کی خیر خواہی سے مکمل اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے اللہ ناراض ہوجاتا ہے۔امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ. (آل عمران: 118)﴾ ''اپنے علاوہ کسی کو دوست نہ بناؤ'' اللہ اپنے مومن بندوں کو منع کر رہا ہے کہ وہ کفار، یہود ،خواہش پرستوں اور بدعتیوں کو ساتھی یا دوست بنائیں ان سے رائے لیں یا اپنے معاملات میں ان سے مشورہ کریں۔ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس کا معنی ہے منافقین کو داخل مت ہونے دو نہ ہی انہیں مومنوں کے سوا دوست بناؤ اور کہا جاتا ہے کہ اپنے مخالف مذہب والے کو دوست نہ بناؤ نہ ان کے ساتھ رہو نہ اس کی طرف مائل ہو۔رافضہ کے متعلق ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو تمام یا کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہم کو گالی دے اور گالی کے ساتھ یہ بھی کہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسالت کی ذمہ داری پہنچانے میں غلطی

کر دی تو اس کے کفر میں شک نہیں کرنا چاہیئے جو اسے کافر قرار دینے میں توقف اختیار کرے اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے جبکہ اللہ نے انہیں بری کر دیا تو وہ بلا اختلاف کافر ہے فرماتے ہیں کہ جو صحابہ پر لعنت یا طعن کرے تو اس میں اختلاف ہے وہ فاسق ہوگا یا کافر امام احمد رحمہ اللہ اسے کافر کہنے سے خاموش رہے فرمایا کہ اسے سزا دی جائے گی کوڑے لگائے جائیں قید کر دیا جائے حتی کہ مر جائے یا توبہ کر لے اور صحابہ کو نبی علیہ السلام کے بعد مرتد ہونے کا الزام دے سوائے چند صحابہ کے تو اس کے کفر میں بھی شک نہیں بلکہ جو اسے کافر قرار نہ دے اس کے کفر میں بھی شک نہیں۔

یہ اصل رافضہ شیعوں کا حکم ہے اب تو ان کی حالت اس سے کہیں زیادہ قبیح اور شنیع ہے کیونکہ اس کے ساتھ اب وہ صالحین اور اہل بیت میں غلو بھی کرنے لگے ہیں ان کو نفع ونقصان اور تنگی وآسانی کا مختار سمجھتے ہیں اور اپنے اس عقیدے کو اللہ کا قرب سمجھتے ہیں اور دینداری کہتے ہیں تو اس حال میں بھی جو ان کے کفر میں شک کرے یا خاموش رہے تو وہ دین کی حقیقت سے لاعلم ہے قرآن وسنت اور سلف صالحین کے کلام کو جاننے والا بخوبی جانتا ہے کہ چند لوگوں کے سوا اکثر لوگ دلیل واضح سے اعراض کر کے باطل راہ اپناتے ہیں اور قبر پرستوں اور بدعتیوں اور فاجروں سے تعلقات کو دین کا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اخلاق حسنہ ہیں فلاں کی سوچ میں رواداری ہے وہ لوگوں کے ساتھ رواداری سے رہتا ہے اور اگر کوئی غیرت مند انہیں ٹوکے تو وہ ان کے نزدیک متروک قرار پاتا ہے۔ یہ حقیقتاً بہت بڑی مصیبت اور رسوائی ہے۔ انبیاء اور رسولوں کی حقیقی دعوت کو جاننے والے بہت کم ہیں خالص اسلام نادر ونایاب ہے صرف چند رسوم باقی رہ گئی ہیں جنہیں خواہشات اور دنیا کی محبت مٹا رہی ہے اللہ جسے توفیق دے وہ اپنے آپ کو بچالے اور اپنے دین کو غنیمت سمجھے جو لوگ دنیا کی خاطر صراط مستقیم سے دور ہوتے جا رہے ہیں ان سے الگ رہے اللہ ہم سب کو محفوظ ومامون رکھے۔

رافضہ شیعہ کو سلام کرنا ان کے ساتھ رہنا اگرچہ ان کے کفر کا اعتقاد ہو تو یہ بھی انتہائی بڑا گناہ ہے ڈر ہے کہ اس کے مرتکب کا دل متاثر ہو بیمار ہو اور پھر مر جائے ایک اثر میں ہے کہ ایک گناہ ہے جس کی سزا دلوں کی موت اور ایمان کا زوال ہے لہٰذا اسے جائز قرار دینے والا اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے اس

طرح کے شخص سے بائیکاٹ کرنا چاہئیے اوراس طرح کی مباحث نہیں کرنی چاہیے کیونکہ انہیں صحیح معنوں میں وہی جانتا ہے جس کی تربیت اسلامی شریعت کے عین مطابق ہوئی ہواوراس نے داعیان حق سے اسلام کے اصول سیکھے ہوں اور جوان کے مخالف ہواس سے بے خوف نہیں رہنا چاہئیے کہیں وہ آپ کے دین میں شبہ ڈال کر شک نہ پیدا کر دے اور پھر آپ حیران و پریشان رہ جائیں۔ یہ علم دین ہے تم دیکھو کہ کس سے دین لے رہے ہو۔اور یہ کہنا کہ اگر تم نے پہل کی تو صالحین پہل ہی کرتے ہیں اور اگر تم نے جواب دیا تو صالحین جواب دیتے ہیں۔تو یہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ یہاں معاملہ مومن کوسلام کرنے یا اسے تحفہ دینے یا لینے کا نہیں بلکہ کفار اور بدعتیوں اور نافرمانوں کوسلام میں پہل کرنے کا ہے ان سے نفرت نہ کرنے کا ہے تو اس طرح کی باتیں جاہل لوگ کرتے ہیں علاوہ ازیں نبی علیہ السلام اور آپ کے خلفاء وصحابہ وتبعین رضی اللہ عنہم کی سیرتیں ان کے خلاف دلیل ہیں اور تحفہ قبول کرنا ایک الگ مسئلہ ہے جبکہ سلام کرنا یا اس کا جواب دینا الگ مسئلہ ہے تحفہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبول کر لیتے تھے اگر چہ کسی مشرک کی طرف سے ہو جبکہ جو گناہ کا مرتکب ہو نبی علیہ السلام نے نہ تو اسے سلام کیا نہ اس کے سلام کا جواب دیا اور اس سے بائیکاٹ کیا ایسے ہی آپ نے مشرکین کو جو خطوط لکھے ان میں بھی انہیں سلام میں پہل نہیں کی جیسا کہ صحیح صریح غیر معارض وغیر محتمل روایات سے ثابت ہے اور جہاں تک وفد وغیرہ کا مسئلہ ہے تو ان کے پاس وفود اور قاصد آیا کرتے تھے آپ انہیں انعامات دیتے اور ان سے نرم گفتگو کرتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے جبکہ وہ کافر ہوتے تو اس سے مشرک یا بدعتی کوسلام کرنے کے جائز ہونے پر دلیل لینا دین وشریعت سے کورے جاہلوں کا کام ہے۔اور جس شیخ کے طریقے پر ہونے کا وہ دعویدار ہے تو ہم ان کی سیرت وکردار اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت اور ان کے لئے ان کی غیرت وحمیت سے بخوبی واقف ہیں یہ دعویداران تمام امور سے بہت دور ہے اور اے اختلاف کرنے والے تجھ پر واجب ہے کہ اللہ سے ڈر اس کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی رکھ اور سلف صالحین کی سیرت وکردار کو اختیار کر اور جو اس سے دور ہو اس سے دور رہ کیونکہ جو خود کو اہل علم کی طرف منسوب کرتا ہو اس کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے لہٰذا عقل وبصیرت سے کام لو اور اصول دین اور

دعوت انبیاء ورسل کی معرفت حاصل کرو اور جو ان امور سے متضاد ہوں ان سے بچو اور اللہ کے احکام ونواہی کی قدر کرو برائیاں اور اختلاف چھوڑ دو جو ایسا کرے گا تو یہ اس کے لئے کافی ہے۔ اللہ ہمیں اور دیگر مسلمان بھائیوں کو توفیق اور ہدایت عطاء فرمائے اور جہالت وگمراہی کے اسباب سے بچائے اور اسلام پر ثابت قدم رکھے ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرے ہم گمراہ کن فتنوں سے اس کی پناہ میں آتے ہیں خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس دعا کو قبول کرلے اپنے دین کتاب اور نبی اور اپنے مومن بندوں کی مدد کرے دین کو ادیان باطلہ پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو برا لگے اللہ حق فرماتا ہے راہ دکھاتا ہے۔

سوال جائے ہجرت سے مال کی خاطر نکل جانے والا اور واپسی کی نیت رکھنے والا نافرمان ہے یا نہیں؟

جواب اس پر علی الاطلاق معصیت کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور نہ ہی اس پر اس شخص کا حکم لگایا جائے گا جو ہجرت کے بعد پلٹ جائے بلکہ اس سے محبت اور دوستی کی جاسکتی ہے کیونکہ اس حال میں اس کا نکلنا نافرمانی نہیں ہے تو اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو اس کے ساتھ کیا جاتا ہے جو نہ نکلا ہو کیونکہ وہ جملہ مہاجرین میں سے ہے اور اس کی نیت واپس آنے کی ہے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ہجرت کرنے والے پر ارتداد کجا نافرمانی کا حکم بھی نہیں لگایا جاسکتا۔

سوال جو اپنا گھر بار بیچ کر جنگل میں چلا جائے اور واپسی کا ارادہ نہ رکھے نہ ہی اسلام سے پھرے بلکہ دین پر قائم رہے اور مسلمانوں سے محبت کرے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ نافرمانی اور ہجرت کے بعد پلٹ جانے کا مرتکب ہے اور اس حدیث کے حکم میں داخل ہے کبائر کے متعلق علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: اور ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا (پلٹ جانا) اور جماعت سے علیحدہ ہوجانا اور بیعت توڑ ڈالنا (خلیفہ وقت کی) اس میں پلٹ جانے کو کبیرہ گناہ شمار کیا گیا البتہ یہ کفر نہیں ہے نہ ہی ارتداد بلکہ ایسا کرنے والا مسلمان ہے البتہ نافرمان ہے اس سے ایمانیات پر دوستی ومحبت اور نافرمانیوں پر بغض رکھنا جائز ہے نیز اس پر سختی بھی نہ کی جائے گی کیونکہ ہجرت کے بعد پلٹ

جانے کے بعد وہ مرتد نہیں ہوا۔

سوال شہر یا دیہات میں مشرکین کے درمیان رہنے سے ہجرت کا کیا حکم ہے کیا فضیلت ہے کب واجب ہے کب مستحب ہے اور کیا نجد ظفیر، عنزہ وغیرہ دیہاتوں اور ان سے قریبی جنوبی یا شمالی دیہاتوں میں رہنے سے ہجرت کرنی ہوگی؟

جواب ہجرت واجب ہے افضل ترین عمل ہے اس سے دین وایمان محفوظ ہوجاتا ہے اس کی چند اقسام ہیں:

① اللہ اور اس کے رسول کے حرام کردہ امور سے ہجرت کرنا اس کے متعلق فرمایا کہ: جس نے ان سے ہجرت کی اس نے اللہ کے منع کردہ امور سے ہجرت سے ہجرت کی۔ اور فرمایا: حقیقی مہاجر وہ ہے جو اللہ کے منع کردہ امور سے ہجرت کرے۔ یہ تمام قولی وفعلی محرمات کو شامل ہے۔

② اس شہر سے ہجرت کرنا جہاں کفریہ شعائر غالب ہوں اور علانیہ حرام کام کئے جاتے ہوں وہاں رہنے والے کے لئے اپنے دین کی حفاظت اور ان کے دین سے صراحتاً اظہار براءت ناممکن ہو ان سے دشمنی نہ کرسکتا ہو اگرچہ انہیں کافر مانتا ہو لیکن ان کے درمیان صرف دنیا یا وطن کی محبت میں رہ رہا ہو تو یہ نافرمان ہے اور حرام کا مرتکب ہے اور وعید کا مصداق ہے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیۡٓ اَنۡفُسِهِمۡ قَالُوۡا فِیۡمَ کُنۡتُمۡ قَالُوۡا کُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِیۡهَا فَاُولٰٓئِکَ مَاۡوٰهُمۡ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا، اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الۡوِلۡدَانِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ حِیۡلَةً وَّ لَا یَهۡتَدُوۡنَ سَبِیۡلًا، فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّعۡفُوَ عَنۡهُمۡ وَ کَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا. (النساء:97-99)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔ تو وہ پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ یہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے وہ کہتے ہیں؟ کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی پس تم اس میں ہجرت کرلیتے تو ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم

ہے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے مگر کمزور مرد و عورتیں اور بچے جو کوئی حیلہ نہیں کر سکتے نہ راہ جانتے ہیں تو ان لوگوں کو امید ہے کہ اللہ ان سے درگزر کرے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ نے صرف کمزور کو معذور گردانا ہے جو مشرکین کے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکتا ہو اور اگر قادر ہو تو پھر کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو مشرکین کے ساتھ جمع ہو یا اس کے ساتھ رہے وہ انہی کی طرح ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ صرف ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے کافر ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو نکلنے سے عاجز ہو اور وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ نکالیں تو قتل ہونے کی صورت میں اس کا حکم وہی ہے جو ان کا ہوتا ہے۔ اس کا مال سلب کرلیا جائے یہ نہیں کہ وہ کافر ہے البتہ اگر وہ مسلمانوں کے مقابلے میں بخوشی ورضا نکلا ہو یا اپنی جان و مال سے ان کی مدد کر رہا ہو تو اس کے کافر ہونے میں شک نہیں۔ ہجرت واجبہ میں سے یہ بھی ہے کہ اعراب اور اعلانیہ کفر و شرک کرنے والوں اور بعض محرمات کا ارتکاب کرنے والوں کے درمیان رہنے سے ہجرت کرنا جبکہ اپنے دین کے اظہار پر قادر نہ ہو اس صورت میں ہجرت فرض ہے لیکن اگر ایسا کرنے پر قادر ہو اور ہجرت نہ کرے اور ان میں ہی رہتا رہے تو اس کا اور ان کا حکم ایک ہی ہے تو ان لوگوں سے نافرمانی کی صورت میں بغض اور اطاعت کی صورت میں محبت کی جائے گی اور ان لوگوں سے اور جن کا ذکر پہلے ہوا بائیکاٹ کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس میں کوئی مصلحت ہو اور کوئی نقصان نہ ہو اور ان کی طرف سفر کرنے والا بھی حرام کا مرتکب ہے۔ اس کے گناہ کے مطابق بائیکاٹ کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ مشرکین کے درمیان رہنے والا اور ان کی طرف تجارت کے لیے جانے والا دونوں حرام کے مرتکب ہیں البتہ سزا دونوں کی الگ ہے۔ مقیم کی سزا مسافر سے زیادہ ہے اور مقیم سے بائیکاٹ کرنا مسافر سے زیادہ ہے ان سب کے ساتھ مصلحت شرعیہ کے مطابق دوستی اور دشمنی کی جائے گی اور مستحب ہجرت یہ ہے کہ دار کفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کر لینا جبکہ دین کا بھی اظہار کرتا ہو اور فتنے سے بھی محفوظ ہو اس صورت میں ہجرت کرنا مستحب ہے۔ ایسے ہی جو ایسے دیہاتوں میں رہتا ہو جہاں اسلامی شعائر کی پابندی کی جاتی ہو اور اللہ کے حرام کردہ امور مثلاً قتل یا لوٹ

مار وغیرہ سے اجتناب کیا جاتا ہو اور ان میں اعلانیہ نافرمانی بھی نہ کی جاتی ہو تو وہاں سے ہجرت کرنا اس صورت میں مستحب ہے اور اس میں بڑا ثواب ہے کیوں کہ خیر کا علم حاصل ہوگا اور جمعہ وغیرہ میں شرکت ہو جائے گی۔ جاننا چاہیے کہ مومن سے ایمان کی بنیاد پر محبت کرنا اور نافرمانی کی بنیاد پر بغض وعداوت رکھنا واجب ہے اس سے الفت رکھی جائے نفرت نہ رکھی جائے اور نرمی سے خیر کی ترغیب دی جائے کیوں کہ شریعت کی بنیاد مصلح کے حصول اور مفاسد کو ختم کرنے پر ہے۔ ہدایت دینے والا اللہ ہے۔ شیخ سعد بن حمد بن عتیق رحمہ اللہ نے فرمایا: اسلامی ممالک سے قبر پرستوں کے ممالک میں جانا اور مشرکین کی جماعت میں شامل ہو جانا اور اس بات کو اہمیت نہ دینا بہت بڑی مصیبت ہے۔ جس میں اکثر بے بصیرت لوگ مبتلا ہیں جو دین اسلام اور نبی علیہ السلام کی سیرت اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے کردار سے ناواقف ہوتے ہیں صورت حال یہ ہوگئی کہ اس سے روکنا اور اس کی اور اس کے مرتکب کی مذمت کرنا بُرا سمجھا جانے لگا اکثر لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور منع کرنے والوں کو غالی اور متشدد کہتے ہیں جبکہ قرآن وسنت اور علماء کے کلام میں مشرکوں کے درمیان اظہار دین کیے بغیر مقیم مسلمانوں کو اس عمل سے روکا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّار. (هود:113)

ظالموں کی طرف مائل مت ہو تمہیں آگ لگ جائے گی۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ. (المائدة:80-81)

آپ ان کی (منافقین) اکثریت کو دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی لگاتے ہیں البتہ بہت برا ہے جو انہوں نے آگے بھیجا کہ اللہ ان پر ناراض ہو گیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر وہ اللہ اور نبی اور جو اس کی طرف نازل کیا گیا اس پر ایمان رکھتے ہوتے وہ انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا، اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلاً، فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَ کَانَ اللهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا. (النساء:97-99)

جولوگ اپنی جانوں پرظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔تو وہ پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ یہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے وہ کہتے ہیں؟ کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی پس تم اس میں ہجرت کر لیتے تو ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے مگر کمزور مرد وعورتیں اور بچے جو کوئی حیلہ نہیں کر سکتے نہ راہ جانتے ہیں تو ان لوگوں کو امید ہے کہ اللہ ان سے درگزر کرے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہر اس شخص کے متعلق ہے جو مشرکین کے درمیان مقیم ہو اور ہجرت کرسکتا ہو اور اس کے بغیر اپنے دین کو قائم نہ رکھ سکتا ہو وہ اجماع امت اور اس آیت کی رو سے حرام کا مرتکب ہے۔اس کے علاوہ اس معنی کی اور بہت سی آیات ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو مشرک کے ساتھ جمع ہو یا اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی طرح ہے۔ نیز فرمایا: اور مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو۔اور بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا کہ تو اپنے دین کو ساتھ لے کر ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی تک بھاگ جا ابن کثیر رحمہ اللہ اس معنی کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یعنی ان کے قریب گھر نہ بناؤ کہ ساتھ ان کے شہر میں شامل ہو بلکہ ان سے دور رہو اور ان کے شہروں کو چھوڑ دو اسی لیے ابوداؤد رحمہ اللہ کی حدیث میں فرمایا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ سکیں اور جریر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ یا، رسول اللہ بیعت لیجئے اور کوئی شرط کھ دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کر نماز پڑھ اور زکوٰۃ دے اور مشرکین سے الگ رہ۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو مشرکین کی سرزمین پر گھر بنائے اوران کا نوروز اورمہرجان منائے ان کے ساتھ مشابہت میں ہی مرجائے وہ روزقیامت انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔علاوہ ازیں مشرکین کے ساتھ رہنے کے حرام ہونے اوران سے الگ رہنے کے واجب ہونے کے بارے میں علماء کا کلام مشہور ومعروف ہے خصوصاً امام الدعوۃ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اوران کی اولاداوراہل علم کی اس سلسلے میں ان کی کتابیں کافی وشافی ہیں لیکن اس کے لیے: ﴿ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيْـدٌ. (ق:37) ﴾ ''جس کے پاس دل ہو یا وہ توجہ سے سنے اورموجودہو'' مثلاً شیخ عبداللطیف رحمہ اللہ اپنے بعض خطوط میں فرماتے ہیں کہ اس ملک میں رہنا جہاں شرک وکفراورفرنگی قوانین اورشیعہ وغیرہ ربوبیت اورالوہیت کاانکارکرنے والے اوراس کے شعائر پرغالب ہوں اوراسلام وتوحید، تسبیح وتکبیر و تحمیداورقواعددین وایمان مغلوب ہو یا ختم کئے جارہے ہوں اوران کے درمیان فرنگی اوریونانی قانون کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہوں بدراوررضوان میں شریک سابقین اولین کوبُراکہا جاتا ہوتوان حالات میں ان کے درمیان رہنا اسلام ایمان دین اورحقوق اللہ کی حقیقی معرفت رکھنے والے دل سے ناممکن ہے بلکہ اس دل سے بھی جوکہ اللہ کورب مان کراوراسلام کودین مان کراورمحمد صلی اللہ علیہ وسلم کونبی مان کرراضی ہو کیونکہ ان تین اصولوں سے راضی رہنے پرہی دین اورعلم ویقین کے حقائق اوراللہ کی محبت ورضا اوراس کے لئے دینی غیرت اوراس کے دوستوں سے دوستی کامدار ہے۔اورمذکورہ قباحتوں کے حاملین سے مکمل براءت اوردوری واجب ہے کتاب وسنت میں موجودایمان مطلق ان منکرات کوگوارہ نہیں کرتا۔

اوررہاسوال مشرکوں کے ملکوں میں رہنے والے نام نہادمسلمانوں کاحکم،تواس قسم کے لوگ اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے مرتکب ہیں اوران لوگوں میں شامل ہیں جنہیں قرآن نے ظالم قراردیا ہے۔اورصرف کمزروں کومعذورمانا۔پھران کے حالات اورمشرکین سے دوستی اوران کی طرف میلان کے لحاظ سےان کے مراتب مختلف ہیں کیونکہ کبھی ایسا کرنا کفرہوتااورکبھی اس سے کم ارشادفرمایا:

وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ. (الانعام:132)

ہرایک کےان کے اعمال کے لحاظ درجات ہیں اورآپ کارب ان کے اعمال سے

غافل نہیں۔

اور جو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا منہج ہے جس میں ان مسائل میں اعراض کا ذکر کیا گیا ہے۔تو حقیقت اس سے بڑھ کر ہے۔علم کی کمی اور جہالت اور فتنوں اور کتاب وسنت سے اعراض اور حقیقی دین کی اجنبیت کے اس دور میں یہ کوئی انہونی بات نہیں نبی علیہ السلام کی پیشین گوئی ثابت ہورہی ہے اور اکثر لوگ اسلام کو عادات ورسوم کی حدتک جانتے ہیں۔

فضیلۃ الشیخ سلیمان بن سمحان رحمہ اللہ نے فرمایا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بندے پر شرکیہ مما لک سے ہجرت کرنے اور ان سے دور ہوجانے ان کے ساتھ نہ رہنے ان سے دشمنی رکھنے اور اس بغض وعداوت کی ان کے سامنے صراحت کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرَاهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ وَ قَوۡمِهٖۤ اِنَّنِىۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ،اِلَّا الَّذِىۡ فَطَرَنِىۡ فَاِنَّهٗ سَيَهۡدِيۡنِ. (الزخرف:27-26)

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یقیناً میں بری ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا پس وہ ہی مجھے ہدایت دے گا۔

وَ اَعۡتَزِلُكُمۡ وَ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ.

اور میں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں۔

فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ وَ مَا يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ. (مریم:49)

پھر جب وہ ان سے اور اللہ کے سوا جن کی وہ عبادت کرتے تھے سے الگ ہوا۔

قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِىۡۤ اِبۡرَاهِيۡمَ وَ الَّذِيۡنَ مَعَهٗ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡكُمۡ وَ مِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَ بَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ. (الممتحنة:4)

تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اوراس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے بیزار ہیں ہم تمہارے اعمال کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت وبغض ظاہر ہے تا آنکہ تم اکیلے اللہ پر ایمان لے آؤ۔

یہی وہ دین ابراہیمی علیہ السلام ہے جس کے متعلق فرمایا:

وَ مَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّۃِ اِبۡرٰہٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِہَ نَفۡسَہٗ. (البقرہ:130)

اور کون ہے جو بے رغبتی کرے ابراہیم (علیہ السلام) کے دین سے مگر جو خود کو بے وقوف بنا رہا ہو۔

لہٰذا ہر مسلم پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کی صراحت کرے اوران سے مکمل طور پر الگ ہو جائے اوران سے دوستی نہ لگائے نہ ان کے ساتھ رہے اوران ممالک میں سفر یا اقامت کو جائز نہ سمجھے جہاں صالحین یا مجذوبوں وغیرہ کی زیارت کے لئے سفر کیا جاتا ہے اور وہ لوگ بدعتی محفل میلاد میں جمع ہوتے ہیں مثلاً احمد بدوی یا ابراہیم الدسوقی، رفاعی، الست زینب، الست نفیسہ، عبدالقادر، کاظم اور حمزہ وغیرہ اور پھران کے پاس گڑگڑا کر دعائیں کرتے ہیں ان کے سامنے خشوع خضوع کرتے ہیں اوران کی اپنے دلوں سے ایسی عبادت کرتے ہیں جو شاید اللہ کی مسجدوں میں بھی نہ کرتے ہوں تہجد کے وقت بھی نہیں۔ بلکہ بعض تو انہیں تعظیم کے نام پر سجدے بھی کرتے ہیں ان سے دعائیں فریادیں کر کے ان سے مدد اور رزق واولاد اور مصائب وآلام سے نجات کا سوال کر کے ان کی عبادت کرتے ہیں ان کی قبروں کو میلہ گاہ بناتے ہیں ان کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں ان کا طواف کرتے ہیں انہیں بوسہ دیتے اوران سے چمٹتے ہیں اپنے گالوں پر اس کی مٹی ملتے ہیں اس کے علاوہ اور بہت سی عبادتیں جوان بتوں اور تھانوں کی کی جاتی ہیں اوران کو اللہ کی طرف وسیلہ قرار دیا جاتا ہے یہ مشرک لوگ جب دور سے مزار دیکھتے ہیں تو سواریوں سے احتراماً اتر کر انہیں پکارنا اوران کے لئے پیشانیاں جھکانا اور زمین کے بوسے لینا شروع کر دیتے ہیں سروں کو ننگا کر لیتے ہیں آوازیں نیچی کر لیتے ہیں اوراس طرح کر کے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کا حج ہو گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ دور سے انہیں پکارنا شروع کر دیتے ہیں

اور جب ان کے قریب پہنچتے ہیں تو دو رکعات نماز ادا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جتنا ثواب قبلہ رخ کر کے نماز پڑھنے میں ملتا ہے اس سے زیادہ ثواب حاصل کر لیا قبر کے ارد گرد رکوع وسجود کرتے ہیں مردے کو راضی کرنے اس سے فضل حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کی ہتھیلیاں ناکامی ونامرادی سے بھری پڑی ہوتی ہیں اور شیطان وہاں تاریکیاں پھیلا رہا ہوتا ہے با آواز بلند میت سے مختلف حاجات اور پریشانیوں کو دور کر دینے کی درخواست کی جاتی ہے۔ پھر وہ قبر کا طواف کرنے لگتے ہیں جس طرح بیت الحرام کا طواف ہوتا ہے پھر وہ بوسے لینا اور چمٹنا شروع کر دیتے ہیں جس طرح حجر اسود کے بوسے اور ملتزم سے چمٹا جاتا ہے پھر اپنے گالوں اور پیشانیوں کو اس قدر مٹی سے آلودہ کر لیتے ہیں جو کبھی اللہ کے سامنے نہیں کرتے اس قبر سے اپنی امیدیں وابستہ کر کے اللہ سے مایوس ہو جاتے ہیں اور ان کے قریب ہو کر اللہ سے دور ہو جاتے ہیں ان کی نمازیں ان کی قربانیاں سب غیر رب العالمین کے لئے ہوتی ہیں اور اب تو ساری حدیں ہی ٹوٹ گئیں کہ تین دن کے لئے ہر سال شرمگاہیں ایک دوسرے کے لئے حلال کر دی جاتی ہیں احمد بدوی کے میلاد اور طنطا میں اس کے عرس کے موقع پر مجھے خود مشاہدہ کرنے والوں نے بتایا کہ گانا گانے والیاں اپنے گانے صحیفوں میں لکھ کر اس کے قبر کے پاس آتی ہیں وہاں کچھ مجاور وغیرہ ہوتے ہیں یہ ان کے ساتھ تین راتوں تک کسی آڑ کے بغیر لیٹتی ہیں اور دن بھر الگ رہتی ہیں اور وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ رات میں ان کی تربیت کرتے ہیں انہیں مشکل منازل طے کراتے ہیں حسین اور الست نفیسہ کی قبر پر بھی یہی کچھ ہوتا ہے وہاں موجود علماء وعباد اس حالت کا ردّ نہیں کرتے حالانکہ وہ کر سکتے ہیں بلکہ ردّ کرنے کے بجائے اس کے حق میں کتابیں لکھ کر ان کی طرف سے عذر خواہی کرتے ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: لوگ احمد بدوی اور وہاں موجود مجمع پر اعتراضات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب احمد بدوی موت کے بعد مختار کل ہے تو ان نافرمانوں اور بدکاروں کو منع کیوں نہیں کرتے؟ پھر اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: اس کے کئی جوابات ہیں کہ اس وقت ان پر رب کی خاص عنایت ہوتی ہے اور اس وقت جو لوگ ان کی قبر کے پاس موجود ہوتے ہیں ان پر بھی رحمت اور بخشش کا نزول ہوتا ہے لہٰذا اس سبب سے اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اس کی توبہ ضرور قبول

ہوتی ہے اگرچہ کچھ عرصہ بعد ہی سہی نیز اس وقت وسعت وکشادگی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ اگر زمین کے سارے فاسق بھی وہاں ہوں تو ان سب کی بخشش کردی جائے صرف ان کے سبب علاوہ ازیں وہ لوگ ایسی جگہ چلے گئے ہوتے ہیں جہاں وہ شرعی تکلیف سے آزاد ہوجاتے ہیں لہٰذا وہ جو بھی کریں وہ ان کے لئے اوران پر ہے۔قبر پرستوں اور زانی بدکاروں کے حق میں جوابات دینے والے کی بکواس ختم ہوئی۔ذرا سوچئے دنیا کا کون سا مذہب ہے جو ان کفریات کو جائز سمجھتا ہو پھر بھی اگر کوئی کہے کہ اس حالت کے باوجود ان کے ساتھ رہنا ان کے ملکوں میں سفر کرنا جائز ہے تو میرے خیال میں وہ ایمان کی خوشبو تک سے واقف نہیں وہ کیا جانے کہ اللہ اوراس کے رسول کے لئے غیرت وحمیت کیا ہوتی ہے اور اللہ نے مسلمانوں پر کونسا اسلام فرض کیا اور منافی توحید کس شرک سے منع کیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی طالب علم نے ان لوگوں کی طرف ان حالات کے باوجود سفر کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عہد رسالت میں بصری کی طرف سفر کیا تھا اور نبی علیہ السلام نے ان کا ردّ بھی نہیں کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دین کا اظہار بھی نہیں کیا۔جو ان لوگوں کے کفر سے ناواقف ہو جبکہ ابوجہل کا کفر عشر عشیر بھی نہیں اور جو ان کے شہروں کے حالات سے ناواقف ہو اس سے اسی جہالت کی توقع کی جاسکتی ہے۔لیکن جو علم رکھتا ہو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفر عوام الناس کے ان ممالک میں سفر کرنے سے دلیل نہیں لے سکتا وہ عوام الناس جو یہ تک نہیں جانتے کہ اللہ نے ان پر مشرکین سے بغض وعداوت کی صراحت کرنا ان کے سامنے ان سے اعلان براءت کرنا فرض کیا ہے علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی علیہ السلام سے بیعت ہی س بات پر کی تھی کہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے اور اپنے ہاتھ یا زبان سے برائیوں کا انکار کریں گے لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لامحالہ اپنے دین کا اظہار کرتے تھے کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا نہیں ملتا کہ انہوں نے برائی دیکھی ہو پھر ہاتھ یا زبان سے اس کا ردّ نہ کیا ہو بلکہ وہ تو ظالموں کے منہ پر ان کا ردّ کرتے تھے اور اللہ کے دین میں کسی سے نہ ڈرتے تھے اب جو یہ کہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم برائی کا ردّ نہ کرتے تھے یا اپنے دین کا اظہار نہ کرتے تھے تو یہ ان کے بارے میں بدگمانی ہے ایسا کہنے والا ان کی قدر ومنزلت اور غیرت وحمیت سے ناواقف ہی ہوسکتا ہے۔عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تم میں سے جو طریقہ اپنانا چاہتا ہے تو گزرے ہوئے لوگوں کا طریقہ اپنائے کیونکہ زندہ پر فتنے سے بے خوف نہیں رہا جا سکتا نبی علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس امت میں سب سے زیادہ پاکیزہ دل اور سب سے بڑے عالم اور سب سے کم تکلف کرنے والے تھے اللہ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کے اظہار کے لئے منتخب فرمایا ان کے طریقوں پر چلو اور ان کی سیرت اپناؤ اور ان کی برتری کا اعتراف کرو کہ وہ صراط مستقیم پر تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس فضیلت وعلمیت اور دینی غیرت وحمیت کے باجود بھی کوئی عقل مند اور دیندار کہہ سکتا ہے کہ عام لوگوں کے لئے ایسا سفر کرنا جائز ہے؟ جبکہ وہ لوگ یہ تک نہیں جانتے کہ اللہ نے ان پر مشرکین سے دشمنی اور بغض رکھنا اور ان کا بائیکاٹ کرنا فرض کیا ہے اور ان سے دوستی اور ان کی طرف میلان اور ان کے ساتھ نرم برتاؤ اور رہن سہن کو حرام قرار دیا ہے اور وہ بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سفر پر قیاس کرتے ہوئے؟ یقیناً یہ شیطانی وساوس اور صراط مستقیم سے دوری ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے وہ اس کے اظہار کی کیفیت سے بھی آگاہ تھے اور دلائل وبراہین سے بھی مسلح تھے وہ یقیناً ہدایت کے درخشندہ ستارے تھے علاوہ ازیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفر سے دلیل لینا جزئی دلیل ہے جو کہ کلی قوانین کے معارض نہیں ہو سکتی یا پھر خاص مسئلہ ہے جس کا عمومی حالت سے تعلق نہیں ہے جیسا کہ علماء اصول جانتے ہیں۔ لہٰذا جاہل عوام الناس کے سفر کو عالم خواص الناس صحابہ رضی اللہ عنہم کے سفر پر قیاس کرنا باطل اور فاسد قیاس ہے اور ایسا قیاس کوئی مخبوط الحواس شخص ہی کر سکتا ہے جو محتاج علاج ہو۔ لہٰذا یہ قیاس فاسد اور مبنی بر گمراہی ہے اور پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا سفر عیسائی یا مجوسی ممالک کی طرف تھا اور عیسائی اور مجوسی جانتے تھے کہ عرب ان کے دین پر نہیں ہیں حتی کہ جاہلیت میں یہی صورت تھی لہٰذا ہر ایک ان سے الگ رہتا اپنے اپنے دین میں۔ خاص طور پر بعثت کے بعد اہل کتاب وغیرہ جانتے تھے کہ مسلمان ان کی تکفیر کرتے ہیں جبکہ آج کل کے قبر پرستوں کی یہ حالت نہیں ہے وہ خود کو مسلمان کہلاتے ہیں اور شہادتین کا اقرار کرتے ہیں اور ان کی اکثریت نماز روزہ حج ادا کرتی ہے اور ایسا نہ کرنے والا ایسا کرنے والے کی تعظیم کرتا ہے اس سب کے

باوجود ان کی حالت بیان کی جا چکی ہے کہ وہ خاص اللہ کے حق کو اپنے معبودوں کے لئے بھی کرتے ہیں اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ جو ان کی طرف سفر کر کے آیا ہے اور وہ ان کے دین پر نہیں ہے اور ان کی تکفیر کرتا ہے تو وہ اسے فتنے میں ڈال دیتے ہیں اس پر تشدد کرتے ہیں لہٰذا ان کافروں کو اُن کافروں پر قیاس کرنا غلط ہے لیکن دونوں قسم کے کافروں کی طرف سفر کرنا حرام ہے البتہ عیسائی اور مجوسی جانتے ہیں کہ جو ان کی طرف مسافر ہو کر آیا ہے وہ ان کے دین پر نہیں ہے جبکہ قبر پرست یہی سمجھتے ہیں کہ جو ان کے پاس مسافر کی حیثیت سے آیا ہے وہ ان کے دین پر ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سفر اظہار دین کے ساتھ تھا جیسا کہ ہونا چاہئے اور اگر ایسا سفر کرنے میں دین و ایمان پر فتنے کا خوف نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ ''سورۃ نساء کی آیت 97 کی تفسیر'' میں فرماتے ہیں کہ: یہ آیت مشرکین کے درمیان مقیم ہر شخص کو شامل ہے جو ہجرت پر قادر ہو اور اس کے بغیر اپنے دین کو قائم نہ رکھ سکتا ہو تو وہ ہجرت نہ کر کے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور اجماع امت اور اس آیت کی رو سے حرام کا مرتکب ہے۔ اور اجماع کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے تو جو اپنے دین کا اظہار کرے اس کے لئے سفر کرنا اور اقامت رکھنا جائز ہے اور جو اظہار کی قدرت نہ رکھتا ہو اس کے لئے سفر اور اقامت ناجائز ہیں جیسا کہ علماء کا اجماع ہے لیکن اعتبار اظہار دین کا ہے جو کہ دین ابراہیمی ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے عداوت رکھی جائے ان سے براءت کی جائے اور ان کے معبودوں کا انکار کیا جائے اور انہیں کافر اور گمراہ قرار دیا جائے اور بعض علماء کی غیر صریح اور محتمل عبارات سے شبے میں نہیں پڑنا چاہیے تو جو عقل مند اور دین دار ہو اس کے لئے کیوں کر جائز ہو سکتا ہے کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفر سے دلیل لے کر ان نصوص کا ردّ کر دے جن میں شرکیہ ممالک میں اقامت کرنے وہاں جانے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع اور ان سے دور رہنے کو فرض کیا گیا ہے اور پھر اس سفر کا تعلق بھی جزئی دلائل اور خاص مسائل سے ہے جب کہ وہ نصوص عام اور مطلق ہیں۔ مثلاً جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کچھ شریک نہ کر اور نماز پڑھ اور زکوٰۃ دے اور مشرکین سے الگ رہ۔ (نسائی)

اور فرمایا: مشرکین کی آگ سے روشنی مت حاصل کرو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں: ان کے قریب گھر نہ بناؤ اس طرح کے تم ان کے ساتھ ان کے شہر میں شامل رہو بلکہ ان سے دور ہو جاؤ اور ان کے شہروں کو چھوڑ دو اس کے علاوہ: جو مشرکین کے ساتھ رہے اس سے ذمہ بری ہو گیا (اس کی جان، مال، عزت محفوظ نہ رہی) اور فرمایا: میں ان دو مذہب والوں سے بری ہوں جو ایک دوسرے کی آگ دیکھتے ہوں۔ اور فرمایا: جو مشرکین کے ساتھ جمع ہو یا اس کے ساتھ رہے وہ اسی کی طرح ہے۔ اور فرمایا: اللہ اسلام لانے کے بعد مشرک کا عمل قبول نہیں کرتا یا پھر وہ ان سے الگ ہو جائے (اسلام کے بعد بھی اگر ان میں رہے تو عمل قبول نہیں) اور فرمایا: کسی دین والے کا دین محفوظ نہیں رہ سکتا مگر جو ایک شاخ سے دوسری شاخ تک بھاگ جائے اور لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت لیتے وقت کہا میں آپ سے کس چیز پر بیعت کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور فرمایا: نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے اور مشرک سے الگ رہنے پر اور یہ کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرنا۔ ابن قیم رحمہ اللہ اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الگ رہنا۔ اس سے دشمنی رکھنا اس کو پڑوسی نہ بنانا نہ اس کے ساتھ کھانا جیسا کہ سنن وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ: وہ دونوں ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ سکیں۔

اس معنی کی اور بہت سی احادیث ہیں تو جو اپنے آپ سے مخلص ہو اس کے لئے نبی علیہ السلام کی احادیث وآیات قرآنیہ باطل پرستوں کے شبہات سے زیادہ اہم ہونی چاہئیں اور اسے ان آیات واحادیث کے نصوص میں غور وفکر کرنا چاہیے ایسے ہی وہ احادیث جو غیر صریح ہیں اور اظہار دین پر محمول ہیں ان کا درست معنی معلوم کرنا چاہیے مثلاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا: کہ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی......الخ ایسے ہی اعرابی کی حدیث۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ اقتضاء الصراط المستقیم میں فرماتے ہیں: اگر کوئی شرکیہ ممالک میں خریداری کی نیت سے سفر کرتا ہے تو ہمارے نزدیک جائز ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول اظہار دین کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ اکثر علماء فرماتے ہیں اور اظہار دین کے بغیر وہ یہ جائز کس طرح کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ خود علماء کا اجماع نقل کرتے ہیں کہ احادیث میں بیان کردہ وعید بالعموم حرمت کا تقاضا کرتی ہے۔ بلکہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں بیان کردہ وعید حرمت کے تقاضے میں بالکل واضح ہے۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفر

سے فاسق مسلمانوں کے مشرک ممالک کی طرف سفر کے جواز پر دلیل وہی شخص لے سکتا ہے جس کی نیت اور دماغ خراب ہو اور اس کا دل بیمار ہو اور اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین کے لئے غیرت وحمیت نہ ہو اور اللہ اور اس کے رسول کے دشمن اور ان کے دوست اور مسلمان اور کافر اس کے نزدیک برابر ہوں کیوں کہ وہ نہیں جانتے کہ اللہ نے ان مشرکین سے دشمنی اور علیحدگی اور ان کے ساتھ نہ رہنا فرض کیا ہے۔

سوال علماء کیا فرماتے ہیں کہ:

① قریہ حکومت نجد کے زیر انتظام ہے یا حکومت ساحل کے زیر انتظام اور کیا وہ امام المسلمین عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل فیصل کی زیر امارت ہے یا نہیں۔اور اگر وہ حکومت نجد کے زیر انتظام وانصرام ہے تو کیا وہاں ہجرت کر کے جانے والے کے لئے دار ہجرت کہلائے گا یا نہیں؟ اور کیا اپنے پہلے دار ہجرت سے وہاں جا کر رہنے والے پر عیب لگایا جائے گا یا نہیں؟ اور کیا جو اپنے پہلے دار ہجرت سے کسی وجہ سے چلا جائے وہ اور جو بغیر وجہ کے جائے وہ برابر ہیں؟ اور کیا نجد کے علاقوں پر دار ہجرت کا اطلاق ہوگا یا یہ نام اس جگہ کے لئے ہوگا جہاں جا کر اس دور میں بہت سے بھائی بس جاتے ہیں۔

جواب فضیلۃ الشیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان لیجئے کہ قریہ نجد کے زیر انتظام اور اس کی حدود میں داخل ہے اور ساحل کے زیر انتظام نہیں ہے بلکہ زمانہ قدیم وجدید سے ہی نجد کے زیر انتظام اور مسلمانوں کے زیر تسلط ہے اور اس میں کسی کو شک نہیں ہے۔اور اگر کفر یہ ممالک یا ان دیہاتوں سے جہاں لوگ اپنے دین سے غافل ہوں کوئی مسلمان امام کی اجازت اور فیصلے سے وہاں ہجرت کر جاتا ہے تو وہ اس کے لئے دار ہجرت ہے اور ایسا کرنے والا مہاجر ہے جبکہ ہجرت کے تقاضوں کو پورا کرے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کے لئے اس کی نیت کے مطابق ہے تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت واقعتاً اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول یا عورت سے نکاح کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس طرف اس نے ہجرت کی۔(بخاری) اور

جو وہاں اپنے پہلے دار ہجرت سے منتقل ہو جائے اس پر عیب نہیں لگایا جائے گا اور جو عیب لگائے صرف اس سبب سے تو وہ جہل مرکب کا شکار ہے کیونکہ کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی وہ مدینہ سے آپ کی وفات کے بعد مختلف شہروں میں جاتے تھے۔ مثلاً علی رضی اللہ عنہ کوفہ چلے گئے اور وہیں شہید کئے گئے ایسے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی کوفہ جا رہے تھے کہ راستے میں فوت ہو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ پھر مکہ چلے گئے اور طائف میں فوت ہوئے ایسے ہی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر رہے اور ایسے ہی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ چھوڑ گئے تھے اور کسی بھی صحابی یا عالم نے ان پر ردّ نہیں کیا لہٰذا ان پر ردّ کرنے والا صحابہ پر ردّ کرنے والا ہے خصوصاً علی رضی اللہ عنہ پر جو کہ خلفاء اربعہ میں سے ہیں جن کے متعلق فرمایا: تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے۔ اور جو اپنے پہلے دار ہجرت سے کسی وجہ سے یا کسی وجہ کے بغیر چلا جائے ان میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ ہم نے ابھی بہت سے صحابہ کے متعلق ذکر کیا ایسے ہی سعد بن ابی وقاص اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما فتنے کے ایام میں مدینہ سے چلے گئے تھے اور جو اپنے دار ہجرت سے کسی وجہ سے مسلمانوں کے کسی شہر میں جا بسے ہم اس پر بھی ردّ نہیں کر سکتے اس کے لئے دلیل چاہیے اور اگر کسی کے علم میں دلیل ہے تو وہ ہمیں بتا دے اور نجد کے علاقوں پر دار ہجرت کا اطلاق ہوگا اور وہ جگہ یا علاقے جہاں جا کر اس دور میں بہت سے بھائی بس جاتے ہیں اس پر اس لفظ کا اطلاق نہیں ہوگا۔ لہٰذا جو کسی دیہات سے کسی مسلمان شہر کی طرف ہجرت کر جائے تو وہ مہاجر ہے خواہ ان علاقوں میں ہجرت کر جائے جہاں اس دور میں بہت سے بھائی جا کر آباد ہو گئے یا مسلمانوں کے علاقوں میں ہجرت کر جائے کوئی فرق نہیں اور جو فرق کرتا ہو وہ یقیناً علم و بصیرت سے محروم اور جاہل ہے اور دیہاتوں سے جن مقامات پر جا کر بھائی آباد ہو گئے ہیں انہیں ہجرت کا نام دینا محل نظر ہے کیونکہ یہ نیا نام ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب شہروں کو فتح کرتے اور علاقے منتخب کرتے اور وہاں آباد ہو جاتے تو وہ ان مقامات کا یہ نام نہیں رکھتے مثلاً عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بصرہ و کوفہ دیکھا تو ان کا نام تبدیل نہیں کیا ایسے دیگر تمام مفتوحہ علاقے جہاں صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم جا کر آباد ہو گئے انہوں نے اس کا وہی نام رہنے دیا جو نام وہاں کے باشندوں نے رکھا ہوا تھا۔ ایسے

دیہاتیوں اورشہریوں میں سے جوبھی وہاں جا کرآباد ہوجائے توان کا نام اخوان (جس کا ترجمہ ہم نے بھائی کیا ہے) رکھ دینا عصر حاضر کے تمام مسلمانوں کی بہ نسبت بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ.

(الحجرات:10)

تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادو۔

اگرچہ وہ ایک دوسرے سے بغض رکھیں یالڑائی کریں ۔اورفرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ، وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا وَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ.

(آل عمران:102-103)

اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرجاؤاورنہ مرنا مگراس حال میں کہ تم مسلمان ہواورسب مل کر اللہ کی رسی کومضبوطی سے پکڑلواورالگ الگ مت ہوجاؤاوراپنے اوپراللہ کا انعام یادرکھو کہ جب تم آپس میں دشمن تھے تواس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی اورتم اس کے انعام سے بھائی بھائی بن گئے اورتم آگ کے گڑھے کے کنارے پرتھے تواس نے تمہیں بچالیا ایسے ہی اللہ اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔

یہاں اللہ نے فرق کئے بغیرسب کوہی بھائی بھائی قراردیا ہےاورہمیں معلوم ہے کہ جب کچھ دیہاتیوں نے بعض جہلاء سے سوال کیا کہ کیا ہم نفی کی طرف ہجرت کرکے وہاں اپنے گھر بنا سکتے ہیں یاسروغیرہ کی بستیوں میں تووہ کہنے لگا کہ وہاں گھر بنانا یاوہاں ہجرت کرکے جانا جائزنہیں کیونکہ اس کی بنیاد کفرپرہے حالانکہ یہ بےچارہ نہیں جانتا کہ جب اللہ کے نبی علیہ السلام نے بھی مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی تومدینہ کی بنیاد

بھی اسلام سے پہلے کفر پر تھی۔ اوس، خزرج اور ان کے حلیف یہود نے اس کی بنیاد رکھی تھی اور اسلام سے قبل وہ مشرک تھے پھر جب وہاں ہجرت کی گئی تو اس تاسیس کفر سے کچھ فرق نہیں پڑا۔ ایسے ہی ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان علاقوں کی طرف ہجرت کر کے آنے والے بعض دیہاتی انتہائی سختی کرتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اللہ کے لئے محبت و دشمنی میں انتہائی مبالغے سے کام لیتے ہیں کہ جب نجد کے مسلمان علاقوں کی طرف کوئی سفر کر کے جائے اور وہاں چار ماہ رہے تو وہ اس سے بائیکاٹ کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس علاقے میں جا کر آباد ہو گیا ہے تو ان کے اس طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ ان علاقوں کو کفریہ یا فاسق علاقے سمجھتے ہیں کہ جو وہاں اپنے دین کا اظہار نہ کر سکتا ہو اور اس کے لئے وہاں سے ہجرت کرنا فرض ہو کیونکہ ان کے گمان میں کسی کے لئے وہاں رہنا جائز نہیں ہے۔ یہاں ایک مسئلہ اور بھی ہے جس کا ہم پہلے بھی جواب دے چکے ہیں لیکن اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ابن قیم رحمہ اللہ کا کلام بھی میسر کر دیا ہے تو ہم اس موضوع پر اسے بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں سوال تھا کہ مذموم رخصتوں سے کیا مراد ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جس نے رخصت اختیار کی وہ زندیق یا زندقہ سے قریب ہو گیا کیونکہ ہمارے یہاں اکثریت جب کوئی نئی بات سنتی ہے اور اسے اس کا مکمل علم نہ ہو اور اس سے اس کا تعلق ہو تو وہ اسے رخصت سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں تو امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں رخصت دو طرح ہے:

① شرعاً نص سے معلوم شدہ رخصت مثلاً بوقت ضرورت مردار یا خنزیر کا گوشت کھانا اور اگر انہیں امر اور وجوب کی رو سے عزیمت کہا جائے تو پھر یہ اذن اور وسعت کی رو سے رخصت ہوئی جیسے مشقت کے وقت روزہ افطار کر لینا یا بیٹھ کر نماز پڑھنا اور حاملہ اور مرضعہ کا اولاد کی وجہ سے روزہ چھوڑ دینا اور زنا سے بچنے کے لئے لونڈی سے نکاح کر لینا وغیرہ ان رخصتوں کو دینے سے نہ تو رغبت کمزور پڑتی ہے نہ اس کی طلب اور اس کا ارادہ ناقص ہوتا ہے اور نہ ہی رخصت اختیار کرنے والے کے بگاڑ کا خوف ہوتا ہے ان میں سے بعض رخصتیں اختیار کرنا واجب ہوتا ہے جیسے بوقت ضرورت مردار کھانا اور بعض کو اختیار کرنا مصلحت کا تقاضا ہوتا ہے جیسے بیمار کا روزہ نہ رکھنا یا مسافر کا نماز قصر کرنا یا

روزہ نہ رکھنا اور بعض ایسی ہوتی ہیں جن میں اس کی مصلحت ہوتی ہے جس کو وہ رخصت دی جارہی ہو اور یہ مصلحت دو طرح سے ہوتی ہے قاصرہ اور متعدیہ مثلاً حاملہ اور مرضعہ کا روزہ چھوڑ دینا تو اس طرح کی رخصتوں کو اختیار کرنا انہیں چھوڑ دینے سے زیادہ افضل ہے۔

(۲) وہ رخصتیں جو تاویلات اور مذاہب میں اختلافات کی بنیاد پر ہو ان رخصتوں کو اختیار کرنے سے رغبت کمزور پڑ جاتی ہے اور طلب کم ہو جاتی ہے اور جسے رخصت دی جائے وہ بھی بگڑ جاتا ہے مثلاً اہل مکہ کا قول لے کر بیع صرف کی مطلقاً رخصت دینا یا اہل عراق کا قول لے کر شراب کی رخصت دینا اور اہل مدینہ کے قول سے اطعمہ میں رخصت دینا اور حیلہ سازوں کو معاملات میں رخصت دینا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے نکاح اور متعہ اور گدھوں کے گوشت کی رخصت دینا اور بدکاراؤں سے نکاح کی رخصت دینا اور یہ کہنا کہ بدکار بیویوں کا شوہر ہونا جائز ہے اس طرح آلات لہو اور موسیقی کو جائز قرار دینا اور خوبصورت لونڈیوں کو وطی کے لئے عاریۃً لینا جائز ہونا اور روزے کی حالت میں برف کھانے کی اجازت دینا اور یہ کہنا کہ یہ نہ کھانا ہے نہ پینا ہے ایسے ہی روزے دار کے لئے طلوع شمس اور طلوع فجر کے درمیان کھانے کی اجازت دینا اور: ﴿ مُدْهَآمَّتٰنِ. (رحمن:64) ﴾ کو نماز میں فارسی میں پڑھنے کو جائز قرار دینا اور نماز میں نہ درود پڑھنے نہ شہادت دینے اور نماز میں گوز مار کر نماز سے خارج ہو پھر بھی نماز کو جائز قرار دینا اور ایسا کرنے کو بھی جائز سمجھنا اور عورتوں کے دبر میں وطی کی اجازت دینا اور اپنے ہی نطفے سے زنا کی صورت میں پیدا شدہ لڑکی سے نکاح کی اجازت دینا اس طرح کی اور بہت سی رخصتیں ہیں جن سے رغبت وطلب کمزور ہوتی ہے اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے لہٰذا اس طرح کی رخصتوں اور پہلے بیان کردہ رخصتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اس بحث سے آپ کے لئے محمود رخصتوں اور مذموم رخصتوں کے درمیان فرق واضح ہو جائے گا محمود رخصتوں کو اللہ پسند کرتا ہے اور شریعت میں اس کی اجازت ہے حدیث میں فرمایا: اللہ پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصتوں کو اپنایا جائے جس طرح ناپسند کرتا ہے کہ اس کی نافرمانیوں کو اپنایا جائے۔ اور مذموم رخصتوں کو شریعت پسند نہیں کرتی ہے اور انہیں اختیار کرنے والا زندیق ہےجو اس طرح کی مذموم رخصتیں

دے اس نے گویا اللہ کے دین کو کھیل اور معمولی سمجھ رکھا ہے۔ یہ سمجھ لینے کے بعد آپ جان لیجئے کہ مشائخ نے جن رخصتوں کو ردّ کیا ہے وہ اسی طرح کی مذموم رخصتیں ہیں جنہیں یہ نام نہاد دین دار لوگ عام محمود رخصتوں کی طرح سمجھتے ہیں جن کی علماء مشائخ اجازت دیتے ہیں چنانچہ وہ ہر طرح کی رخصت کو ناجائز اور مذموم سمجھتے ہیں یہ درحقیقت ان کی شریعت سے جہالت اور اپنی آراء وخواہشات کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا، اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا، فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا. (النساء:97-99)

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔ تو وہ پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں ہم زمین پر کمزور تھے وہ کہتے ہیں؟ کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی پس تم اس میں ہجرت کر لیتے تو ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے مگر کمزور مرد وعورتیں اور بچے جو کوئی حیلہ نہیں کر سکتے نہ راہ جانتے ہیں تو ان لوگوں کو امید ہے کہ اللہ ان سے درگزر کرے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ. (العنکبوت:55)

اے میرے ایمان دار بندو بے شک میری زمین فراخ ہے پس تم میری ہی عبادت کرو۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ. (النساء:14)

اس نے تم پر کتاب میں یہ بات نازل کر دی کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر

واستہزاء کیا جارہا ہے تو تم ان کے ساتھ مت بیٹھو حتی کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اس وقت تم انہی کی طرح ہوتے ہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے لئے ان کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں خواہ وہ اس طرح کی باتیں کریں یا نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ.

(الانعام:68)

اور جبکہ شیطان آپ کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیے۔

اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ. (التوبۃ:66)

اگر ہم ایک جماعت سے درگزر کردیں کیونکہ وہ مجرم تھے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: پس معلوم ہوا کہ جس گروہ سے درگزر کیا گیا وہ نافرمان ہے کافر نہیں یا تو اس لئے کہ کفریات سنتا ہے لیکن ان کا رد نہیں کرتا اور ان کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے یا وہ کلام گناہ کا ہوتا ہے کفریہ نہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا: میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہے وہ دونوں ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھ سکیں۔ اور فرمایا: جو اسلام لانے کے بعد مشرکین کے درمیان رہتا ہے اس کے عمل قبول نہیں ہوتے یا پھر وہ مشرکین سے الگ ہو جائے۔ اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں۔

تو معذور کے علاوہ جو اظہار دین کئے بغیر مشرکین کے درمیان رہے وہ نصوص قرآنی اور اجماع کی رو سے حرام کا مرتکب ہے جیسا کہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: یہ آیت ہر اس مسلمان کو شامل ہے جو مشرکین کے درمیان رہ رہا ہو اور ہجرت کرسکتا ہو اور ہجرت کئے بغیر اپنے دین کو قائم نہ رکھ سکتا ہو پھر بھی ہجرت نہ کرے تو وہ اجماع اور اس آیت کی رو سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ احادیث جن میں وعید بیان کی گئی ہو اور وہ حرمت کا تقاضا کرتی ہو تو ان

پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے بعض علماء نے وعید سے متعلق احادیث آحاد پر عمل کی مخالفت کی ہے لیکن حرمت کے متعلق اختلاف نہیں ملتا علاوہ صحابہ وتابعین اور فقہاء اپنے خطابات اور کتابوں میں ان احادیث کو اختلافی مسائل میں حجت لیتے آئے ہیں بلکہ جب حدیث میں کوئی وعید ہوتو وہ حرمت کے اقتضاء میں زیادہ واضح ہوتی ہے بنسبت عرف عام کے اور جو حکم میں اس عمل کرنے اور وعید کا اعتقاد رکھنے کا قائل ہے اس کے متعلق تنبیہ گزر چکی ہے اور چونکہ یہ جمہور کے قول کے مخالف ہے اس لئے نا قابل قبول ہے۔

کتاب وسنت میں موجود نصوص جن میں وعید ہو بہت زیادہ ہیں اور بالعموم اور علی الاطلاق کسی شخص کی تعیین کئے بغیر ان کے مطابق کہنا واجب ہے یعنی یوں نہ کہا جائے کہ فلاں ملعون ہے یا مغضوب علیہ یا آگ کا مستحق ہے۔

لہٰذا سفر عام ہے اس کا حکم ایک ہے خواہ تجارت یا کمائی کے لئے ہو یا رہائش اختیار کرنے کے لئے اور جو فرق کا قائل ہے وہ دلیل دے مشرکین کے درمیان اظہار دین کئے بغیر رہنے اور ہجرت کی طاقت کے باوجود ہجرت نہ کرنے کی حرمت پر پس کتاب وسنت اور اجماع اہل علم کے دلائل پھر بھی اگر کوئی بے وقوف کہے کہ تم مشرکین کے درمیان اظہار دین کئے بغیر رہنے یا ان کی طرف سفر حرام کرتے ہو تو تم جانتے ہو کہ حلال کو حرام کرنا کفر ہے جبکہ تم ان کی طرف سفر کو مطلقاً جائز کہتے ہو یا پھر ارکان خمسہ کے اظہار کی قید لگاتے ہیں تو اس سے جواباً کہا جائے گا کہ جو انجانے میں حرام کا ارتکاب کر بیٹھے ہم اسے گناہ گار قرار نہیں دیتے چہ جائیکہ اس کی تکفیر کریں گے اور جو جان بوجھ کر علم کے باوجود محض عناد اور ضد کی وجہ سے مشرکین کے مما لک کی طرف سفر کو جائز قرار دے تو اس کے متعلق اہل علم کے اقوال واضح اور صریح ہیں (وہ یقینی کافر اور معاند ہے) البتہ جو کسی شبہ یا تاویل کی بناء پر سفر کو حلال قرار دے اور کہے کہ وہ اپنے دین کا اظہار کر رہا ہے یا جس شہر کی طرف سفر کا مسئلہ ہے اس کے نزدیک وہ شہر اہل کفر کا نہیں ہے ایسے ہی دیگر شبہات وتاویلات تو ایسے شخص کو کافر نہیں کہا جائے گا کہ اس نے شبہ اور تاویل کی بنا پر اللہ اور اس کے رسول کے حرام کردہ کو جائز قرار دے دیا ہے البتہ وہ حق کی طلب میں اجتہاد نہ کرنے کی

بناء پر گناہ گار اور نافرمان ضرور ہوگا جبکہ وہ اپنے مقلد کے متعلق حسن ظن رکھے اور اس کی آسانی چاہے تو یہ صورت صرف مقلَّد جس کی تقلید کی جائے اس کے اور اس کے مقلد جو علم وتمیز سے کورا ہوتا ہے کے متعلق ہے۔ البتہ جو عالم کسی حرام کو مباح کر دے تو اللہ سے ڈرنے والا ایسی جراءت نہیں کرسکتا جو کہ علماء کا شعار ہے اور ایسا چند اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے جنہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''رفع الملام عن الائمہ الاعلام'' میں بالتفصیل ذکر کیا ہے اس کا مطالعہ کرلیا جائے البتہ ہم بطور اختصار اسے ذکر کر دیتے ہیں کہ جان لیجئے علماء میں سے جنہوں نے محرمات کو مباح قرار دیا ہے تو یہ اس لئے ہے کہ انہیں اس سلسلے میں نص نہیں مل سکا لہٰذا اس نے اجتہاد کیا اور آیت یا حدیث کے ظاہر یا قیاس یا استصحاب پر اعتماد کیا یا اسے نص مل گیا تھا لیکن اس کے نزدیک وہ پایہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکا کسی بھی عارض یا علت وغیرہ کی وجہ سے اگر چہ وہ اس کے علاوہ اوروں کے نزدیک بلند پایہ ثبوت تک پہنچتا ہو یا اسے حدیث نہیں پہنچی ہوگی لیکن وہ اسے اس کی دلالت سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے بھول گیا ہوگا یا اس کا اعتقاد ہوگا کہ اس نص میں ایسی دلالت نہیں ہے یا یہ اعتقاد ہوگا کہ حدیث جس پر دلالت کر رہی ہو وہ دلالت حدیث کے معارض ہے جبکہ وہ اس کی مراد ہی نہ ہو مثلاً عام کا خاص کے ساتھ یا حقیقت کا اس سے معارض ہونا جو مجاز پر دلالت کرتا ہو ایسے ہی دیگر معارضات یا اعذار جنہیں اہل علم جانتے اور ذکر کرتے ہیں اور یہ لوگ ان شبہات اور تاویلات کا سہارا لے کر ان کی طرف سفر کو جائز قرار دیتے ہیں کہ جو تاویلات وشبہات انہیں دین سے روک رہے ہوتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جن آیات واحادیث سے دلیل لیتے ہیں وہ اس شخص پر محمول ہوتی ہیں جو اپنے دین کا اظہار نہ کرسکے اور یہ کہ ان میں ایسی دلالت نہیں جو حرمت کا تقاضا کرتی ہو ایسے ہی عام مطلق احادیث کو خاص مقید احادیث سے ٹکراتے ہیں لہٰذا ان لوگوں کے پاس سوائے جہالت وشبہات کے اور کچھ نہیں ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو شرکیہ ممالک میں سفر کو جائز قرار دیتے ہیں کیونکہ شرکیہ ممالک کی طرف سفر کرنا حرام ہے تو جو حرام کو مباح قرار دے وہ کافر ہے جبکہ ہم ان کی ان باتوں سے بری ہیں اور یہ الزام الٹا انہی کی طرف لوٹتا ہے کہ جو حلال کو حرام کرے اس نے کفر کیا بالکل اس طرح جو حرام کو حلال

کرے وہ بھی کافر ہے کوئی فرق نہیں لیکن انہیں اس بات کا علم نہیں۔

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: آپ کا کہنا ہے کہ میں آپ کے کلام میں غفلت واغلاط دیکھتا ہوں تو مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے اللہ آپ کو توفیق دے آپ یقین کرلیں کہ آپ کے کلام میں جو آپ نے ملاحی کو لکھا بعض اغلاط ہیں جو آپ کی غفلت کا نتیجہ ہیں یہ غلطی آپ نے جان بوجھ کر نہیں کی نہ ہی جان بوجھ کر یہ مراد لیا ہے لیکن تعبیر اچھی طرح نہیں کر سکے جس سے مخالف پر حجت قائم ہو جائے اور وہ تمہارے خلاف دلیل دینے کے قابل نہ رہے۔یعنی آپ نے ان کی اطاعت میں داخل ہونے کو مسلمانوں کی مصلحت اور دینداروں کے اعزاز کے پیش نظر جائز قرار دے دیا جبکہ صرف یہ چیزیں نہیں دیکھی جاتیں بلکہ دینی مصالح کے حصول کے ساتھ ساتھ مفاسد کو دور کرنے کو بھی دیکھا جاتا ہے۔

اور اہل علم ذکر کرتے ہیں کہ مفاسد کو دور کرنا مصالح کے حصول پر مقدم ہوتا ہے۔تو اہل حق کے مٹ جانے کا مفسدہ اور ان کا الگ الگ نہ ہونا اور ہر جگہ ان کی خونریزی کا نہ ہونا اور دین کی بنیاد پر ان کا مجتمع رہنا اور اس کی طرف دعوت دینا یہ حکام کے خلاف انکار کی مصلحت کے حصول پر مقدم ہے جبکہ وہ قوی اور غالب اور اہل حق ان کا مقابلہ اور ان سے علانیہ عداوت رکھنے اور ان کے علاقوں سے ہجرت کر جانے سے عاجز ہیں اور یہ سب صرف اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کے علاوہ ان کی اطاعت میں داخل ہو جانے کے ذریعے ہی ممکن ہے پھر اگر اہل حق کو پناہ مل جائے اور وہ حق پر جمع ہو جائیں اور کوئی چیز انہیں اپنے دین کے اظہار سے روک نہ سکے تو اس وقت وہ اپنے شہروں میں کفر کو جاری نہ رہنے دیں اور نہ ہی شعائر اسلامیہ کے اظہار سے رکیں کیونکہ اس وقت وہ اسلامی ملک بن گیا کیونکہ وہ کفر یہ احکام جاری نہ رہے جیسا کہ ہمارے شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے علماء حنابلہ وغیرہ سے بیان کیا ہے۔اور جب صورتحال ایسی ہو جس طرح ہم نے ذکر کی تو اہل حق کے مٹ جانے، ان کے بکھر جانے، ان کی خونریزی کی جانے، ان کو ذلیل کر دینے، اور ان کے اہل باطل کے ساتھ ان کے باطل کا اظہار کرنے اور اہل حق پر ان کے کلمے کو بلند کرنے ان کا احترام کرنے ان سے مقابلہ نہ کرنے ان تمام مفاسد کو دور کرنے کا لحاظ کرنا ان حالات میں حکام کے خلاف انکار کرنے کی مصلحت پر مقدم ہے جبکہ

اس کی طاقت بھی نہیں کیونکہ اہل باطل غالب اور قوی ہیں جبکہ اہل حق ان سے مقابلہ کرنے اور اللہ اور اس کے رسول کے پسندیدہ امور کو نافذ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو ان سے مقابلے کی صورت میں حاصل ہونے والے مفاسد تو اس سے کئی گنا زیادہ ہوں گے اور جب اللہ کا کوئی محبوب کام اللہ کے کسی مبغوض کام کا ذریعہ بن جائے یا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ کسی محبوب کام کے فوت ہو جانے کا ذریعہ بن جائے تو وہ ایسا نہیں رہتا کہ اللہ اس سے محبت کرے اور اس کے ذریعے اس کا قرب حاصل ہو کیونکہ اس کی وجہ سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں اور مصالح فوت ہو جاتے ہیں۔ اہل علم نے ایک اور قاعدہ ذکر کیا ہے جس پر شریعت کی بنیاد ہے یعنی دو مفسدوں میں سے بڑے مفسدے کو فوت کر کے چھوٹے مفسدے کا ارتکاب کرنا اور دو مصلحتوں میں سے بڑی مصلحت کو حاصل کر کے چھوٹی مصلحت کو فوت کر دینا۔

امام حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ امام سبکی پر ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: تیسری وجہ: قرب کے لئے کسی بھی فعل کا صرف محبوب ہونا کافی نہیں بلکہ وہ قرب اس وقت ہوگا جب کسی مبغوض یا مکروہ فعل یا کسی اس سے بھی زیادہ محبوب فعل کے چھوٹ جانے کا ذریعہ نہ ہو اور اگر ذریعہ ہو تو وہ قرب نہیں اور اگر وہ اللہ کے ہاں محبوب کے چھوٹ جانے کا ذریعہ نہ ہو مثلاً اگر کسی کو عطیہ دینے سے اسلام اور اہل اسلام کو قوت ملتی ہو تو اسے دے دینا چاہیے اگرچہ وہ غنی ہو مستحق نہ ہو۔ ایسے ہی نفلی عبادات زیادہ محبوب ہوں لہٰذا اس صورت میں نفلی عبادات قرب کا ذریعہ نہ ہوئیں اور اگر قرب کا ذریعہ ہوتیں تو ان سے ایسی چیز لازم نہ آتی جسے اللہ سخت ناپسند کرتا ہے کہ بظاہر اللہ کے دشمنوں سے مشابہت ہو رہی ہے جس طرح ممنوعہ اوقات میں سجدہ کرنا سورج کے پجاریوں سے مشابہت ہے۔ تو دو باتیں یہاں فعل کا ذریعہ قربت ہونے سے مانع ہیں اس کا ایسے فعل کا ذریعہ ہونا جو ناپسندیدہ ہے یا کسی ایسے فعل کے چھوٹ جانے کا ذریعہ ہونا جو اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے اب جو ان اصولوں پر کماحقہ دسترس رکھتا ہو اللہ اسے شریعت کے اسرار اور اعمال کے مراتب اور محبت و بغض کے حوالے سے ان کے مابین فرق اس کی قوت فہم وادراک کے مطابق آگاہ کر دیتا ہے کیونکہ شریعت کی بنیاد اس قاعدے پر ہے کہ دو خیروں میں

سے زیادہ خیر کو حاصل کرنا اور کم خیر کو چھوڑ دینا اور دو شروں میں کم شر کے احتمال کے ساتھ زیادہ شر کو چھوڑ دینا۔ بلکہ دینا کی تمام تر مصلحتوں کی بنیاد یہی قاعدہ ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باطل کی طرف میلان قوی ہوتا ہے جس کا ازالہ ناممکن ہوتا ہے اور حق کی طرف میلان کمزور ہوتا ہے لہٰذا اسے قائم رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے لہٰذا میلان رکھنے والا محتاج ہوتا ہے وہ بعض حق کو چھوڑ کر بعض باطل کا التزام کرے۔

لہٰذا ہمارے اس قاعدے پر غور کریں کہ مفاسد کو ختم کرنا مصالح کے حصول پر مقدم ہوتا ہے اور مفاسد کو ختم کرنا اور مصالح کو حاصل کرنا یکجا ہو جائے تو اس صورت میں اختلاف کے وقت جو صرف مصالح کے اصول کو ترجیح دے اس کا ردّ ہمارے بیان کردہ اس قاعدے سے کیا جا سکتا ہے۔ اور آپ کا ابن القیم رحمہ اللہ کے کلام سے دلیل لینا بالکل ہی باطل ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے ان سے مفاہمت اور دوستی کی اس میں ان کا فائدہ نہ تھا بلکہ آپ نے انہیں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی طرف بلایا لیکن تم جن حالات میں ہو وہ ایسے نہیں کیونکہ ان حکام اور ان کے درمیان میں مصلحت ہے ہی نہیں نہ ہی وہ ان سے اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کا مطالبہ کرتے ہیں کہ تم انہیں قبول کر لو اور ان کی مدد کرنا شروع کر دو لہٰذا ابن القیم رحمہ اللہ کے کلام سے اس حالت میں دلیل لینا درست نہیں کیونکہ یہ مختلف حالت ہے کیونکہ مذکورہ حکام کفار سے دوستی لگاتے ہیں اور مسلمانوں پر انہیں غالب کرنے میں مدد دیتے ہیں ان کے مرتد ہونے میں شک کی گنجائش نہیں اور ان کے جانشین بھی یا تو اپنے اگلوں کے افعال سے مطمئن ہیں یا ان کے مددگار ہیں نہ تو ان کی مخالفت کرتے ہیں نہ ہی ان کی برائی کرتے ہیں لہٰذا ان دونوں کا ایک ہی حکم ہوا الاّ یہ کہ ان میں سے کوئی اپنے اگلوں کی مخالفت کر دے۔ یہ جان لینے کے بعد آپ اپنے مخالف پر حجت قائم کر سکتے ہو۔

شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

سوال لوگ کہتے ہیں کہ دیہات کا باشندہ اور شہر سے وہاں جا کر رہنے والا برابر ہیں؟

جواب تو ہم کہتے ہیں کہ یہ علماء و مشائخ پر بہتان ہے ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ اگر کوئی دیہاتی اسلام لے آئے اور ہجرت نہ کرے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو ان سے ہجرت کر جائے اور تمام امور

جاہلیت کو ترک کر دے اور شہر جا کر رہنے لگے یعنی یہ دونوں برابر ہیں یہ علماء اور مشائخ پر صریح بہتان ہے ہم مہاجر کی فضیلت بیان کر آئے ہیں بلکہ کسی نے مشائخ سے سوال کیا کہ جو اسلام لے آئے اور اپنے دین کے اظہار پر قادر ہو اس شخص کے اور اس شخص کے حکم میں کیا فرق ہے جو دیہات کا رہنے والا ہو اور اسلام نہ لائے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ اس پر ہجرت کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ واجب وہ ہوتا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ واجب کرے اور حرام وہ ہوتا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ حرام کرے اور حلال وہ ہوتا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ حلال کرے۔ واللہ اعلم

سوال کیا لفظ ہجرت کا اطلاق دار شرک سے دار اسلام کی طرف منتقل ہو جانے پر ہوگا یا اس شہر پر کہ جس کی طرف ہجرت کی جائے؟

جواب فضیلۃ الشیخ سعد بن حمد بن عتیق رحمہ اللہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ہجرت لغت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں مقام شرک و معاصی سے مقام اسلام و اطاعت کی طرف منتقل ہونے کو تو ہر جگہ جہاں بندہ اپنے دین کا اظہار نہ کر سکتا ہو وہاں سے منتقل ہو جانا ہجرت ہے اور جس جگہ ہجرت کر کے جائے گا وہ مہجر یا دار ہجرت کہلائے گا اس جگہ کو ہجرت کہنا جدید اصطلاح ہے نبی علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ مجھے تمہارا دار ہجرت دکھایا گیا ہے۔ آپ نے ہجرت نہیں کہا نیز فرمایا یا اللہ میرے صحابہ کے لئے ان کی ہجرت کو جاری رکھ۔ اس سے آپ کی مراد ان کا عمل ہجرت ہے یعنی ان کا دار کفر سے دار اسلام کی طرف منتقل ہونا۔

سوال دو شخصوں کے درمیان ہجرت کے موضوع پر اختلاف ہو گیا......؟

جواب فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم بن محمود رحمہ اللہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دوسرا حق ہے یعنی جو کہتا ہے کہ ہجرت ہر اس شخص پر واجب ہے جو فتنہ سے خوفزدہ ہو اور اپنے دین کا اظہار نہ کر سکتا ہو علماء کتاب و سنت نے اس کے بہت سے دلائل ذکر کئے ہیں کہ جہاد ہر نیک یا بد کی ماتحتی میں ہمیشہ جاری رہے گا حتی کہ اس امت کا آخر دجال سے جہاد کرے گا اور ہجرت کبھی منقطع نہ ہوگی تا آنکہ توبہ

منقطع ہو جائے اور توبہ سورج کے مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونے تک منقطع نہ ہوگی اور پہلے کی دلیل کہ فتح کے بعد ہجرت نہیں اس کا جواب ہے کہ اس سے مراد مکہ سے ہجرت نہیں کیونکہ اب وہ دار اسلام بن چکا ہے اور وہاں اب کوئی بھی کسی مسلمان کو اس کے دین سے مرتد نہیں کر سکتا۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اس سے نبی علیہ السلام کی مراد اپنے زمانے کی ہجرت سے ہے۔ مکہ وغیرہ دار کفر وحرب سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا ہر صاحب استطاعت پر واجب تھا پھر جب فتح مکہ کے بعد وہ دار اسلام بن گیا اور عرب اسلام میں داخل ہو گئے اور اس پوری سرزمین پر اسلام آ گیا تو فرمایا کہ: ''فتح ہو جانے کے بعد ہجرت نہیں'' صاحب خضرمہ کی حدیث بھی اسی معنی پر محمول کی جائے گی کیونکہ اس وقت تمام عرب علاقے دار اسلام بن چکے تھے اور زمین کا دار کفر یا دار فسق یا دار اسلام ہونا صفت لازم نہیں جس کا مدار اس کی علت ہو۔ رہی دوسری دلیل تو وہ بھی اس معنی میں درست نہیں جس معنی میں اس نے لی ہے بلکہ صحیح معنی یہ ہے کہ توحید نماز وغیرہ تمام اعمال کے لئے شرط ہے اور عرب اس توحید کو اپنی زبان سے سمجھ جاتے تھے اسی لئے جب نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کہو تو انہوں نے جواباً کہا: ﴿ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا. (ص:5) ﴾ ''انہوں نے کہا کہ اس نے سارے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا'' ﴿ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ. (صافات:36) ﴾ ''جب ان سے لا الٰہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو وہ تکبر کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا کسی دیوانے شاعر کی خاطر ہم اپنے معبودوں کو ترک کر دینے والے بن جائیں'' جبکہ اس دور کے مشرکین نماز روزہ زکاۃ اور اس کلمہ کے نطق کے باوجود اسے اس طرح نہیں سمجھتے جس طرح عرب سمجھتے تھے کہ اس کا مطلب ہوا کہ تمام شریکوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرنا تو آج کل کے لوگ اس معنی کی مخالفت کرتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے الوہیت کو ثابت کرتے ہیں اور اسے اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اللہ کے خالص حق میں یہ کلمہ جس پر دلالت کرتا ہے یہ اسے غیر اللہ کے لئے ثابت کرتے ہیں بلکہ اپنی جہالت کی بناء پر اللہ کی ربوبیت میں بھی شریک ٹھہراتے ہیں لہٰذا لا الٰہ الا اللہ کا نطق کرنا ان کے کسی کام نہیں آئے گا علاوہ ازیں بہت سی آیات ہیں جس سے مشرکین کے اعمال برباد ہو جانے کا پتہ

چلتا ہے۔

مشرکین عرب کا شرک الوہیت میں تھا سولا الٰہ الا اللہ کا نطق اسی وقت مفید ہے جب اس کے تقاضے یعنی تمام شرکاء کی نفی کر کے خالص اللہ کی عبادت کرنا کو پورے کیے جائیں۔ لہٰذا جن منافقین اور یہود نے اس کا اقرار کیا لیکن اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا یہ ان کے لئے مفید نہیں تو جو اس طرح کے لوگوں کے درمیان مقیم ہو (زبان سے اقرار اور عمل سے انکار کرنے والے) تو لامحالہ وہ یا تو ان کے اعتقادات سے متفق ہوگا اور موحدین پر انہیں فضیلت دیتا ہوگا تو یہ انہی کی طرح ہے: ﴿وَ مَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ﴾ ''اور تم میں سے جو ان سے دوستی لگائے گا وہ انہی میں سے ہوگا'' اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو مشرکین کے دین کو اچھا سمجھتے تھے کہ:

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَ الطَّاغُوۡتِ وَ یَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا هٰۤؤُلَآءِ اَهۡدٰی مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِیۡلًا اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ. (النساء:51)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا وہ بت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ اہل ایمان سے زیادہ راہ راست پر ہیں انہی لوگوں پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

سو جو ایسا ہوگا وہ انہی میں شمار ہوگا اگرچہ وہ مسلمانوں کے درمیان رہ رہا ہو یہ اپنے دین کا اظہار کرنے والا شمار نہ ہوگا لہٰذا اس پر بھی ہجرت فرض ہوئی۔

وصلی اللہ علی محمد و آلہ وصحبہ وسلم

اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے کتاب ہٰذا کا ترجمہ 4 شوال 1429 ہجری بوقت 5:10 پر مکمل ہوا

مترجم :عبداللہ طارق خان عفی عنہ

والحمدللّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ الحمید الکبیر المتعال.

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان